حج وزکوۃ تسبیح تہلیل تکبیر تحمید ذکر و فکر حسنات خیرات صدقات ونفقات
وغیرہ ان سب عبادتون کے واسطے بندون کو حکم ہے کہ اُتْلُ
مَآ اُوْحِیَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ
وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ اور سب عبادتون کے اجراور ثوابات
موعود اور معین ہین اور تعمیل سب عبادتون کی بندون پر بقدر حال ہر بندہ
کے فرض اور واجب اور سنت اور مستحب اور نفل ہے اسکی تفصیل دراز ہے
کہ دفتر دفتر سب کتب شرائع اور قرآن و حدیث اسکی شرح مین مملو ہین
پس یہ سب عبادتین بندون کے واسطے ہین اور بندونکو کرنا چاہیے
اور بندون کو حکم ہے اور بندون پر تعمیل فرض واجب ہے اور در صورت
درستی عمل کے اجر اوسکا اللہ پر موعود ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ
وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ
تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ لِیُوَفِّیَھُمْ اُجُوْرَھُمْ وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ اِنَّہٗ غَفُوْرٌ
شَکُوْرٌ پس عبادت کرنا عبد کا کام ہے اور اجر بخشنا معبود کا کام ہے
اب یہان سے اس درود کے مرتبے کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ سب عبادتونکو
بندون کی طرف نسبت اور حکم فرماتا ہے اور درود کو اپنی طرف اور اپنے
فرشتون کی طرف نسبت فرماکر فرماتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے سب فرشتے
درود بھیجتے ہین اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ای وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو

تم درود بھیجو تم اوپر نبی کے اور سلام اور تسلیم بس اس شان اور اس مرتبہ
کو دیکھنا چاہیئے کہ کس عبادت کے واسطے یہ رتبہ حاصل ہو سکتا ہے اور
کون عبادت اس سے فاصلتر متصور ہو سکتی ہے اسکی عبارت کلام اللہ مین
ان الفاظ سے وارد ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اسکے سوائے جو آیہ مذکورہ بالا مین
سب عبادتون تلاوت قرآن اور نماز سے جا اکر کے ذکر اللہ کو سب سے
اکبر فرماتا ہے کہ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ اور اس ذکر کا کمال مرتبہ یہ
بیان فرماتا ہے کہ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ یعنی ذکر کرو تم میرے تو میں ذکر
کرون تمھارے پس یہ معنی مضمون اسی درود کے پڑھنے میں بدرجہ اتم اور
اکمل حاصل ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ لِیْ اَمَا تَرْضٰی یَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا
یُصَلِّیَ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا اسکا حاصل معنی
یہ ہے کہ جو ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو اللہ
تعالی دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اوپر اوس درود بھیجنے والے کے پس اس سے
معنی فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ کے صاف ظاہر ہو گئے اور بواقعی ثابت ہوا
کہ وہ ذکر اللہ کے جسکو سب عبادتون پر اکبر فرمایا ہے وہ یہی درود ہے کہ
فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ کی صفت اسی درود مین بتمامہ پیدا ہے اللّٰہ اکبر کیا مرتبہ اور

کیا شان ہے اب اسکی تائید آیہ کلام اللہ مین بصراحت تمام ملاحظہ ہو کہ اللہ
تعالی فرماتا ہے هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ
إِلَى النُّورِ وَكَانَ اللّٰهُ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا اسکے حاصل معنی ظاہر ہین کہ اللہ
وہ ہے کہ درود بہیجتا ہے اوپر تمہارے اور فرشتے اوسکے تاکہ نکال لیوے تمکو
تاریکی معصیت سے طرف نور کے اور ہے اللہ ساتھ مومنون کے رحم کرنے والا
پس یہ اللہ کے درود بہیجنے کی خبر کلام اللہ سے ہے اور معنی درود کے
بندے کی طرف سے فقط گفتار ہے یعنی طلب رحمت کی اوپر حبیب اوسکی کے
کرنا اور اللہ کی طرف سے کردار ہے یعنی اپنی رحمت موافق دعا اپنی بندے کے
اپنے حبیب پر بہیجنا اور فرشتون کی طرف سے استغفار ہے واسطے عفو
گناہون درود بہیجنے والون کے پس اب اس سے زیادہ تر مرتبہ درود بہیجنے والے
کے واسطے کیا ہو سکتا ہے کہ موافق [illegible] درود بہیجنے والے کے
لایا ہے رحمت سے کے رحمت الٰہی کو اوس حبیب کے پاس لیجاتی ہین اور یہ عرض کرتی ہین کہ
ہدیہ رحمت کا اللہ نے موافق دعا فلان ابن فلان کے بہیجا ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم اولا فوراً دست دعا کا واسطے مغفرت اور رحمت اوس بندہ درود بہیجنے
والے کے بحکم خدا اوٹھاتے ہین بعد اوسکے وہ ہدیہ رحمت الٰہی کا بصد
خوشی قبول فرماتے ہین اور اس حکم خدا کی خبر کلام اللہ مین اس عبارت
سے وارد ہے کہ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما اور حدیث شریف میں
اسکی شرح وہاں اس قسم کی تفسیر سے وارد ہے قال النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من عبد صلی علی الا
خرجت الصلوة مسرعة من فيه فلا يبقى بر ولا بحر ولا شرق ولا غرب الا
وتمر به وتقول انا صلوة فلان ابن فلان صلى على محمد المختار
خير خلق الله فلا يبقى شيء الا وصلى عليه ويخلق الله من تلك الصلوة
طائرا له سبعون الف جناح في كل جناح سبعون الف ريشة
في كل ريشة سبعون الف رأس في كل رأس سبعون
الف لسان في كل لسان يسبح الله تعالى بسبعين الف لغات
ويكتب الله له ثواب ذلك كله۔ اسکا ترجمہ حاصل معنی
یہ ہے کہ نہیں کوئی بندہ کہ درود بھیجا اوسنے اوپر میرے مگر یہ کہ نکلا
درود اوسکے منہ سے جلدی تمام بحر و بر سے نکلتے ہوئے نہیں باقی رہتا
ہے کوئی جنگل اور دریا اور مشرق و مغرب مگر یہ کہ گذرتا ہے وہ درود اوس سے
اور کہتا ہے وہ درود کہ میں درود ہوں فلاں ابن فلاں کی طرف سے کہ درود
بھیجا ہے اوسنے اوپر محمد مختار خیر خلق اللہ کے پس نہیں باقی رہتی ہے کوئی
شے مگر درود بھیجتی ہے وہ شے اوپر درود بھیجنے والے کے پیدا کرتا ہے
اللہ تعالی اوس درود سے پرندہ کہ ستر ہزار بازو اوسکے ہیں اور ہر بازو میں ستر ہزار

پرہین اور ہر پر مین ستر ہزار پر ہین اور ہر پر مین ستر ہزار چہرے ہین اور ہر چہرے
مین ستر ہزار منہ ہین اور ہر منہ مین ستر ہزار زبان ہین ہر زبان سے تسبیح کرتا ہے
اللہ کی ستر ہزار لغتون مین اور لکھتا ہے اللہ تعالی واسطے اوس درود کہنے
والے کے ثواب ان سب تسبیحات کا تمامتر انتہی پس ایک مرتبہ درود کہنے کا
یہ مرتبہ اور یہ ثواب اور اجر عند اللہ اور عند الرسول از روے قرآن و حدیث
کے بیان کیا گیا اسکے سواے جو اسکے فضائل اور شرائف بیحد و بیحساب
دفتر دفتر قرآن و حدیث سے ثابت ہین انشاء اللہ تعالی اپنی جاے خود بقدر
مساعدت وقت اور ضرورت مقام کے بیان کیا جاے گا اور وجہ
اور سبب اس قدر فضائل اور ثواب ہاے بے انتہا کا اور فضیلت اور ترجیح
اور شرف سب عبادات پر لقب رحمہ اور امداد روح الارواح انشاء اللہ
بجاے خود دیکھا جاے گا اب یہان ایک نکتہ باریک اس لفظ
صلوۃ مین اور ملاحظہ کرنا چاہیے کہ نماز افضل العبادت ہر فریق
محمدی مین بالاتفاق مسلم الثبوت ہے اور اوسکے شرائف اور فضائل و مراتب
اور ثوابات اور درجات بلند جو کچہ کہ از روے آیات اور احادیث کے ثابت
اور متحقق ہین محتاج بیان نہین اور احکام بہی کس تاکیدات اور تشدید
سے ہین کہ کسی حالت مین معاف نہین اور کوئی عذر مرتے دم تک مسموع
نہین پس اس نماز کا نام عربی مین صلوۃ ہے سواے اسی ایک لفظ

خاص ہے اور کوئی لفظ تمام کے معنی پر مشتمل نہیں اور نام ہر شے کا نفس شے
پر دلالت کرتا ہے مثلاً کسی کا نام عبداللہ ہے اس نام سے اوس شخص معلوم
کے ہاتھ پاؤں ناک کان دل دماغ جگر وغیرہ مراد نہیں ہو سکتی مگر
نفس اور ذات خاص اوس موسوم کی مراد لی جاوے گی پس نفس اور ذات
خاص نماز کی لفظ صلوٰۃ قرار پائی اور درود کے واسطے بھی سواے لفظ
صلوٰۃ کے اور کوئی لفظ عربی مین نہیں ہے گئی انشاءاللہ حروف اور اعراب
حرکات اور سکنات اور تلفظ احادیث پس اس سے صریح ثابت ہوتا ہے
کہ نفس نماز درود ہے کہ یہی صلوٰۃ ہے یہی نام قرار پایا حال آنکہ التزام سورۃ
فاتحہ اور ضم آیہ قرآنی اور تسبیح اور تہلیل تکبیر اور تحمید اور التحیات اور درود
سے نماز مرکب ہے جسکی ماہیت اور حقیقت اور صورت آیندہ انشاءاللہ تعالیٰ
بجاے خود بیان کی جاوے گی مگر اطلاق نام نماز کا خاص اسی لفظ صلوٰۃ پر
قرار پایا اور صلوٰۃ درود کو کہتے ہیں پس یہان سے درود کا مرتبہ دیکھنا چاہیے
اس صورت مین جس جس مقامات میں کلام اللہ مین لفظ صلوٰۃ کی وارد ہو
اور احکام موکد اوسکی تعمیل کے واسطے متواتر وارد ہین مثل اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ يَا اَقِمِ الصَّلٰوةَ وغیرہم سب احکام موکد دونون صلوٰۃ
کی طرف رجوع ہوسکتے ہیں خصوصاً جس حالت میں اس صلوٰۃ درود خاص
کے واسطے اس صراحت سے حکم موکد آیا ہو کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ

عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔ اس صورت
مین بدرجہ اولی اون سب احکام موکدہ نماز مین درود کا بھی شامل ہونا لازم ٹھہرا
اس نظر سے فرضیت اور وجوب درود کا بھی مثل نماز کے سمجھنا چاہیے کہ دونو
صلوٰۃ لفظاً اور حرفاً اور اعراباً اور معناً اور حکماً ایک حکم رکھتے ہین پس اس مقام
سے درود کا مرتبہ ملاحظہ کرنا چاہیے کہ عین نماز ٹھہرا اب وجہ اس قدر
کمال فضیلت اور ترجیح کی بھی معلوم کرنا چاہیے یہ مضمون بہت بلند اور شرح
طلب ہے انشاء اللہ بقدر حصہ مدارج حالی اور مساعدت وقت کے اخیر
کتاب مین بمقام فضائل درود وجہ موجہ اور معقول بیان کی جاے گی
اب بالفعل مقدمہ کتاب کا بیچ بیان تمہید سخن اور مرتبہ شان محمدی کے
آیات قرآنی سے لکھنا مقدم ہے کہ اوسکے حبیب نور ذاتی کی صفت اوسی
کے کلام سے اولی تر ہے کہ ماراچہ حد حمد و ثنای تو بود + ہم حمد و ثنای
تو سزاے تو بود +

مقدمہ بیچ بیان تمہید سخن کی کہ صفت اور ثنا اپنے حبیب کی کلام محب حقیقی سے زیبا ہے

روشن تر از آفتاب ہر کہ تمام کون و مکان روز اول سے نور محمدی
روشن ہے کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ اور ہمیشہ ابد الاباد تک یہ نور
محمدی روشن رہے گا کہ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ

نیز اکثر کتابیں مولود و سیر و تواریخ کی بیچ بیان فضائل اور معجزات و حالات
اور معاملات اس نور ذاتی کے متعارف ہیں مگر اسرار صورت اور حقیقت اور
ماہیت شان محمدی کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلام الٰہی اور آیات قرآنی
سے کمتر کسی شرح کی ہے خصوصاً حلیہ شریف اور نعت اور شاعر ور
شاعری اور شاعری اکثر آدمیوں سے بقدر مساعدت قوت ناطقہ بیان
کی ہے مگر وہ سب کلام بشر ہے کہ کلام خدا اور کلام رسول بالاتفاق اس
بیان سے قاصر ہے کہ نقطہ محیط دائرہ کا نہیں ہو سکتا ہے لاجرم اوسکی
صفت اور اوسکی نور ذاتی کی صفت اوسی کے کلام سے زیبا ہے کہ
زبان وصفش ندارد در شمارد + سخن زین رو نہ بیں گوشت یارد + سبحانک
لا اُحصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علیٰ نفسک علاوہ اکثر قول
مولود شریف میں چند مضامین خاص اور حکایات ظاہر متعارف بالاتفاق
بیان کرتے ہیں کہ وہ ظاہر اور معلوم ہیں کوئی نہیں جانتا ہیں کہ فضائل
اور سر الٰہی خاص لائق مرتبے اور شان اوس نور ذاتی کے بظاہر نہیں بلکہ
بصورت ظاہر طرز نامہ مولود اور رضاعت اور ولادت وغیرہ پردہ عالم اسباب
میں مثل بیگانہ مسکین کے حجاب مسکینت اور یتیمی اور بیکسی اور محتاجی میں
مستتر ہے اور ہر گونہ نشو و نما اور ترقی دین اسلام کی بھی بظاہر پردہ ہائے
عالم ظاہر میں جیسی تھی مثلاً مدت دراز تک شعب ابی طالب میں چھپنا اور چھپ

چھپکر ہجرت کرنا اور پھر غار مین چھپنا اور عنکبوت کا جالا لگانا اور کبوتر کا آشیانہ اور انڈا رکھنا اور پھر بتدریج اور دفعات غنیمت اور غارت قوافل کفار سے ترقی اور تقویت فوج اسلام کی ہونا امداد ہزارون ملایک کی بھی مخفی پردہ بشری مین آنا اور کسیکو نظر نہ آنا ان سب حیلون عالم اسباب مین اور پردہ ہاے عالم بشری مین اس نور نبوت کو چھپانا اسکی وجہین اور اسرار حکمت الٰہی کمتر کوئی بیان کرتا ہے یہی سب مضامین اور حکایات ظاہر جو سب جانتے ہین اکثر بیان کرتے ہین اسکی سماعت سے عوام مومنین لا یعلم کو حیرت اور استعجاب ہوتا ہے او منکرین کو حجت انکاری قوی تر ہوتی ہے کہ قالوا ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمٰن من شیٔ ان انتم الا تکذبون لہذا اوسکے اسرار اور مصلحت حکمت الٰہی از روے آیات قرآنی اور دلایل موجہ عقلی و نقلی سے زبان اردو عام فہم مین بیان کرنا ضرور ہوا تا نا واقفین منقولات آیات قرآنی سے سمجھکر بحکم ولکن لیطمئن قلبی تحیرات اور استعجاب کو اطمینان سے بدل کرین اور منکرین جو ایسی حکایات اور معاملات مستترہ پردہ بشریہ کا اصل نبوت اور کلام الٰہی سے منکر ہین دلائل عقلی سے معقول ہوکر گنجایش انکار کی نہ پاوین خصوصاً ہزارون معجزات نبوی جو کتب مبسوطہ اسلام مین مجتمع ہین مگر کلام اللہ مین اونکی شرح و بیان مثل تصریح معجزات انبیاے سابقین کی کمتر ہے اس سبب سے حجت انکاری

وہ بحث بزجر استنکاف یا وہی جانب خطر ہو وہی حجت الزامی موجود ہو اگر زعمی سے
کہا منقولات قرآن و حدیث کو مانتے نہیں اور معقولات مین حجت عقلی پیش کرتے ہین تو ہنوز
اسکا جواب متقدمین یون لکھ گئے ہین کہ مصرع آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی + اینست
جوابش نہ دہی + مگر ایسی جگہہ متقدمین اور انکار نبوت مین عقلا کو سکوت کرنا محمول عجز
جواب پر اور دلیل غلبہ حجت منکرین اور باعث ضعف ایمان عوام بلکہ باعث تبدیل دین
اور مذہب عوام کا ہوتا ہے کما ہو ظاہر ناچار جواب معقول اور موجہ عقلی
دینا چاہیے کہ منکر معقول پسند کو بھی سوائے تسلیم کی چارہ اور انکار کی مجال نہو پس ایسا
جواب معقول عاقل پسند بدون بیان سوالات انکاری منکرین کی کب سمجھ مین آتا ہے مگر
اس طرح سے پردہ بھی تردید اور ابطال منکرین کا علانیہ دو بدو کرنا آخر کار جانب خطر سے
خالی نہین نہ کسی کو بمقابلہ منکرین پایہ جوابدہی کا نہ مجال سخن نہ مقتضاے وقت نہ مقتضاے
عقل کہ مصرع نہ قاضیم نہ مشائخ نہ محتسب نہ فقیہ + مرا چہ کار کہ منع شراب خوارہ کنم
نتیجہ ایسی مقامات مین جو بمقابلہ منکرین نبوت سب مسلمان محمدی ایک ہین انکو
چاہیئے کہ آپس کی نزاع اور نفسانیت کو موقوف کر کے مضامین اثبات نبوت مین
دلایل عقلی سے متفق القول ہو جاوین تا اختلاف ہمدگر بین المسلمین باعث حجت منکرین
کا نہو جاوے کس واسطے کہ اصل اقرار نبوت مین سب فرقہ اسلام کی واحد ہین کہ تہتر
فرقہ متعارف ہین خصوصاً حضرات امامیہ اور اہل سنت کہ بہ نسبت اور فریق کی اونکی قدر
آپس مین نزاع اور عداوت اور تناقض بھی نہین بلکہ باہم معاشرت اور موانست اور

امر بدیہی واضح ہے بلکہ مشاہدہ ابتدا سے چلی آتی ہے پس ہر حالت میں منکرین کی بات
قابل ہو کر یہ قول منکرین اور جواب وجہ مقتضائے وقت اور عقل ہو مگر اہل اسلام
کو ضرورت ہے کہ واسطے رد ترددات اور شبہات عوام اور اطمینان خواطر خواص کے
دلایل معقولہ سے بھی اسی وجہ سے تحقیق کر لیویں تا اقوال معقول تمامی منکرین سے بخوبی رد ہو
اور مختصر جواب در باب ضعف دلائل شہود بس اقوال منکرین کی کہ نقل کفر کفر نباشد
بتمام انکار نبوت معاذ اللہ اس قسم کی ہیں کہ ہم رجوع رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو نہیں کہتے بلکہ حکیم عاقل کہتے ہیں اور تحقیق اس طرح کی لاتے ہیں کہ سب
اقوال اعمال اور افعال اور احکام شریعت اور معاملات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
حکیمانہ اور تدابیر عاقلانہ ہی ہیں مثلاً جیسے اکثر انبیائے سابقین نے مثل حضرت ابراہیم
اور موسیٰ اور عیسیٰ وغیرہم علیہم السلام کو ہر چند ہر طرح کے کافروں کے ہاتھ سے اذیتیں اٹھانا
مگر پھر بھی آخرکار فقط تن تنہا بذات واحد نے بدون اجتماع اور امداد افواج ابنائے جنس کی
کفار پر ظفر پائی محض معجزہ و موت سے سب کا خفتہ کا اول اور استیصال اور غلبہ تمام کفار پر ہوا جیسا
کہ نمرود اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ادنیٰ ضعیف پشہ سے ایسے بادشاہ ہفت اقلیم پر کہ
دعوی خدائی کا کرتا تھا اور جنت آتش نمرودی سے اور آخرکار فدیہ بھیجا واسطے حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام کے اور کند ہو جانا کارد ذبح کا اسی طرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی
امداد نمایاں کر دیا ہیں راہ ہو گئی اور ادھر دریا میں اودھر آن واحد میں تمام لشکر فرعون
کا مع تمام قوم کے غرق ہونا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخرکار بعد انتہائے مظالم کفار کا آسمان پر

او شمر جانا بیہ سبب ملائکہ کے امداد افواج نمایاں اور بحیلہ عالم اسباب اور بے تدابیر انسانی محض عالم
غیب سے معجزات نبوی واقع ہوئی کہ کسی کو مجال انکار کی نبوت مین باقی نہ رہی علی ہذا اکثر
معجزات نمایان انبیاے سابقین کے خود اہل اسلام معترف اور کلام اللہ مین بصراحت تمام
بیان ہے بخلاف نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ سلم کے کہ سب معاملات اور غلبہ یا مغلوبی یا
ہجرت بطور بادشاہان تدابیر انسانی سے واقع ہوا جیساکہ اکثر بادشاہان سلف کو
مثل تیمور وغیرہ کس طرح کا غلبہ اور تسلط ہوگیا کہ معجزہ اور نبوت کو کچھ دخل نہتھا تدابیر عاقلانہ
اور حکیمانہ بحیلہ اسباب ظاہری تھا اور معجزات بھی مثل معجزات انبیاے سابقین کلام اللہ
سے ثابت نہین ہین جو امداد ملایک کے کبھی ہزار کبھی تین ہزار کبھی پانچ ہزار کلام اللہ سے
بیان کرتے ہین وہ بھی عجب امداد تھی کہ کسی کو مثل پشہ نمرودی بھی نظر نہ آئی اور باوجود امداد غیبی
طرفین کے لوگ قتل اور شہید ہوے اور شان امداد غیبی کی یہ نہین کہ ادنی امداد پشہ سے
سر سو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ضرر نہوا اور نمرود کا تمام لشکر غارت اور فنا ہوگیا چہ جا
کہ پانچ ہزار فرشتون کی امداد اور پھر مقاتلہ طرفین کا واقع ہوا کہ جیسا کہ ابناے جنس مین
ہوتا ہے معاذ اللہ کو خوف اور مجبوری کیا تھی کہ اس قدر ملایک کی مدد بھیجی اور کسیکو
کفار اور مسلمین کو علانیہ نظر نہ آئے اور در صورت مدد غیبی اس قدر ہجوم ملایک کی کیا
حاجت تھی فقط ایک اشارہ پر جبرئیل کا کافی تھا اور ایسے نبی برحق کو خوف کفار سے فرار
کرانا اور غار مین عنکبوت کی جالی مین چھپانے مین اللہ کو کون مصلحت تھی مثل حضرت
ابراہیم اور حضرت عیسی السلام کے کہ علانیہ معجزہ نمایان نہین بچا سکتا تھا علی ہذا معرکہ

جیساکہ عیسائیون کی بارہ ٹولیون مین اور اقوام ہنود مین باہمدگر اختلافات اور تضاد بیتیرا
ہین کہ باہم مصاہرت اور مواصلت اور مطعام نہین ہوتے ہین اور ایک معبد مین عبادت
نہین کرتے اس قدر محمدیون مین بین المومنین کہان تناقض ہے مصداق ستفترق
اُمّتِی عَلٰی ثَلٰثٍ وَ سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدًا تہتر فرقے ایک امت
محمدی مین ہو گئے کہ تفصیل اسکی دراز ہے اور کتاب دبستان مذاہب مین بشرح وبسط تمام
مذکور ہے مگر باہمہ افتراق اور تعدد اوسطرح کا تضاد اور تناقض محمدیون مین کم تر ہے
کہ مصاہرت اور مطعام بالکیہ بگڑا ہو خصوصا حضرات امامیہ و اہل سنت مین جو بہ امعان
نظر اور انصاف سے ملاحظہ کیا جاوے اور نفسانیت اور خودپسندی کو دخل نہ دیا جاوے چندان
تناقض بھی نہین اور بظاہر آپسمین کی موافقت اور معاشرت بلکہ مواصلت ہمدیگر دلیل
کمال اتفاق اور اتحاد اور محبت کی ہے جو کچھ کہ بجای خود باہمدگر گفتگو ہے با خود ہی مگر بمقابلہ منکرین
طرف مقابل بلاشبہہ متفق اور شریک حال ہمدگر ہین چنانچہ بزمانہ شورش ہنود ہنودیان گئو کشی
کے اتفاق سارے جناب نصفت مآب قبلہ کعبہ مجتہد العصر والزمان ذوالمجد والعلی بالقاب کا
مومنین سے بالاتفاق ہی شرح اس موافقت اور اتحاد ہمدگر کی بعد حذف افراط و تفریط طرفین کے
کتاب اصلاح ذات البین مین مذکور واقعی ہے بہر حال جو کچھ کہ نزاع لفظی اور گفتگو
فروع مین بین المومنین ہے آپسمین بجاے خود ہے نہ بمقابلہ منکر طرف مقابل کے اور خود ظاہر
و بالاتفاق ہے کہ ہنگام ظہور حضرت صاحب الامر علیہ الصلوۃ والسلام سب منکرین جانب
مقابل باہمہ تضاد و تناقض ہمدگر کے متفق ہو جاوین گے پس عجب نہین کہ ایسے وقت مین

فریقین کے نزدیک بالاتفاق ٹھہرے جیسا کہ کتاب اسرار کربلا مین موجہ اور مدلل بنصوص آیات
قرآنی ہی لکہا گیا ہے اس صورت مین دشمنان اہل بیت سے کون ایسا مومن ہوگا جسکو تبری اور
بیزاری نہوگی مگر کلام اسی مین ہے کہ جنکی عداوت اور مظالم ظاہر ہو کر حد اعلان یا اور تواتر سے
گذر کر اور عدم توبہ اور اصلاح اور استغفار تادم مرگ بتواتر ثابت ہے اونکے تخصیص اسما مین بہی
کسی مومن کو کلام نہین چنانچہ اسی واسطے کتاب اسرار کربلا لکہی گئی او سمین بتصریح اور تخصیص
تمام نصوص مصرحہ آیات قرآنی مع دفع اعتراض منکرین بدلائل عقلی و نقلی موجہ اور مدلل
بیان کیا گیا۔ فَلْيَنْظُرْ ثَمَّہٗ اور جن اخیار کا ایسا حال نہین ہے بلکہ صلاح اور تقوی اور
موافقت اور معاشرت بلکہ مصاہرت اور مواصلت باہمدیگر اور خیر عاقبت اور حسن خاتمہ و اتقی
ظاہر اور نمایان متفق علیہ ہے کہ قرب قبر نبی سے زیادہ کون دلیل حسن خاتمت کی ہو سکتی
ہے اور قرب قبر صریح نمایان اور متفق علیہ ظاہر و باہر ہے فَضْلًا علیہ کہ نصوص قطعیہ بتصریح
تمام اور متواتر احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اونکی فضائل مین علاوہ ہین ایسے اخیار کی
تخصیص اسما مین اگر نفسانیت کو کام نفرماوین غالب ہے کہ کسی مومن اہل انصاف کو جرأت
نہوگی کہ منافی احتیاط ہے جیسا کہ اسی زمرہ اما سید ارباب انصاف مین مرزا کاظم علی صاحب
گذر گئے ہین کہ بمزید احتیاط کف لسان واجب تر جانتے تہے اس صورت مین بمقام انصاف
اور ترک نفسانیت وہ اختلاف خفیف بہی بمیان ہمدیگر باقی نہین ہے لہذا مختصر بیان اتفاق
مذہبین مین رسالہ **اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْن** لکہا گیا اگر ارباب انصاف بدیدہ انکار
ملاحظہ نکرین گے امید خدا سے ہے کہ البتہ انصاف کو کام فرماوین گے بہرحال یہان غرض

سکے ہوتا اور کچھ فائدہ مترتب نہوتا اور فائدہ یقین کا طرف ثانی کو نہ بخشتا اور اوسہر مرتبہ
غلوے تسنن مین ضعف آتا اور عوام اہلسنت کیا کچھ کہتے اور بجاے خود طعن کرتے اور
الزام دیتے پس اس وجہ سے اس کاتب الحروف کی ہمہ العمر اوس دربار اور سرکار امامیہ مین
باہمہ تقرب اور پیش آمد اور حضوری خاص بکمال غلوے تسنن اور خودداری اللہ تعالی نے
بخوبی تمام بسر کردی والحمد للہ علی ذالک وراب وقت او عہد اور ہی ایسے عہد مین جو اوس
اختلاف خفیف کو بحکم نفسانیت طول دیکر نزاع بین المومنین بڑہائی جاوے اور ایک
دوسرے کی تردید کیا کرے ایسے مضامین منکرین جانب مقابل کے واسطے حجت الزامی
ہو جاتی ہین کہ محمدیون مین بین المسلمین ایسے تعارض واقع ہین کہ ایک دوسرے کی تردید
کرتا ہے اِذَا تَعَارَضَا تَسَاقَطَا اس صورت مین لحاظ کیا جاوے کہ بات کہان سے
کہان تک پہونچتی ہے یہان تک کہ ایسے اختلافات آپس کو حجت قرار دیکر کلام اللہ
مروج عام مین بہی کلام کرتے ہین اور اقوال متعارض ہمدگر کو جو بجاے خود مقام مناظرہ
مین بین المومنین واقع ہوتے ہین حجت گردانتے ہین پس ایسے وقت مین البتہ اوس قدر
اعلان نزاع اور نفسانیت بین المومنین مناسب نہ معلوم ہوئی اور وہ مقام خودداری
اور نفسانیت اور احتمالات کا بہی باقی نہ رہا کہ کوئی خوشامد یا زمانہ سازی یا خوف پر
حمل کرے اس نظر سے ایسے وقت مین اوس مایہ نزاع خفیف کو اصلاح سے بدل کرنا
نہایت اولی اور انسب معلوم ہوا کہ عند الناس اور عند المصلحت اور عند اللہ محمود اور
منصوص بلکہ مامور ہی کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ لاجرم اس

بطرف اہل سنت و وجوب محبت اہلبیت رسالت کی مقدم ساطرہ بمقابلہ طرف ثانی سیدیت
سعیدیہ پر کمتر اثبات اور یہی زیادہ تر باعث عداوت و بدگمانی طرف ثانی کا ہوتا تھا اور سکو ایسے
وقت میں سعیدیہ پر ظاہر کرنا صحیح نہ ہوا تا آپس میں اصلاح اور موافقت واقعی بین اہل بیان
موجب اور ست ہو محبت اہلبیت کا دلوں سے جاتا ہے اور سکو محبت الزامی ثابت نہ آوے
اس واسطے اول آ رسالہ مذکور و اصلاح ذات البین لکھنا ضرور ہوا بعد اوسکے رسالہ
اسرار کربلا موجہ اور مدلل بہ نصوص از روئے آیات قرانی لکھا گیا اور جس بیان
اور رابطہ معرب ہوا محبت اہلبیت رسالت کا از روئے نصوص قرآنی بواقعی ثابت کیا
گیا کہ کسی کو فریقین میں مجال سخن ہو اسی بطرف سے یہ رسالہ اسرار الصوت بھی لکھا مشتہر
ہوا اما وہ بدعات تازہ و مضامین مولودات شریف کے باقی رہے ہیں اور مضامین بھی
حقہ از روئے آیات قرآنی ہو ویں اور اصلاح میں اوس میں بھی ہو جاوے اور اسکا بیان
کو بھی محبت الزامی ثابت نہ آوے کس واسطے کہ مضامین ماتم امام علیہ السلام اور مضامین
بیان ذکر مولود شریف کی اکثر مجالس اور محافل میں بلا مطابق روایتیں بکثرت تمام
عام و خاص میں رواج ہے فی الحال علیہ کہ آیات قرآنی سے ایسے مضامین لکھے جاویں
کہ عبادت کامل ہو اور مبالغات تازہ اور مبالغہ شاعرانہ اور ضعف روایات غیر معتبر
سے ہو چونکہ مضامین منسوبہ آیات قرآنی میں کسی کو فریقین میں مجال سخن نہیں ہو سکتی ہے
اس واسطے امید خدا سے ہے کہ دونوں بجائے مرثیہ اور سلام کے کتاب اسرار کربلا کو اور
بجائے کتب غیر مستند مولود شریف کے کتاب اسرار الصوت کو پڑھا اور سنا کریں تا اتفاق بہم لطیف

کی یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اس اپنے نور ذاتی کو اس عالم ظاہر مین پردہ بشری مین
چھپا کر زمین پر نام اسکا محمد ﷺ اور آسمانون پر محمود اور زبان ملایک پر احمد ظاہر کیا ہے
اس رعایت پردہ بشری کی ہر جزئیات اور معاملات اور معاشرت دنیوی مین رعایت
کی ہے یہان تک کہ مکے سے ہجرت فرمانا اور غار مین چھپانا اور عنکبوت اور کبوتر کو حکم جالا لگانے
اور آشیانے مین انڈا رکھنے کا اور قوت غلبہ اسلام بہی بحیلہ ہاے عالم اسباب تاخت اور
غارت قوافل کفار سے ظاہر کرنا حتی کہ امداد ملایک بہی باخفا پردہ بشری مین بھیجنا آئین
کیا کیا مصلحتین اور حکمتین اور خوبیان ہین کہ بقدر حصہ سچاے خود مذکور ہین اسلیے اسمین
مومنین کو مقتضاے کمال ایمان سکوت اور تسلیم اور امداد ملایک کی بفاد نصوص اور
اخبار قرآنی تصدیق اور ایقان ہے مگر منکرین کو ہمیشہ سے انکار ہے کہ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ
يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْأَسْوَاقِ خود اللہ تعالیٰ اقوال منکرین بیان فرماتا ہے
پس منکرین جو خود اصل نزول کلام اللہ کے معاذ اللہ منکر ہین اور تصنیف نبی کی کہتے ہین
کب ایسے امداد ملایک اور اخبار قرآنی کے قائل ہو سکتے ہین اور مقام انکار مین کہتے ہین
کہ اللہ کو خوف کسکا تہا اور اس قدر چھپانے اور چوری کرنے کی کیا حاجت تہی مثل اور انبیاے
ماسبق اولوالعزم کے علانیہ امداد نمایان کا کون مانع تہا کہ معجزہ نمایان ظاہر ہو جاتا اور کسیکو
انکار کی مجال نہ ہو سکتی معہذا پانچ ہزار اور تین ہزار فرشتے مخفی مدد کو پہنچے اور پہر بہی
طرفین کے لوگ قتل و شہید ہوے حال آنکہ ایک پر پشہ کی مدد غیبی تمام لشکر نمرود اور حفظ
لشکر اسلام کو کافی ہو گئی اسی طرح جس نبی کو کسی طرح کی کچھ مدد غیبی پہونچی فقصہ حکم کن فیکون

بدل ہوکر باعث تقویت ایمان ہوا اور عجز جواب مین نہ ہوا او دہر منکرین کو بھی گنجایش سخن اور حام فریبی کی باقی نہ رہی ع چہ خوب شد کہ برآمد بیک کرشمہ دو کار - اسی نظر سے زبان حام فہم مین لکھنا ضرور ہوا اور وہ مصلحتین اور اسرار حکمت الٰہی اس اخفای پردۂ بشری مین مشتہر مین بیان کر دی گئین کہ اس ہجرت مین اور اخفای امداد ملایک مین ایسی ایسی مصلحتین اور خوبیان تہین تا مومنین کی حیرت اور تردد دفع ہوکر عجز جواب مین نہو اور منکرین کو جواب معقول و موجہ معلوم ہوکر مجال انکار باقی نرہی اور اسی ضمن مین شمائل شریفہ اور فضائل نبوی از روے آیات قرآنی بیان ہونا باعث مزید ثواب ہے وجہ چہارم یہ ہے کہ اس ہیت کذائی سے تواتر مجالس مولود شریف کا سابقین اور تابعین اور تبع تابعین اور مجتہدین فقہای شریعت سے منقول نہین پس لامحالہ بدعت تازہ متاخرین کی سمجہا چاہیئے مگر بہر حال بدعت حسنہ خالی از اجر و ثواب نہین اور ایک راہ سے اطلاق بدعت بہی نہین ہو سکتا ہے کہ ذکر شمائل اور فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال مین عبادت اور شعار سب اسلاف متقدمین کا ہے پہر بدعت کسطرح ٹہری مگر یہ کہ ان صحبتون مین فقط ذکر و بیان تین امر کے اکثر تخصیص اور تواتر علی العموم ہے اول حکایات ایام ولادت اور رضاعت دوم مجملاً بیان حال معراج شریف سوم بیان معاملات وفات شریف اسی طرح سے مجالس ماتم امام علیہ السلام مین بیان واقعات کربلا از روے روایات متعارفہ متعارف ہے ایسے مضامین اور اسرار حکمت الٰہی آیات بینات کلام اللہ سے کمتر بیان کرتے ہین کہ عبادت کامل ہو اور ضعف روایات اور بدعات افراط و تفریط سے

دوم قسم بعض مضامین ایسے بھی ہین کہ فریقین مین کسی کی موافق اور کسی کی خلاف پس جسکو
خلاف ہوتا وہ بحکم نفسانیت اور تعصب کی لانسلم کہتا کہ کتاب طرف ثانی کی روایت
ہم نہین تسلیم کرتے جیسا صحاح ستہ ایک فریق کے نزدیک مسلم الثبوت اور دوسرا کا
نسلیم کہنا ہے اور بیان مقصود مصالحہ ہے نہ مناظرہ مثلا بیان مرتبہ
اجر و ثواب محبت اہلبیت جزو ایمان ہے یا بیان مرتبہ ماتم سالان حسین کہ شہدائے
کربلا کی برابر بلکہ زیادہ تر ہے اسکو اگر کسی کتاب غیر مستند یا روایت منقولہ غیر معتبر
لکھا جاوے نے شبہہ طرف ثانی کو دل سے اوسکے تسلیم مین تردد ہوگا گو بظاہر زبان سے
آمنا وصدقنا کرا کرے اسواسطے ایسے مضامین کو آیات متواترہ کلام اللہ سے موجہ اور مدلل
ثابت کرنا ضرور ہوا کہ کسی کو فریقین مین کسی طرح کا تامل اور تردد اور مجال کی لانسلم
باقی نرہی اور سوائے تسلیم کے چارہ نہو وجہ ششم یہ ہی کہ اس طرح کے تالیفات مین
اصلاح ذات البین اور رواج عام مراد ہوتی ہے نہ مناظرہ تاکہ فریقین مضامین
منصوصہ متفق علیہ فریقین خالی از نفسانیت اور بدون جانبداری احدی الطرفین
دیکھکر بلا تامل بجاہای خود یا مجالس ماتم اور صحبتہای محلہ کرین مذاکرہ اور ملاحظہ کیا
کرین کہ ایسے وقت مین اصلاح بین المومنین مصلحت وقت ہوتا ہے جیسا کہ پیشتر
تذکرہ ہو چکا ہے اسی نظر سے منقولات کتب فریقین ترک کرکے سب مضامین از روئے
آیات منصوصہ متفق علیہ بتصریح و تطبیق تمام لکھنا ضرور ہوا کہ کسی کو گنجایش تاویل
و تردید کی باقی نرہی چونکہ مرتبہ محبت اہلبیت رسالت اور مراتب اجر و ثواب ماتمیان

اور توضیح ست بالتفصیل مذکور نہ کیا برعایت نسق کتاب اللہ کے کنایہ لکہکر حرف الی آخرہ
پر اکتفا کی ہر کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح کسواسطے کہ حالت خاص اس تالیف سے ایسے وقت
بین اصلاح ذات البین اور اتفاق بین الفریقین بین مناظرہ تا ارباب انصاف حضرات امامیہ بہی
کہ اسی تخصیص سے صحبت مولود شریف کا کمتر التزام کرتے ہین اگر نفسانیت کو کام نفرمائو
کیا عجب ہے کہ ایسی کتاب کی ملاحظہ اور مذاکرہ مین تامل نہ فرماوین اور اگر ذکر صحابہ کا
اوس تصریح سے جیسا کہ ارباب سنن مین متعارف ہین بیان کیا جاتا خود ظاہر کہ ارباب تقلی
کب متوجہ ہوتے بلکہ بمقام تردید اور انکار مین تاویلات اوٹھاتے اور رسایل اسکے رد مین
لکہتے پہر وہ صورت اصلاح کی جو یہین مقصود بالذات ہے کہان باقی رہتی اور بالعکس نزاع
لفظی اور نفسانیت کو ترقی ہوتی اور یہ نزاع بین المومنین خصوصاً ایسے وقت مین ہرگز
مناسب وقت نہین جیسا کہ پیشتر مذکور ہوچکا فافہم و تدبر اسواسطے خاصۃً ایسے
مقام مین اوس تصریح سے جیسا متعارف ہی مناسب مقام اور وقت نہ معلوم ہوا لاجرم
اجمال پر اکتفا کی کہ خود کلام اللہ ناطق ہے عیان راچہ بیان اور موافقت اور معاشرت اور
مواصلت اور محبت بلکہ فدویت اہلبیت بہی اور خیر خواہی ہر معاملے مین ظاہر اور باہر ہے
کہ کتاب اصلاح ذات البین مین بتصریح تمام لکہا گیا یہان ایسے بیان کا کون مقام تہا کہ
مناسب ہے نہ مناظرہ **وجہ ہشتم** یہ ہے کہ سب معاملات ظاہر اس نور خدا کی جو پردہ بشری
اور حیلہ ہائے عالم اسباب مین بظاہر مستتر ہین وہ سب ظاہر اور متعارف علانیہ ہین اسکو
کون نہین جانتا ہے اور جو کوئی لکہتا ہے بطور قصص و حکایات کے بہی معاملات ظاہری

کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے نور ذاتی کو پردہ بشریت میں چھپایا اور بر خاصیت اس پردہ بشریت کے
سب امور اور معاملات مانند وجود ظاہری مثل ادنیٰ ترین بندگان کے بکمال مسکینی اور تہیدستی
اور شکست اور مصائب کے ظاہر کئے یہ خود ظاہر اور باہر ہے یا انکار منکران اور امتحان عقیدت
مومنان ہو کر اسکی مصلحتیں اور خوبیان موجہ اور مدلل بجائے خود مذکور ہین اسطرح کے
مضامین ظاہرا و متعارف کو سب بیان کرتے ہین مگر شان ظہور اس نور ذاتی کی کہ کب
ظاہر ہوگا اور کسطرح ظاہر ہوگا اور ماہیت اور اصل حقیقت نور محمدی کی کیا ہے بہ تطبیق آیات
و آیات کمتر بیان کرتے ہین کہ مفہوم معنی اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ سے کیا مراد ہے لہذا
جلوہ ظہور شان محمدی بقید روز اور وقت کلام الہی سے بیان کرنا ضرور ہوا کہ بلاحظہ نظیر
کامل مرتبہ شہود اس نور ذاتی کا حد سماعت سے ترقی کرکے ہر سامع کو بچشم ظاہر معائنہ ہوجاوے
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النُّوْرِ الذَّاتِيِّ السَّارِيْ فِيْ جَمِيْعِ اٰثَارِ الْاَسْمَاءِ وَ
الصِّفَاتِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا و وجہ بازدہم یہ کہ حکایات اور معاملات
ظاہری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو متعارف اور نمایان ہین اسی کو اکثر بیان کرتے ہین
کہ تحصیل حاصل ہے عیان را چہ بیان چہ حاجت است بمشاطہ روی زیبا را + لہذا بیان
بیان حقیقت محمدی ضرور ہوا اور وہ ادراک بشر سے باہر اگر عین ذات اوست کہا جاوے
ادب شریعت مانع آتا ہے اور مقام حقیقت مین کچھ تعریف اور ترجیح اور تخصیص نہین پائی
جاتی ہے کہ ہر ذرہ عین اوست کہتے ہین پھر اس شان محمدی کی کیا تخصیص ہوئی اور اگر
غیر اوست کہا جاوے تو کچھ بات نہ ہوئے پھر کیا کہا جاوے مشکل حکایتی است کہ ہر ذرہ عین اوست

لیکن یہ بھی تو ان کو حکایت نہ کرتا پس ملاحظہ ہو کہ ایسا مضمون ادراک بشر میں کسطرح
آ سکتا ہے جب ادراک میں نہ آیا تو الفاظ سے کسطرح ادا ہو سکتا تو پھر ایسے مضمون کا زبان قلم
سے اسطرح ادا ہونا کہ سامع مطلب صحیح کی سمجھ اور ادراک میں آجائے الہی کے انبیاء کی
انتہا یا اولیا کا ہستہ نہیں۔ مضمون اس کا کہ محض تائید غیبی سے صورت دار قلم سے نکلا ہے
البتہ لائق غور اور ملاحظہ ارباب باطن کی ہے ہماری بحث کہ ارباب ظاہر سے بالکل ہی
گفتگو کرے نہیں وجہ دوازدہم یہ کہ اکثر انبیاء و اولوالعزم کا ایک لقب خاص اللہ کی نسبت
سے اللہ ہی ہے کوئی خلیفۃ اللہ کوئی نبی اللہ کوئی خلیل اللہ کوئی کلیم اللہ کوئی روح اللہ
علی ہذا القیاس القاب اور اسمائے صفات بہت ہیں کہ محتاج بیان نہیں مگر لقب خاص اور
کامل و خطاب اعظم عَبْدُہٗ ہے کہ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور عالم ظاہر میں بھی محمد ابن عبداللہ
نام ظاہر ہے پس جسطرح اوس حکم مطابق ارادہ ربانی کو اس پردہ بشری میں کمال مسکینیت
اور تہیدستی اور یتیمی اور فقر و فاقہ میں چھپایا ہے اوسی طرح سے اس لقب و خطاب خاص کو
بھی ملاحظہ ہو کہ بظاہر کس پردہ تعمیم میں چھپایا ہے کہ لفظ عَبْدُہٗ کا بظاہر کہنے میں عام معلوم
ہوتا ہے کہ علی العموم نسبت ہر بندہ کے اطلاق ہو سکتی ہے بظاہر مثل روح اللہ اور کلیم اللہ
اور خلیل اللہ تخصیص صفت نہیں معلوم ہوتی ہے اور پھر اسی لفظ عَبْدُہٗ سے
بس اللہ اور اشرف ہے اور کمال بہ شان ہمہ اوست عبودیت اور جامعیت اسی لفظ میں مرتسم
ہو رہا ہے لہذا اسی لفظ عبدہ کے اور بعض نصوص قرآنی کی شرح و بسط بیان کرنا ضرور ہوا تا کہ
تعمیم ظاہری لفظ سراسری نہ معلوم ہو سبحان اللہ کیا مرتبہ اور شان اور مقام اعظم اس ایک لفظ

عجائبات ہیں مستتر ہیں کہ لطف اسکا عند الملاحظہ اخر کتاب میں معلوم ہوگا وجہ سیوم یہ کہ فضائل درود کی جسقدر کلام اللہ اور احادیث معتبرہ سے بے حد و حساب ثابت ہیں محتاج بیان نہین مگر اسقدر فضائل بے حد و حساب کی وجہ بدلیل عقلی کمتر کسی نے لکھی ہے لہذا اوسکی وجہ معقول عاقل پسند بہ نظیر دلپذیر لکھنا ضرور ہوا کہ اواخر کتاب مین مرقوم ہے وجہ چہارم یہ کہ جسطرح معجزات اکثر انبیا کی بتصریح تمام کلام اللہ مین بتواتر مذکور ہین اوسطرح سے معجزات اس معجزۂ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام اللہ مین کمتر مذکور ہین حال آنکہ معجزات آنحضرت بے حد و حساب اور ہر حرکت اور سکون اور قول و فعل اور خواب بیداری آنحضرت کا معجزہ تھا مگر باوجود کثرت اور تواتر کلام اللہ مین کمتر مذکور ہین اس سبب سے منکرین نبوت کو عوام ناواقف کے دھوکھا دینے اور الزام دینے کی بڑی گنجائش ہوتی ہے کہ اور انبیا کے معجزات قلیل بلکہ اُجاً سب کلام مین مثل ناقۂ صالح یا عصائے موسوی یا اعجاز مسیحائی وغیرہا بتصریح تمام مذکور ہین اور نبی آخر الزمان کا جسپر کلام اللہ نازل ہوا باوجود کثرت معجزات کوئی معجزہ کلام اللہ مین مذکور نہیں اس صورت مین جو کتب اسلامیہ مین معجزات نبوی مرقوم ہین کب ایسا منکر تسلیم کریگا لہذا اسکی وجہ موجہ اور معقول کہ مایۂ سکوت منکرین اور مزید اطمینان اور ایقان مومنین ہو لکھنا ضرورتر ہوا خصوصاً ایسے وقت مین کہ اس قسم کے مغالطہ الزامی اکثر جاری ہین ہر مومن کو ایسے مضامین معلوم ہو جانا مناسب تر معلوم ہوا تا از راہ ناواقفی مغالطہ نہ کہاوین اور جواب معقول مین عاجز نہووین یہ بہی اواخر کتاب مین مرقوم ہے وجہ پانزدہم پنجم یہ کہ اکثر ارباب مانند مولوی شریف مین ذکر عدم مغفرت اور معذب ہونے والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ممنوع ہونا

حیثیت مذکور ہے اب معلوم کرنا چاہیئے کہ جب بحکم فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ بندگان
خدا واسطے ذکر خدا کے مامور ہوئے تب بمفاد اَذْكُرْكُمْ خدا کی طرف سے
بھی ذکر بندگان ذاکر کے مذکور ہونا لازم ملزوم ہوا پس لحاظ کرنا چاہیئے کہ اس ذکر خدا سے
فاضل تر کون عبادت ہو سکتی ہے فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ پس ظاہر اور منصوص
بالاتفاق ہے کہ کوئی عبادت فاضل تر ذکر خدا اور رسول سے نہین کما نص علیہ القرآن
اُتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ
الْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ہر چند نماز اور تلاوت کلام اللہ بھی داخل ذکر ہے
یہان اوس سے جدا کر کے بلفظ اکبر تخصیص فرمائی اس سے صریح پیدا ہے
سوا نماز اور تلاوت کے بھی کوئی صورت ذکر الٰہی کی ہے اسمین بہت کچھ لوگون نے
لکھا ہے کہ شرح اوسکی دراز ہے علی الخصوص کاتب نے بھی بقدر اپنے حصہ کے کتاب
لمحۃ الایمان مین مقام ہفتم منزل پنجم مین شرح کی ہے فلینظر ثمہ چونکہ ذکر اوسکا
دراز ہے اور یہان مقصود اوس ذکر خاص سے ہے جو اکثر مجالس و محافل اور مساجد مین
بطور مواعظ اور نصائح کے آیات اور احادیث اور حکایات انبیا علیہم الصلوۃ والسلام سے
ذکر کرتے ہین خصوصًا ذکر خاص جو مجالس ماتم امام علیہ السلام اور صحبتون مولود شریف
مین صحبت خاص قرار دیکر ذکر امام علیہ السلام اور ذکر محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم
باہتمام تمام کرتے ہین اسکا بھی اجر اور مثوبات حد و غایت سے زیادہ ہے ہر چند اس
قسم کی صحبتون مین بسبب افراط اور تفریط اور زور شاعری اور لفاظی اور روایات غیر معتبر

اور غیر مستند مصنوعی ہے وہ صورت عبادت کی کثرت تاریخی ہے اور علمائے محافظ شریعت
اسمیں اعتنا کرتے ہیں اور صحت تاریخ کرتے ہیں مگر اس لئے کہ اگر کسی زبانی نقل
کی ان تاریخ کے خالی ثواب بھی وکاشت کو یہ پتا نہیں کہ کسی پر اعتراض اور تخطیہ
کرے والعقدۃ تحت تکلیفہم خصوصاً مجالس مولود شریف کہ ایہ اجر جسمیں اسمیں کیا
سے کثرت اور تعمیم کی سعت او اطلاع و تعریف ہو اور بدعات اور ایجادات بار روز بروز زیادہ
ہوتی جاتی ہے اسکی تصریح کہاں تک کی جاوے یہاں تک کہ باظہار کمال جوش محبت
محمدی تمام زور انشا شاعری اور لسانی اور رنگینی اسی تمام میں صرف کرکے ابتذال امثال
مثل شاعرے اور مباحثے کے مجالس علی الاتصال قرار دیکر رقصاں اور وجد کناں اولی
و مرامیر سرایاں ہوتے ہیں یہاں تک کہ بطور زمزمہ اور ٹھمری کے الفاظ بندی سے ترکیب
دے کر گاتے ہیں کہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد علی کی دلہن فاطمہ کی بیاہ محمد کے صلی اللہ
علیہ وسلم یہ ذکر ان لوگوں کا ہے جو بڑے سرآوردہ مصنف اور اکثر مولود انکے ہین اکثر
مردم شہر بہر تمنا او دست نذری و عوض کرنے کے واسطے ترتیب مولود کے اسے گھر مین
لیجاتے ہیں سوا اسکے کبھی مولود شریف میں ذکر مناقب مرتضوی اور وسائل اہلبیت رسالت
اور ائمہ اطہار علیہم السلام کثر سنا گیا اسمیں بھی الحمد یہ ذکر تعصب بیدا ہے حال آنکہ جو محامد اور
فضائل خاندان رسالت اور ازواج امہات مومنین کلام الہی میں مذکور اور مشہور
ہیں انمیں کلام کسکو ہے پھر اسکے ترک کرنے مین سوائے تعصب کی کیا کہا جاوے بہر حال جو
کاتب کو یہ بھی پایہ نہیں کہ کسیکو الزام دے سکے سکر مال عیب جو نیستم دلطمہ

دیگران چہ زغم * مگر جس حال مین ذوالفقار خامہ و زبان ہاتہہ مین ہو اوس حال مین اسقدر
افراط اور تفریط کہ نوبت ٹپہ و ٹہمری اور رقص مزامیر کے پونہچی بچشم خود دیکہی جاوے
اور بعذر نکر ذہنی اور کسر نفس سکوت کیا جاوے خالب کہ شرع معذور اور معاف نرکہی
کہ حدیث صحیح ہے مَنْ رَاٰی مُنْکَرًا فِی دِیْنِ اللّٰہِ فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ
فَبِلِسَانِہٖ مَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ ذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ وَلَیْسَ وَرَاءَ ذٰلِکَ
حَبَّۃُ خَرْدَلٍ مِّنَ الْاِیْمَانِ یعنی جس شخص نے دیکہا کوئی منکر خلاف شرع یا بدعت امور
دین مین چاہیئے کہ تغیر دیوے اوس منکر کو اپنے ہاتہ سے مثلاً چنگ یا مزامیر یا بت یا آلہ خمر وغیرہ
اوسکو اپنے ہاتہہ سے توڑ ڈالے اور اگر یہ نہو سکے پس زبان سے یعنی بتاکید منع کرے اور اگر
یہ بہی نہو سکے پس اپنے دل سے کراہیت کرے اور برا جانے تا امکان اوس صحبت سے اوٹہ
جاوے اور نہین ہے سواے اسکے برابر ایک دانہ رائی کے ایمان یعنی جو ایسا بہی نکرے اور
بطیب خاطر روا رکہے اور گوارا کرے تو اوسکا ایمان دانہ رائی کی برابر بہی نہین باقی رہا
فقط کاش اگر بدعت حسنہ بہی ہو اور فضائل و شرائف نبوت بیان واقعی از روے آیات قرآنی
اور کتب معتبرہ کہ دفتر دفتر بیحد و حساب ہین بیان کئے جاوین یہ بہی ایک بات ہے اور
خالب ہے کہ دخل بدعت نہو جیسا کہ اس طرز بیان سے بصورت سرود مگر جون کہ اس زمانہ
مین بِیَدِہٖ اور بِلِسَانِہٖ کا کم کسی کو اختیار ہے اور بِقَلْبِہٖ اگر ہو وہ کسطرح سے بصورت ظاہر
معلوم ہو الا یہ کہ اظہار اور تردید اوسکی تا امکان اگر بفضلہٖ بآئین شایستہ ممکن ہو
البتہ دریغ نکرنا چاہیئے ایسے مقام مین بحکم وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا کسی کا تخطیہ اور عیب گوئی

اور تردید اینا دستور ہوا اور منع بھی ہے پھر آور کی ایسی جگہ سوا اسکے کیا ہے دیدہ
کر بیٹا۔ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوا عَنْهُ اوس طرف سے اونسوا دیدہ گردانی
کریگا تو کیا ایسے امکان میں ہوت ہارک درتلانی ہیں منع کیا جائے کہ اسلئے کہ
قطعًا منع اور انکار ایسی مجلسوں اور مجالس خیر اور برکات کا چاہیے اگر عشاق ہمیشہ
کی ادا اور طرز بیان صورت پاک انکی کر ذکر و فضائل ایسے محبوب الہی اشرف الانبیا
کا کر سنا دیں سے عبادات اور بایہ اجر و ثواب جزیلہ ہے لہذا مشہور کہ میں [illegible] طہیر الانبیا
کو سوا اسکے کچھ چارہ نہوا کہ بعد امداد مبداء فیض اور تائید روح القدس جو کچھ کہ ہو سکے
وہ مضامین صحیحہ جو وارد ہوئے آیات منصوصہ متعلق حلیہ و فضائل بیان واقعی ہون ریتہ
حسنہ ادا اور بیان شریعت اور طریقت بیان کرتے جاویں کہ کسیکو مجال سخن نہو اور مرتبہ
عبادت اور اجر اور ثواب کا بھی تکمیل کو پہونچے اور دلوں پر بھی اثر کرے پھر یہان خیال
آیا کہ اگر یہی حکایات اور روایات اور معاملات اور سوانح متعارفہ عالم ظاہر کی ظاہر کیے
جاویں وہ خود ظاہر اور مشہور اور مدون دفتروں سیر اور تواریخ لبریز اوسکا بیان اول
تحصیل حاصل زیادہ تحقیق سابق سے کوئی کیا لکھ سکتا ہے اور اگر کچھ اپنی طبیعت اور
دماغ سے اوتار کر کے لکھی بھی وہ مثل بعض مضامین موجودہ شعرا مرثیہ گو کے معتبر کب
بلکہ داخل بدعت سیئہ ہووے اللہ تعالی نے اپنے نور والا کو پردہ بشری میں چھپا کر
اس پردے میں نام اوسکا محمد تجویز کر ظاہر کیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور بہ رعایت
اسی پردہ بشری کے سب معاملات امد و لود اور رضاعت اور ولادت وغیرہ ظہور پایا

متعارف عادات بشری ظاہری بنا پردہ بشری اور عبدیت باقی رہی بس کیفیت
حالات وقت ولادت اور ایام رضاعت اور پرورش زمانہ صغر سنی کی کہ بظاہر مثل غربا
اور مساکین کے بکمال عسرت اور تنگدستی اور تکالیف کے واقع ہوئی لکھنے اور بیان کرنے
کی کیا حاجت کہ حسب عادت متعارف بہ رسم ظاہر زمانہ جاہلیت سب مراسم ادا ہوے ہونگے
اوسکے بیان کرنے مین کیا شرف اور فضیلت موافق شان اس نور ذاتی کی پائی جاتی ہے
اور اوس ایام مین جو کچھ عجایب قدرت ہای آلہی مثل شق صدر مبارک اور بعد ولادت کے ختنہ
ہو جانا آپ کا اور پھر یا لباس حریر جنت آپ کا ظاہر ہونا یا فرشتونکا واسطے زیارت شریف
کے آنا یا قبل ولادت شریف کے حضرت مریم اور آسیہ زن فرعون وغیرہ کا غیب سے
واسطے اداے مراسم ولادت اور خدمات وضع حمل کے آنا اور کاسہ پر از شیر بہشت سے آنا
یا عبد اللہ والد آنحضرت کو قبل نکاح کے زنان عرب کا بطمع نور محمدی اپنی وصلت کیواسطے
درخواست کرنا اور بہت روایات اسی اقسام کے جو اکثر مولودون مین بیان کرنا ضرور تر
جانتے ہین ملاحظہ ہو کہ ایسی روایات کا راوی کون ہے اور شناساے حضرت مریم آسیہ
زن فرعون کا اور شناساے نور محمدی کا صلب عبد اللہ مین اوس زمانہ قبل بعثت مین زنان
عرب مین کون تہا کہ جہان مردون کے بیان حال مین الْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّنِفَاقًا
آیا ہے کہ بعد ظہور اوس نور کے ارباب مکہ نے کمتر پہچانا اور جسطرح بعداوت اور ایذا رسانی
پیش آئے خود معلوم ہے پہر ایسی روایات ضعیفہ کا کوئی راوی ثقات اہل اسلام سے یا سند
اوسکی آیات اور احادیث سے کہان سے نہ جو کچھ مرتبے اور شان اوس نور مجسم ذاتی کی عند اللہ

معنی اوس ارادہ سے آیات متشابہات کلام اللہ ظاہر اور باہر ہیں اونکو ترک کرنا اور اونکی متشابہ
مین بیان ایسی واہیات ضعیفہ غیر ثقات کا کہ شایان شان ایسے محبوب الٰہی کے ہے
بلکہ دون مرتبہ اونکی شان والا سے اوس نور مجسم کے ہے تقریر کیجے جو اسرار کہ ادب سے اونکی
جیب ہے بیاسے ہوں اور کہیں کلام اللہ اور احادیث صحیحہ مین اونکا بیان نہ ہو اونکو
بلا سند رونق مجالس قرار دیکر ادبار مجہول غیر ثقات کی زبان سے بہتمام کمال تر آئینہ اون
فضائل کو ہمیں بیان کرنا اونکو کمال عبادت سمجھنا کس لائق بیان اور مرتبہ ایسی بودوانی
کی ہے ہر چند اون روایات کی صحت او تصدیق میں معاذ اللہ کسکو کلام ہے کہ تو اونکو
موجب ہی اگر بمقام فضائل او رمراتب ایسے افضل البشر میں بیان کرنے کا کوئی عام
سبب کہ ظاہر ہے پردہ مسکینت میں بیٹہ جوے تھے اور کہیں کسی آیت و حدیث میں اونکا
ذکر اور اونکے بیان کا حکم او اگر حدیث میں کچھ مصائب حالات ہنگام ولادت اور ایام رضاعت
آپکی زبان مبارک سے تصدیق ہو جاوے تو بہ امر ہے کہ اوس حدیث کو بعینہ نام راوی
مروجہ مولودوں مین لکہدیا کریں تا ایجاد عبارات و تاثیرات اور ثواب واقعی ہوا کرے۔
یہ جو سخن ہے جو کچھ فضائل اور مراتب و حکایات اس نور خدا کے جید و حسان کلام الٰہی
مین اور احادیث اور کتب سیر و تواریخ مثل روضۃ الاحباب اور مدارج النبوت او رمعارج النبوة
اور فضائل النبوت او رشواہد النبوت او جذب القلوب وغیرہ مین صحیح اور بعض خصوصاً
جواہر التفسیر میں کسی شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں اون سبکو یک قلم ترک کرکے خاص
حکایات ایام رضاعت اور ہنگام ولادت بہ تخصیص ایام او رباد ولادت اس اہتمام سے تحریر

قرار دیکر التزام کرنا ملاحظہ ہو کہ بعینہ بلا تشبیہ معاذ اللہ ماثا برسم ہنود کے کہ جنم اشٹمی
مین بقید ایام اور ماہ ولادت کنہیا عمل مین لاتے ہین اکثر مجالس ذکر حبیب اصلی اللہ علیہ وسلم
بہ نیت ثواب قرار دیتے ہین بابت تخصیص ایام خاص ولادت اور حکایات ولادت کے کیا اثر
تاریخ بست و ہفتم رجب المرجب کہ شب اوسکی شب معراج اور دن اوسکا یوم صوم کہ منظر کثرت
ثواب کے بانتظار روزہ ہزاری عوام مین نامزد ہے کیا برا ہے کہ اوسکو اختیار کرتے ہین جو مشابہ
برسم ہنود ہے فَاقْهَمْ وَتَدَبَّرْ پانچوین مراد ایسی صحبتون اور اس قسم کے اذکار
خاص سے نظر بمعنی اور تعقل مضامین اور نکات اور اسرار حکمت ہائے الٰہی مقدم تر اور
سمجہنا مضامین کا ضرورتر ہوتا ہے اسی مین ثواب بہی زیادہ ہے اور حدیث مین بہی
آیا ہے کہ یَتَدَبَّرُ مَا یَتْلُوْ وَیَعْقِلُ مَعْنَاہُ یعنی غور اور خوض و فکر اور تدبر کرے
اوس کا جسکا ذکر کرتا ہے اور تعقل کرے معنی اوسکے فقط اس صورت مین بقدر ادراک عقول
اور فہم بشری اگر مضامین موجہ اور مستند آیات منصوصہ قرآنی سے بیان کیے جاوین
بہ نسبت مضامین غیر متعارف اور غیر منصوص کی جو ادراک عقول بشری سے برتر اور دور تر
ہین اولیٰ تر اور مؤثر تر معلوم ہوتا ہے پس یہان مقام سخن کا یہ باقی رہا کہ
فہوم عوام سے کے مضامین عالیہ اور نکتہ ہائے باریک قرآن و حدیث کے نہین سمجہ
سکتے ہین شاید اس نظر سے بیان حکایات متعارفہ ہنگام ولادت اور ایام رضاعت اور
راویان ظاہر ایام جاہلیت پر اکتفا کی ہو پس یہان اندکے گوش دل اور چشم انصاف و نگاہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ محض برعایت فہم و ادراک ہم کوتہ مضمون کم ادراک کی ایسی مثالون ظاہر

علما اور مشہور علما و محدث مفسر تک اور توضیح تمام سمجھاتے ملتے بعینہا اوسکا نقشہ
اور تصویر کھینچ دیے ہو کے ہر کے نکات سمجھ مین آجاتا کیا ملک بخشم للامر ماتیۃ وما تاہ کی وتلک
الامثال نضربہا للناس لعلہم یتفکرون لیکن تعالی مین واکثر معانی جو
مسمی مضمون و لوح سر غیب مین بیان کرتے ہیں وہ ہرگز عقل میں نہیں آتے ہیں سو اونکا
کوئی راہ ہی نہیں سو اونکے قرآن وحدیث ترک کرنے والون کے دلون میں شبہات اور
اعتراضات واقع ہوتے ہیں اور منکرین کو حجت الزامی ہم پہونچتی ہے جیسا کہ معاصرین
نور نامے کے نظم ونثر میں بیان کرتے ہیں کہ سب مضامین یعنی اصلی قبل خلقت عالم
کے وہ ہرگز عقل سلیم میں نہیں آتی نہ حیدر اونکی قرآن وحدیث میں کسی نبی نے خبر دی نہ
اوس سے کچھ شرف و فضیلت نبوت کی پائی جاتی ہے اور نہ عقل میں آتی ہیں اور امام غزالی
رحمۃ اللہ علیہ کیطرف منسوب کرکے اسطرح بیان کرتے ہیں کہ بالفاظہ نقل عبارت ترجمہ کتاب اردو
کی لکھی جاتی ہے والعہدۃ علی القائلین نقل ترجمہ اردو کتاب عربی دقائق الاخبار
اللہ تعالی نے ایک درخت پیدا کیا جس میں چار شاخیں تھیں سو شجرۃ الیقین اوسکا نام
رکھا پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو سفید موتی کے پردے مین طاؤس بناکر اوس
درخت پر بٹھایا اوسنے ستر ہزار برس اوسپر تسبیح کہی بعد ازاں حیا کا آئینہ پیدا کرکے
اوسکے آگے دھرا جب طاؤس نے اوسمین اپنی صورت دیکھی نہایت حسین وجمیل
دیکھا تب حق تعالی سے حیا کی اور پانچ دفعہ حق تعالی کو سجدہ کیا سو وہی سجدے
اوسپر فرض موقت ہو گئی کہ حق تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی امت کو حکم

وقتہ نماز کا حکم کیا پھر حق تعالی نے اوس نور کے طرف دیکھا تب شرم سے وہ پسینا پسینا ہو گیا سو اوسکے سر کے عرق سے فرشتے پیدا ہوئے اور چہرے کے عرق سے عرش و کرسی لوح قلم چاند سورج تارے اور جو کچھ آسمان مین ہے بنے اور سینہ کے عرق سے انبیا و رسل و علما و شہدا و صلحا اور ابرو کے عرق سے سب اہل ایمان اور کانون کے عرق سے یہود و نصاری و مجوس وغیرہم کی ارواح اور پشت کے عرق سے بیت المعمور و کعبہ اور بیت المقدس اور ساری دنیا کی مسجدون کی زمین اور پاؤن کے عرق سے زمین پورب پچھم تک اور جو کچھ اوس مین ہے سب پیدا ہوا پھر حق تعالی نے فرمایا کہ اے نور میرے حبیب کے نظر کر سو اوسنے دیکھا اپنی آگے ایک نور اور پیچھے ایک نور اور دا ہنے ایک نور اور بائین ایک نور یہ چارو یار تھے رضی اللہ عنہم پھر اوس نور نے ستر ہزار برس تک تسبیح کہی تب حق تعالی نے اوس سے ارواح انبیا کو پیدا کر کے اونسے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہلایا پھر عقیق سرخ سے ایک قندیل شفاف پیدا کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کو جسطرح دنیا مین تھی اوسی طرح بنا کر قندیل مین رکھا اور تمام روحون نے اوسکے گرد طواف کیا اور ستر ہزار سال تک تسبیح و تہلیل کی پھر خدائے تعالی نے سبکو حکم کیا کہ اوسکی طرف دیکھین سو جسنے اوسکی طرف سر کو دیکھا خلیفہ و سلطان ہوا اور جسنے پیشانی کو دیکھا امیر عادل ہوا اور جسنے ابرو کو دیکھا نقاش ہوا اور جسنے کانونکو دیکھا صاحب تمتع و صاحب اقبال ہوا اور جسنے آنکھون کو دیکھا حافظ قرآن ہوا اور جسنے رخسارون کو دیکھا سخی اور عاقل ہوا اور جسنے بینی کو دیکھا طبیب ہوا عطار ہوا اور جسنے

ہو بغل یا دامنون کو دیکھا خوبصورت ہوا اور جسنے سینہ کو دیکھا روزہ دار ہوا اور
جسنے زبان کو دیکھا بادشاہون کا قاصد ہوا اور جسنے حلق کو دیکھا واعظ و موذن ہوا
اور جسنے داڑہی کو دیکھا عابد و ذاکر ہوا اور جسنے گردن کو دیکھا تاجر ہوا اور جسنے دونو
بازو کو دیکھا شجاع [illegible] ہوا اور سپہ دار ہوا اور جسنے صرف داہنے بازو کو دیکھا حاکم ہوا اور
جسنے صرف بائیں بازو کو دیکھا جلاد ہوا اور جسنے داہنے ہتیلی کو دیکھا [illegible] ہوا اور جسنے
بائیں ہتیلی کو دیکھا مانگنے والا ہوا اور جسنے دونو ہتیلی کو دیکھا سخی اور صاحب کسب ہوا
اور جسنے دونو ہاتھون کی پشت کو دیکھا بخیل ہوا اور جسنے داہنے ہاتھ کی انگلیون کو
دیکھا کاتب ہوا اور جسنے بائیں ہاتھ کی انگلیون کو دیکھا [illegible] ہوا اور جسنے سینہ کو
دیکھا عالم و مجتہد ہوا اور جسنے پیٹ کو دیکھا متواضع اور جسنے [illegible] کا مطیع ہوا
اور جسنے پہلو کو دیکھا غازی ہوا اور جسنے شکم کو دیکھا قانع اور
زاہد ہوا اور جسنے رانو کو دیکھا راکع و ساجد ہوا اور جسنے پاؤن کو دیکھا [illegible]
ہوا اور جسنے قدم کے نیچے دیکھا راہ چلنے والا ہوا اور جسنے پرچھائیں کو دیکھا مرتد
ہوا اور جسنے [illegible] دیکھا یہودی ہوا [illegible] وہ سرکش ہوا اور جاننا چاہیے کہ حق تعالیٰ
نے نمازی کی اعضا کو احمد کی صورت پر مقرر کیا قیام الف کی مانند اور رکوع ح کی مانند
اور سجدہ میم کے مانند اور نشست دال کے مانند اور خلق کو لفظ محمد کی صورت پیدا
کیا سر میم کے مانند گول اور دونو ہاتھ ح کے مانند اور شکم میم کے مانند اور دونون
پاؤن دال کے مانند اور کوئی کافر اوسکی صورت پر جلایا نجائیگا بلکہ صورتین اوسکے مل

دی جاویگی انتہی بعبارتہا بلفظہ اب کاتب الحروف اسلئے افہام عام کے زبان اردو عام مین فہم مین التماس کرتا ہے کہ اس قسم کے اسرار الٰہی بتصریح تمام اگرچہ احادیث صحیح سے مستند ہین معاذ اللہ انکار کسکو ہے کہ مرتبہ نور نبوت کا اس سے کہین ارفع اور برتر اور بلند ہے چہ جائیکہ قرآن و حدیث مین بہی یہ مضامین ندیدہ اور حسن طرز بیان سے کلام اللہ مین بتوضیح تمام وارد ہے وہ انشاء اللہ بشرح و بسط تمام عنقریب بیان کیا جاتا ہے پس اس طرز بیان مین جو ترجمہ اردو کتاب دقائق الاخبار کا بالفاظ نقل کر دیا ہے ملاحظہ ہو کہ سب الفاظ بسبب عبارت اردو عام فہم کی بے تکلف فہم مین آئے مگر تعقل اور ادراک مین کچھ نہین آسکتا کہ فہوم نوع بشر قاصر ہین اور ایسے بیان سے کچھ فضائل اور مرتبہ شان محمدی کا جسقدر دلون پر نقش اور کلام اللہ سے ثابت ہے بظاہر ظاہر نہین ہوتا اور نہ دلون پر چوٹ بیٹھتی ہے اور منکرین کو ہر طرح کی انکار اور اعتراض اور گرفت کی گنجایش ہوتی ہے اور اسرار الٰہی جدا فاش ہوتا ہے پہر اس قسم کے مضامین اگرچہ سچ بہی ہین تو اسرار ہین اسرار کو علی روس العوام خصوصًا ایسی وقت مین کہ منکرین کو طرح طرح کی حجتین الزامی اور اعتراضات اور دلائل انکاری بہم پہونچتے ہین اس بیان سے کیا حاصل پہر کیا ضرور ہے کہ یاوہ روایات غیر ثقات غیر مستند قبل ایام جہالت بہ تخصیص مضامین ولادت اور رضاعت بہ تعیین آیام ولادت بیان کیئے جاوین کہ بعینہ مشابہت برسم ہنود ہو جاوے یا ایسے مضامین اسرار جسکے ادراک سے فہوم بشری قاصر ہون اور منکرین کو گنجایش استہزا اور انکار کی

سہم ہو سکے بیان کیے جاویں مثلاً حور بہشتی کی تعریف اور سراپا راست راست
بیان کیا جائے کہ برابر گنبد کلاں کے سر اور برابر مینار بلند کے ساق پا اور ہرگز
نہ کہ وسے بیاں اور رومی رواز ے کے برابر چہ وہاں ہر چند راست بیان
واقعی کہیے الٹی ہو جاوے آپ الٹرسے اللہ تعالیٰ نے جس جگہ کلام اللہ میں ذکر
حوران بہشتی کی ہے بقدر فہوم اور مدرکات بشری کے ہے عُرُبًا اَتْرَابًا کَاَنَّھُنَّ
الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ یا لُؤْلُؤٌ مَّکْنُوْنٌ یا قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ یَطْمِثْھُنَّ
اِنْسٌ قَبْلَھُمْ وَلَا جَانٌّ یا وَجَعَلْنٰھُنَّ اَبْکَارًا غرض سب اسی قسم کی صفات مگر جن
جو ادراک بشری میں بخوبی آسکیں اور بایہ توضیح نہو کہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ
عُقُوْلِھِمْ ہاں یہی صفت اس نور خدا کے جو کلام اللہ میں بتصریح تمام و تمثیلات
عام فہم واضح تر سورہ نور میں مذکور ہے اور فہوم بشری سے مستعبد نہیں اور فائدہ
اور قوائد کہ الٰہی ہی بوجہ اکمل اور اتم اوسمیں حاصل ہے اسی سبب اور سمودس کو
اگر بیان کیا کریں و کیا قباحت لازم آتی ہے بس الصاف درکار ہے اسکو رکاور
اور اوسکو اختیار کرنا کون جانب استحسان اور رجحان کی غالب تر ہے علاوہ
ظاہر اور باہر ہے کہ قوت ناطقہ بشری بالاتفاق بیان حمد و ثنائے الٰہی سے قاصر
اور ناچار اور معترف بعجز و قصور ہے اور صریح تر یہی ہے کہ قطرہ محیط دریا میں
ہو سکتا ہے رہاں وصف نہار و درشمارہ بسعی برتر بود زیں گوشت پارہ
پس صفت وسا اوسکے نور ذاتی کے کہ نام اوسکا پردہ بشری میں محمد اور تمام اوسکا

تا عالم تکوینی مین مشہود ہے کسطرح نوع بشری سے بیان ہو سکتی ہے پس اس نظر
سے بہی اگر صفات اوسکی اور اوسکی حبیب کے اوس کے کلام سے شرح کیئے جاوین
تو بلا خطر ہو کہ بہ نسبت اون روایات ملتبس غیر مستند کے کسکو جانب رجحان
اور استحسان کے غالب ہے اور کون جانب بدعت سے خالی ہے کس واسطے
کہ بدعت اوسکا نام ہے جو بعد قرون ثلاثہ کوئی امر تازہ دین اسلام مین حادث
ہو وہ بہی دو حال سے خالی نہین حسنہ یا سیئہ حسنہ کو بنظر استحسان متاخرین جائز رکہتے
ہین جیسا ایسی صحبت مولد شریف کی بنظر حسنہ جائز رکہی ہے چہ جاکہ اس حسنہ مین بنظر
التباس رسم ہنود تعیین روز اور ماہ اور تاریخ اور تخصیص حکایات خاص ولادت مین
بوجوہ مذکورہ بالا کلام اور استفتا طلب ہے اور بمفاد کلمہ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ کوئی
بدعت حسنہ نہین ہو سکتی چہ جاکہ اس تعیین اور تخصیص کے ساتہ فَكَيْفَ كَانَ
كَذَا مگر بلا تعیین ماہ و تاریخ کے بالاتفاق ایسا ذکر خیر الاذکار بِاَيِّ نوعٍ کان
داخل بدعت نہین بلکہ منتہائے عبادت اور بتاکیدات متواترہ مامور ہے کہ وَاذْكُرْ
رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ پس تخصیص روزکی واسطے فاتحہ
وفات کے اگر اس نیت اور عقیدہ سے ہو کہ اسی روز خاص مین ثواب پہنچے گا البتہ
عند الشرع غالب کہ نادرست ہو اور اگر یہ نیت اور عقیدہ نہ ہو بلکہ اس نظر سے ہو کہ
بدون تعیین روز و تاریخ کے انعقاد صحبت مجلس بسبب لاعلمی خاص و عام کے متعذر ہوتا ہے
غالب کہ شرع بہی معذور اور معاف رکہے معہذا یہ گفتگو اور اختلاف تو درباب تعیین روز

فاتحہ

واقعہ وفات کے سے گرمت ذکر فضائل ہوئی معتبر اعلام خاص و عام اگر یہ تعین دن
تک قرار دی جاوے حالانکہ تشریح ہر دو کی گراں بار و دشوار ہے ورنہ کہ خاص ولادت
حضرت کا کہ متعارف ہے بارہ ربیع کہ منظر تماشا ہے رسم ہر دو خالی ہو کر ایسا صریح کوئی آیت
فی المکہ حاصل ہو پس اس صورت میں اگر اس روز ارمادہ اور تاریخ کو علی ہذا القیاس ستائیس
بست ہفتم رجب المرجب سے کہ شب اوسکی شب معراج اور روز اوسکا صوم ہزاری
اور مہینا بھی بابرکات ہے قرار دیا جاوے اور بوجہ اوس ذکر خاص مکانات ولادت
اور رضاعت کی فضائل اور تشریف معراج متبرک اور محامد تمام سراپا اور حلیہ
شریف بترجمہ آیات قرآنی بیان کیے جاویں ارباب اولو الالباب شریعت سے
انصاف طلب ہے کہ کون جانب استحسان اور اولویت مائل ہے چنانچہ اسی نیت
اور اسی ارادہ سے اس طرح کی کتاب مختصر جامع ہم ترتیب دینا منظور ہوا اور چونکہ
اسرار حکمت اور قدرت الٰہی معانی آیات قرآنی سے ہویدا تھی اسواسطے اس کتاب کا
نام اسرار المَوت اسم بامسمی معلوم ہوا مگر جو اس نام میں قبل ملاحظہ کتاب کے اعتراض
عوام لاعلم کو بھی گنجایش تھی اور اونکے اعتراض ناواقفانہ کے جواب میں طبع جراءتی
کر با اصل بیان مضامین حالیہ کتاب سے دوری اور تضییع اوقات متصور تھی لہذا
فضائل الموت بھی اسکا نام اسم بامسمی ہو سکتا ہے، واعتراض عامیانہ کیا ہے
کہ عوام ناواقف بدوں دریافت متعرضی اور مضامین کتاب کے نام سنتے ہوئے
اعتراض کرنے لگے ہیں کہ اسرار موت سے مولف کو کہاں سے آگاہی ہوئی اور

کسی بندے نے لکھا ہے اگر سچ ہے تو اسرار فاش کرنا نہ چاہیے اگر جھوٹ ہے تو معاذ اللہ خدا اور رسول پر افترا کرنا کیا کہ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا آیا ہے پس ایسے اعتراض کرنے والے یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ اسرار مخفیہ بلا اعلام الہی انسان کے بدون کہے ہرگز کسیکو معلوم نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ اسرار نبی خدا اور رسول کے وہ کون جان سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیسیرے اور تین مرتبہ حضرت خضر علیہ السلام سے تکرار ہوئی کہ آخر کو هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سنا اور دونوں سے جدائی ہو گئی جیسا کہ جزو ۱۶ سورہ کہف رکوع اول میں وارد ہے کہ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا پس اس صورت میں اور کوئی بندہ اسرار الہی کیا معلوم کر سکتا ہے اور کیا لکھ سکتا ہے اگر کہے تو معتبر کب ہو سکتا ہے پس ایسے عوام جہل مرکب نا منصف کے جواب میں اسکا نام فضائل النبوت بھی اسم با مسمی ہو سکتا ہے کہ وہ سب اسرار النبوت تمام فضائل النبوت کے ہیں اور ارباب معنی فہم کب ایسی اعتراضات عامیانہ کیطرف خیال کرتے ہیں کہ بعد ملاحظہ کتاب کی خود مغز سخن کو پہونچکر حظ وجدانی حاصل کرتے ہیں اور نام اسرار نبوت کو اسم با مسمی جانکے خود سمجھتے ہیں اور اہل انکار نا منصف کسی حالت میں انکار اور اعتراض سے باز نہیں رہتے يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا لهذا صاف صاف مفہوم معنی آیات کلام اللہ جو ظاہر

واہر صریح ترجمین بقدر علم وادراک کے عام فہم لکھا ضرور ہوا کہ در بزل
اون سعادل ولادت حبیب کے حالی مرحمات اور معجزات اور متشابہات سے ذکر
نعم السائل قرار دیوے اور محض ذکر خدا و رسول بلا دخل و تصرف بہ ترجمہ آیات
قرآنی صاف صاف عام فہم وراسی سبب سے نام بھی کتاب کا بدل دیا تا دوام
کو بھی گنجایش حرف کی نرہے اور بسکہ فضائل ہوئی آنحضرت جمیع ہیں لہذا یہ امر بھی
اسم باسمی ہوسکتا ہے کہ اعتراض عوام سے بھی نجات ہوجاتی ہے اور قولہ
الصلاح عام اور اصلاح من المومنین پیش نظر ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ اس لئے تعصب اور بیجا
سے کنارہ کر کے جو کچھ ذکر و حکایت اہلبیت رسالت بر سبیل سخن
درمیان آیا ہے اور نزدیک اہل سنت کے مسلم الثبوت ہے اوسکی کتنی
آیات اور ذکر بقدر مناسب مقام لکھا ضرور ہوا علی ہذا اکثر انصار و
مہاجرین اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر
جس جگہ بسبیل سخن درمیان مین آیا اوسکی بھی آیات لفظ رضا سب
مقام کے لکھ دی ہین کہ کسی کو اسمین مجال کلام اور انکار کی ہو کہ سب
کلام الٰہی ہے نہ کلام بشر اور مقام مصالحہ بین المومنین ہے نہ مناظرہ
کہ مبادا منکران نبوت سے سب محمدیان امت محمدی ہستاد و دولت ایک مین
فَاسْمَعُوْا وَتَذَكَّرُوْا اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ

وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالیٰ اَعْلیٰ وَاَوْلیٰ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَھَمُّ وَاَتَمُّ وَاَکْبَرُ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ
یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؎ آمدم بر بیان جان سخن ✤ اندکی گوش دل بجانب من ✤
ظاہر ہے کہ ذکر و فکر اور بیان ذات او تعالیٰ شانہ مین ادراک نوع بشر قاصر ہے کہ
؎ فہم انسانی پذیرائی خطا است + انچہ در وہمت نہ آید آن خدا است + جیسا کہ قول
اور اعتراف عارفان مقربین کا ہے اَعْیَتْ اَصْحَابَ الْوَرٰی بِمَعْرِفَتِکَ عَجِزَ
الْوَاصِفُوْنَ عَنْ صِفَتِکَ تُبْ عَلَیْنَا فَاِنَّا بَشَرٌ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ
مَعْرِفَتِکَ اسی نظر سے اوسکی حد ذات مین فکر اور غور کرنا منع آیا ہے چہ جائکہ سخن
کرنا کہ لَا تَتَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ کسواسطے کہ برتر خیال و قیاس و گمان و وہم سے ہے
؎ انچہ پیش تو بیش از ان رہ نیست ✤ غایت فہم تست اللہ نیست + اور ذکر اور فکر
اور بیان صفات مین کہ احکام متواتر بتاکید وارد ہین کہ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ
قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلیٰ جُنُوْبِہِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
الخ بیان نہایت کثرت سے قوت بیانی کوتاہ ہے کہ جو کمین اوس سے افزون تر
ہے پھر کیا تدبیر اسی مقام مین لوگ عاجز ہو کر کہہ سکے ہین کہ خاموشی از ثنای تو حد
ثنای تست چونکہ وہی مظہر نور ذاتی اور صفاتی اس عالم ظاہر مین پردہ بشری مین
مستتر ہے اسکے بیان مین جو بعض متقدمین نے بقدر فہم و ادراک کے دخل دیا ہے کیا
کیا دہوکے کھائے ہین اور کیا کچھ حیرت مین آکر لکھ گئے ہین کہ اگر شرع پر عرض کیا جاے

طالب ہو کہ عالم ملکوت کا فرشتہ اجمعہ بعض مرید محقق یوں لکھ گئے ہیں والعقدہ
علیہم کرسی حق جان جماست و جان جماد بدن ، ارواح و ملائکہ ہو اس آن تن ؛
ارام و عناصر و موالید اعضا ، نور ربوبی در وست محل روتن + او مولا جامی علیہ
الرحمہ کی لشت مصرعیں منسوب کرتے ہیں کہ جان کبیر چہ ارواح دید اجسام
ہود تحت ہیں حامل نام ، وہاں نور سوت عقل و حق جان محمدیہ نام او وکیل
انسان ہو انسان عالم اصغر عیاں شد ، طور او ہیں عالم جان شد تحت فیہ من
روحی است سلطان ، و وزیر عقل نور احمدی دان ، جز رفیع در عقل بیدار زند
شمع سوز عشق انکار ، کہ عشق و عقل اجاہر دو جمع است ، چہ دلو است و حس از نور
سمع است ، لم تمسسہ نار ، عیان نور ، بر نور احمدی نورا علی نور ، اسی
عبارت سے اگر مشکاۃ شریعت میں عرض کیا جائے غالب ہو کہ اس اداس سے شریعت
ملع ہو شریعت ان معنوں کی کچھ قدر بصورت عام کتاب اسرار عمل و عشق میں واضح
تر لکھی گئی ہے آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ تعریج اسکی بر رعایت مقام بیان تفسیر آیہ نور میں اللہ رحمہ محمود
بیان کی جائے گی یہاں مراد اس بیان سے یہ ہے کہ اگر نوع بشر اپنے میان او اور اک
کو اس مقام میں دخل دیتا ہے کہاں سے کہاں بھٹکا ہوا چلا جاتا ہے کچھ ٹھکانا نہیں
لکھا اور جو جگہ بار بار شریعت کا یہ حکم اور ضرورت تمام تاکید کرتا ہے لاجرم سوائے اگر
کیا جارہا ہے کہ اوسکا ذکر اور اوسکے نور ذاتی کا ذکر اسی کے کلام سے صاف صاف بیان
شرح کیا جاوے بس ایسی مواقع میں طبع آرائی اور لفاظی اور رنگینی اور شاعری اور عبارت

آرائی کا کام نہیں ہوتا ہے کہ تحت مضمون حسب شریعت اور طریقت متفق علیہ درکار است
نہ قافیہ پیمائی اور شاعری + بامید داد سخن کے دلیل قوی باید و معنوی + نہ رنگہائے گردن
بحث قوی ہے + درین مقام یعنی نظر بود نہ بلفظ + مگر بدیدۂ معنی و می شنوی بلینا
ز نظم و نثر بنوعی کہ ریخت بر دل من + بعینہ بجان نوع کردہ شد املا + نہ شعر دانم و
نی شاعری بود کارم + سپرد خامہ نمودم براینچہ شد القا + بشاعری چو بود اعتراض
معترفم + در اعتراض مضمون بود بیان فرما + ادائے حالیہ مطلب رین بود مطلب
چہ حاجت است بمشاطہ روئے زیبا را + درین مقام بمطلب چو فرق شد کہ نیست
بشاعری چو بود لغزشے فلیس لھا + لاجرم جو کچھ کہ معانی اور اسرار حکمت الٰہی
اور نکات اپنی ادراک ناقص میں آیات قرآنی سے معلوم ہوئے بعینہ بیان کیے
جاتے ہین لا علم لنا الا ما علمتنا وما علینا الا البلاغ المبین سبحانک
لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک + انجا کہ کمال کبریائے
تو بود + عالم نمی از بحر عطائے تو بود + ما راچہ حد حمد و ثنائے تو بود + ہم حمد و ثنائے
تو سزائے تو بود + پس حمد و ثنا اوسکی ذات کی اوسکے کلام سے جو شایان و سزا ہین
تفسیر آیہ نور کی ہے تصریح اوسکی و راز او بیان اسکا دشوار اوسکے بقدر حصہ خود جسقدر اپنا
نصیب تھا کتاب ظہیر الایمان میں بمقام ہشتم منزل چہارم اور کتاب اسرار عقل
و عشق میں اور کتاب ظہیر الدارین اور رسالہ اسرار غفلت میں نامہ اس
سیاہ نامے سے برآمد ہوا ہے فلینظر ثمہ بیان بھی بقدر ضرورت تمام جو کچھ کہ نامہ

ظاہر کیا ہے کہ مَالَا يُدْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ
وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيْقِ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ ؂ بیان مفہوم میں آیہ نور شریف اور

وہم نور لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؂

ای تمام رحیم آمد وقت کارے حلوۂ نور صدا کس آشکار دیا مکیں از سرتا ذرّہ تا فلک
یعنی گو نورًا علی نورِ نگار + ادکی دیدہ دل نگاہ درکار ہے کہ دہماں واسطے
ایہام سد گوں اعمر الاوہام کے لقدر فہوم مدد کہ بشری کیسی کیسی مثلات حاصل
اسنے سامان ذات اور صفات نورانی ہے کہ تمام اسکا پرتو بشری میں محمد نبی
صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ نما ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النُّوْرِ الَّذِيْ
السَّارِيْ فِيْ جَمِيْعِ اٰثَارِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ
تَسْلِيْمًا اور ملاحظہ ہو کہ ایسے نورانی کی اشعار میں مفہوم معنی آنا و علی مِنْ
نُوْرٍ وَّاحِدٍ اور مرتبہ قرب یاراں اور سیر ال اور ہماں کی کسرات آشکار ہے وَاَنْتُمْ
وَتَذَكَّرُوْا اللہ تعالیٰ جلشانہ تعریف اپنی ذات کی تصریح اسم ذات یوں فرماتا ہے کہ
اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ
فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ
زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ
نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ؂ ترجمہ لفظی اسکا صاحب مترجم میں متعارف ہے

مفہوم معنی اس آیہ نور کا واسطے افہام عام کی یہ ہے کہ اللہ نور آسمانون اور زمین
کا ہے صفت اوس نور کی ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے اوس طاق مین چراغ وہ چراغ
درمیان ایک شیشہ فانوس کے وہ شیشہ مثل ستارہ روشن کے چمکتا ہے اور بجائے
تیل کے اوس چراغ مین درخت زیتون کا ہے کہ اوسمین خود چکنی ہے وہ درخت
مبارک ہے نہ زمین مشرق مین نہ مغرب مین قریب ہے کہ تیل اوسکا یکبارگی
سُلگ اوٹھے بدون آگ کے کیونکہ وہ آگ نہین بلکہ نور ہے اوپر نور کے اللہ
راہ دکھاتا ہے اوسکی روشنی مین جسکو چاہتا ہے اور بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ
یہ مضمون مثالون مین واسطے سمجھنے آدمیون کے تا بے تکلف بآسانی تمام
سمجھ جایا کرین اور اللہ سب چیز جانتا ہے فقط یہ مفہوم معنی لفظی ہے اور تمثیل
اور چراغ کی تمثیل محض واسطے سمجھانے آدمیون ناقص الفہم کی ہے کہ کَلِّموا
النَّاسَ عَلیٰ قَدْرِ عُقُولِهِمْ والا خود ظاہر ہے کہ اوس بےمثال کی کس شے
سے تمثیل ہو سکتی ہے لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ شان اوسکی ہے چنانچہ اسی
آیہ نور کی آخر مین خود فرماتا ہے یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ اور پھر
فرماتا ہے کہ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ یعنی اللہ سب چیزون کا دانا ہے
ادراک بشری اوسکے علم اور استدراک سے قاصر ہے یہ معنی صریح لفظی
ہین اور مضامین معنوی اسکے کسکو معلوم ہو سکتے ہین مگر بقدر ادراک بشری
اس قدر ظاہر ہے کہ ایسے طاق اور ایسے چراغ اور ایسے شیشہ فانوس سے کہ مثل

مثل ستارہ روشن کے چمکتا ہے اور روغن اوس چراغ کا شجرہ مبارکہ زیتون
سے ہوتا ہے اور وہ شجرہ مبارکہ نہ زمین مشرق میں ہے نہ زمین مغرب میں
پیدا ہوتی ہے اوسکو آگ یعنی نور بالا نور ہے کر اور دکھاتا ہے اللہ اوسکی روشنی
سے جسکو چاہتا ہے کیا مراد ہے یہ سب صفات خاصہ سوا شجرہ قامت انسانی کہاں
صادق آسکتی ہیں اسی مقام سے کنایۃ ظاہر ہے کہ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ
ہر چند شیشہ دل ہر مومن کا بقدر روشنائی ایمان کے بہت منور کرتا ہے کہ یَھْدِی
اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ کہا یہ اسی مقام سے ہے مگر مثل کوکب درخشان اور شجرہ
مبارکہ کی ہر ایک دوسرے قامت انسانی پر صادق نہیں آسکتی مگر لا یہ کہ کوئی دل جاہل
اور کوئی جسم جاہل اس سے مراد ہے کہ مثل لو شمع کے نور مجسم ہو کر جسم خاکی کو بنائے
اور مثل نور شمس کے درست نہیں ہوسکتی اب یہاں سے ایک نکتہ باریک
سمجھنا چاہیے کہ کوئی جسم ہیولانی ایسا متصور اور ممکن نہیں ہوسکتا کہ اوسکی
جسم نمایاں نظر آوے اور سایہ اوسکا نہ ہو یا یہ کہ جسم نمایاں کے درمیان سے ایک تار
کاٹ کر نکل جائے اور وہ جسم بدستور مستحکم رہے اور درمیان سے دو ٹکڑے نہ ہو جاوے
مگر یہ دونوں صفتیں چراغ کی لو میں صریح پائی جاتی ہیں کہ لو کا جسم نمایاں صاف
روشن نظر آتا ہے مگر سایہ اوس جسم نمایاں کا نہ دار اور اگر چراغ روشن کی لو کے درمیان
سے کوئی شے مثل خنجر چھری یا تار آہنی یا انگشت نکالی جاوے جسم لو کا بدستور سالم
رہتا ہے اور یہ صفت لطیف ہے ملاحظہ ہو کہ کلام الٰہی میں بھی نسبت اللہ نور کی موجود ہے کہ

کو لم تمسسہ نار ٭ ہرچند یہ عرفی و بندی معنی اسکے اور معنی اوسکے او بھی مگر اس مقام
خاص مین خالی از لطف نہین کہ دونو معنی یہان چسپیدہ ہین فافہم بس بیان سے
جان تن کو سمجھنا چاہئے کہ یہ دونو صفتین خاص اوس مظہر نور جسم خاص نور مجسم مین
ظاہر ہوا ہر تحسین کہ کمربند کا حلقہ مستلم آپکے جسم مبارک سے نکل آیا اور جسم مبارک ثابت و
مستقر رہا اور سایہ بھی نہ تہا اور دیکھنے مین آنکھون مین صاف جسم قامت انسانی معائنہ
ہوتا تہا اس صورت مین تمثیل کو چراغ کی کیا مماثلت تامہ ہے فضلاً علیہ کہ اوس جسم خاص
کو اللہ تعالی نے بلفظ شجرہ مبارکہ تعبیر فرمایا پس نسبت لفظ مبارک کے اللہ کیطرف
سے سوائے اوسی جسم خاص مبارک کی کسطرف منسوب ہوسکتی ہے کہ تصریح اور
تخصیص لفظ بارک وسلم سے ظاہر ہے پہر اس سے زیادہ توضیح اور تخصیص کیا
ہوسکتی ہے کہ بے اختیار خامہ کاتب سے برآمد ہوا ع آنکس کہ مجسم ہمہ تن نور خدا
بود + آن نور خدا را بزمین سایہ کجا بود + در سایہ لطف و کرمش ارض و سما بود + کی
سایہ جسمش بسر خاک روا بود + چون سایہ فتادہ بزمین خیرہ تنش آہ + نے سایہ میسر
شد و نے لغزش آہ + پہر اوس شجرہ مبارکہ کی صفت فرماتا ہے کہ لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا
غَرْبِيَّةٍ اس قید خاص سے یہ شبہہ نکل گیا کہ اگر وہ درخت قسم نباتات اور روئیدگی
زمین سے ہوتا بالضرور کسی زمین مشرق یا مغرب مین اوگتا اس لئے ضرور تر ثابت ہوا
کہ ایسا درخت سوائے شجرہ قامت انسانی نہین ہوسکتا اور اس سے بھی واضح تر یہ ہے
کہ بعد اوسکے فرماتا ہے يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ یعنی ہدایت کرتا ہے اور راہ دکھاتا ہے

اللہ تعالیٰ ہو اس جرأت سے جسکو چاہتا ہے پس ایسا داغ ہے کہ سوائے آپکی شمع
نبوت کے کون ہو سکتا ہے اور تعویذ اور تخصیص اسی مضمون خاص کی اس آیت
سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ملاحظہ کرو یہاں ہی
اپنے حبیب کو صلی اللہ علیہ وسلم سراجاً منیرا یعنی چراغ روشن فرمایا اب بیان
ایک نکتہ اور سمجھنا چاہیے کہ اپنے حبیب نور مجسم کو جسکو ہی انا نور ذات کا
فرمایا چراغ اور قندیل تشبیہ سے کیوں نسبت دی آفتاب درخشاں اور ماہ تاباں سے تشبیہ
کیوں نہ فرمایا اسمیں کئی وجہیں اور حکمتیں ہیں اولاً یہ کہ شمس و قمر میں کسوف اور خسوف
اور محاق کا نقص ہے اور شمع و چراغ میں نہیں دوسرے یہ کہ شمس و قمر کے لوگ پرستش
کرکے گمراہ ہوگئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا
لِلْقَمَرِ الخ اسواسطے ذات حبیب خاص کو اس مشابہت سے بری کیا سوم یہ
کہ ایسی مثالیں اور تشبیہات واسطے سمجھانے ہم ناقص فہموں کے بقدر فہم ہم جاہلوں کے
بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جیسا کہ فرماتا ہے وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ الخ
مہر آفتاب و ماہتاب کی ماہیت سے ہم لوگ کیا واقف کہ اوسکی تمثیل ہماری سمجھ میں آتی
تعریف مجہول بالمجہول کب سمجھ میں آتی ہے اور چراغ اور قندیل تو شمع کی ماہیت سے بخوبی
آگاہ ہیں اسکی تمثیل جو سمجھ میں آسکتی ہے اسواسطے اللہ نے یہی تمثیل خاص بیان
فرمائی کہ كَلِّمُوا النَّاسَ عَلَىٰ قَدْرِ عُقُولِهِمْ چہارم نکتہ باریک یہ ہے کہ ایک چراغ

سے ہزارون چراغ روشن ہوسکتے ہین اور قیامت تک الی غیر النہایت روشن ہوتی
جاتی ہین یہ صفات خاص اس نور نبوت مین ظاہر ہے آفتاب ماہتاب مین یہ بات کہان
پنجم جسم کہ تمثیل شیشہ فانوس اور شمع اور لو چراغ کی شیشہ دل پر بخوبی صادق اور
مطابق آتی ہے کہ نقشہ تشریح خانہ دل سے بخوبی واضح تر ہے اور اسی خانہ دل
مومن کو خانہ خدا کہتے ہین کہ قُلُوبُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَرْشُ اللّٰهِ تَعَالٰى اور اسی کا
مصدق ہے وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ششم جو یہ تشبیہ قلوب شیشہ
دل کا عام تھی اور قلوب جمیع مومنین پر علی العموم صادق آتی تھی اسواسطے ایک تخصیص
اخص الخاص کی قید اور لگا دی کہ ہرگز ہرگز ممکن نہین ہوسکتا کہ سوا اوس جسم
خاص نور مجسم کے کہین کسی جگہہ صادق آسکے وہ تخصیص وہی ہے کہ پیشتر مذکور ہوچکے
ہے یعنی صورت ہیولاے مجسم آنکھون سے نظر آنا اور سایہ اوسکا زمین پر نظر نہ آنا
یا کمر بند کا حلقہ کمر سے نکل جانا اور جسم نمایان بدستور مسلم یہ مشابہت تامہ اور تمثیل خاص
سوا لو چراغ کے آفتاب ماہتاب مین خواہ کسی شے مین کہان ہے ہفتم یہ کہ سب آتش
بالاتفاق تحریک باد سے مشتعل ہوتی ہے حتی کہ باد نفس سے بھی الا آتش شمع و چراغ
اندک تحریک باد نفس سے بھی خاموش ہوجاتی ہے مگر ع چراغی را کہ ایزد بر فروزد
کسی کو پف زند ریشش بسوزد + چنانچہ اسی مضمون خاص کی رعایت آیہ کلام اللہ سے
واضح تر کہ اللہ فرماتا ہے يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ
نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ملاحظہ ہو کہ یہان بھی تخصیص عایت اوس شے

شمع و چراغ کی روشنی مرتبہ رعایت مناسبت آفتاب کی کہ اوسکے اطفائے نور میں
باد نفس کو کیا دخل ہے آمد و رفت۔ خاموش ہے اس نور شمع وحدت کے او انفاس
کثرت آمد و رفت سے ذاتی بجھائے خود، کو ہوگی اِن شاء اللہ شرح اسکی ایک موقع
اور یہی اس تمثیل خاص شمع و فانوس میں سمجھا چاہئے کہ اکثر عقلائے ظاہر اور منطقی
فلاسفہ حکایات معراج ترکیب میں احتمالہ گفتگو کرتے ہیں اور خرق و التیام فلک میں
اور سرعت آمد و شد معراج میں عقل ظاہر کو دخل دے کر کلام کرتے ہیں اسکی
جواب معقول مسکت فلاسفہ اس تشبیہ خاص سے بخوبی تمام تمام ہے یہ جواب انکی
تمثیل آفتاب و ماہتاب میں کہاں ممکن ہے لہذا واسطے اسکات منکرین اور قبول خاص
عام کی بصورت موزوں بیان کرنا مناسب تر معلوم ہوا قطعہ اگر بسرعت آمد و شد
و خرق فلک + ترا کلام بود گوش کن لطیفہ ازمن + چو نور شمع فروزاں رسیدہ فانوس
+ بیک نگاہ بیک نظر و نقشہ چشم زدن + رسید بر فلک و در گذشت از افلاک + محمد
عربی سرور دین و دنیا صلعم بیان اللہ تعالیٰ خاص اپنے نور ذاتی کی شان، اسلئے
اِمام افہام ناقص لیے ہی کے ایسی تمثیل واضح سے بیان فرماتا ہے والا اوس
بے مثال کی مثال کیا ہو سکتی ہے اسواسطے مثال بھی بمثال فرمائی کہ مثلاً مایہ اور سایہ
غیر مایہ کہ گفتہ اند ع سایہ دور از برابیۃ او + زمین و آسمان در سایہ او + اور یہی
مثال اوس ذات حقیقی کی بھی ظاہر ہے کیونکہ ہزاراں مثل جسم ظاہر ہے محض کہ گفتہ اند
ع جسم کہ بنا کہ جلوہ داد از متجلی است از در و دیوار + او رہا ہزاراں آستانہ دلدار

گرچشم بصیرت در کار کہ گفتہ اند شعر حسن تو زصد پردہ عیان است وعیان نیست
چون شمع بفانوس نہان است و نہان نیست ۔ پس اس طرح کی نسبت خاص
اور مشابہت تام آفتاب و ماہتاب مین کہان ہے فافہم وتدبر و نیز
عمدہ ترین فائدہ اس تمثیل خاص نور شمع و چراغ کا آیندہ معلوم ہوگا جہان تذکرہ
بمیان سوز عشق شمع و پروانہ بمضمون ملفات تجلی نظم و نثر مین ان شاء اللہ بیان ہوئی
ہے یہ مضمون اور مناسبت تامہ سوائے تمثیل شمع و پروانہ کے آفتاب اور ماہتاب
مین اور کسی شئے مین درست نہین ہو سکتی کما سیجی ذکرہ انشاء اللہ تعالی
یاز دہم نکتہ باریک تر اس تمثیل خاص مین اور ملاحظہ ہو کہ جبتک شعلہ آتش مشتعل
اور فروزان نہو تب تک فتیلہ چراغ کا ہرگز اوس سے روشن نہین ہو سکتا آتش غیر
مشتعل ہر چند چنگاریان انگارے تیز دہکتے ہون مگر فتیلہ چراغ کسی طرح روشن نہین
کر سکتے کہ نور خالص نہین بلکہ بشمول انگشت ہے اس سے یہ بات بخوبی ثابت ہوئی کہ وہ
نور خالص ہر حال مین فروزان اور شعلہ زن ہے کہ بمفاد معنی وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ روز
بروز ترقی اور تکثیر دین محمدی تا روز قیامت ظاہر و باہر ہے اور قرب و دوام بھی
اسی تمثیل سے پیدا ہے کہ وہی قرب دوام باعث ترقی او بقائے نور دین محمدی تا ابد
اور یہ نکتہ بھی اسی تمثیل خاص سے ظاہر ہے کہ ہر شئے سر کٹنے سے فنا ہو جاتی ہے اور
شمع سر کٹنے سے روشن تر ہو جاتی ہے یہ عقدہ معرکہ کربلا سے کھل گیا کہ شمع نبوت سر
کٹنے پر روشن تر ہو گئی بالائے نیزہ آن سر اقدس چنان نمود گویا کہ آفتاب قیامت بہ نیزہ اوفتاد

پس ایسی مناسبت تامہ اور یہ کہ بارے باریک تمثل شمس و قمر میں کہاں ممکن تھی آدم
بر جان سخن اس مرشح کو جو سمجھایا ہے کہ اللہ خاص اسم ذات ہر باقی اور رب
اسماء کریم رحیم یعنی جواد اسمائے صفات ہیں اور یہاں آیہ کریمہ مذکورہ بالا میں محض
اور صفت اور شان اسم ذات سے تعبیر فرمایا ہے کہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اسم در حقیقت ماہیت ذات خاص کے واسطے سمجھانے ہم ناقص فہموں کے ایسی
تمثیل ظاہر سے بیان فرمایا ہے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ اور اسی
تمثیل خاص سے شان اور مرتبہ اور ماہیت صورت اور حبیب محمدی کی صاف و صریح
پیدا ہی ہے کہ خدا گانہ اسی حبیب کا ذکر صراحۃً اس آیہ نور میں بیان فرمایا ہو پس
اسی سے مرتبہ غیبت او محبوبیت اور احدیت کا سمجھا چاہیے کہ اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْم
اسی مقام کا اشارہ ہے فَهِمَ مَنْ فَهِمَ اب بیان مضمون بہت بلند اور ارک
ہو گیا بات کہاں سے کہاں پہنچی کام ناطقہ بسی و بگذر کرکے دل پر جا پڑا کہ سمجھنے کا
مقام ہے اور کہنے کا نہیں ؎ مشکل حکایتے است کہ ہر ذرہ عین اوست
لیکن نتوان کہ حکایت باو کنند ۔ اب یہاں ایسے کوئی تمثیل بیان کرنا چاہیے کہ فہم
وادراک اور ناطقہ بشری میں آسکے کہ بصورت مثالی معاینہ ہو جاوے پس ایسی
تمثیل سوائے اوسی مثال کے کون بیان کر سکتا ہے پس اوسی مثال مثالی کو کہ شمع
چراغ سے نسبت دی ہے یوں سمجھنا چاہیے کہ مثلاً شمع مومی روشن ہو
بظاہر دیکھنے میں موم کی تن مجسم نظر آتی ہے اور وہی موم جسقدر گداختہ ہوتا جاتا ہے

اوس شمع کی لو کو مدد پہونچتی جاتی ہے اور وہی روغن مایۂ بقا اور روشنی شمع کا ہے
اور تن موم کا بصورت نور شمع استحالہ ہوتا جاتا ہے پس وہ نور شمع کہ جدا ہی آیا وہ عین جان بخشی
اسکو سمجھنے والا بخوبی سمجھ سکتا ہے مَنْ فَهِمَ فَهِمَ پس ایک صورت فنائیت اور
فدائیت اور محویت اور واحدیت اور ہمہ اوستیت کی یہ ہے کہ تمام موم خواہ روغن چراغ
عین نور اور فنافی النور ہے اور دوسری صورت فدائیت اور محویت کی اسی تمثیل خاطر
مین یہ ہے کہ اسی شمع و چراغ کا جداگانہ عاشق اور فدا و محو جان نثاری ہے کہ نام اوسکا
پروانہ ہے وہ بھی ہمہ تن محو اور فدا اور فنا علیہ ہے نہ فنا فیہ اب بیان یہ نکتہ باریک
سمجھنا چاہیے کہ عاشق جلنے والے اور فدا اور محو ہونے والی اوس نور شمع کی
دو ٹھہری ایک موم کہ وہ ہمہ تن محو ہو جاتا ہے دوسرا پروانہ کہ فدا ہو جاتا ہے
اوس محویت سے مفہوم فنا فیہ اور اس فدائیت سے مضمون فنا علیہ کا ظاہر ہے
اس مقام سے مرتبہ عشق اور محبت اور فرق درمیان عشق اور محبت اور محویت
اور فدائیت کا سمجھنا چاہیے شرح اسکی بہت دراز اور تفریق ہمہ گر بہت مشکل
ہے کہ دو رسالہ مبسوط جداگانہ محض اسی شرح و بیان اور تفریق ہمہ گیر میں بہ بسط
تمام لکھی گئی اور پھر بھی ناتمام ہے بیان اسکی تمثیل خاص ہین درحقیقت اللہ تعالی
نے بواقعی روشن کر دیا لہذا بقدر ضرورت مقام بیان کیا جاتا ہے کہ مرتبہ منتہائے
کمال محویت اور فدائیت کا موصل الی اللہ بالاتفاق عشق ہے چنانچہ تعریف عشق
کی بجائے خود وش خامہ سینہ نامہ سے یون برآمد ہوتی ہے کہ ع الکس کہ برآمد در حرم

پیدا کرد + در حکمت اعضا سے دل پیدا کرد ۔ ازاں و شعلہ در وے بود آں و تیر
سوزش و حرارت و صورت و حس پیدا کرد + اینہا ہمہ سرشت لیکن یک عشق ۔ خاص
از برائے ذات خویش پیدا کرد + چون عشق آمد رفت ایجاد رتی + درد و الم و رنج
و غم پیدا کرد + گر عشق سوائے اوست نامش عشق است ایں رہے امتحان
من پیدا کرد + اینہم مجازی بحقیقت نور سید خود شکل حقیقت بہ تماں پیدا کرد
مجنوں کردید ہیں لیلی آخر + شیرین ہمہ حکمت کوہکن پیدا کرد + ور ما تحقیقت عز سا
ہوالوحی است + ہمہ آفت و آشوب و فتن پیدا کرد + جو صنعت اور حیثیت عشق
کی یہ سب ہے اور بیاں شمع و پروانہ اور دم میں دو صورت عشق کی صریح نزد و ش
ہیں کہ ایک ہی آگ میں دونوں جلتے ہیں اور فنا و فنا ہو جاتے ہیں اور دونوں حالتوں
فنا اور بقا میں بڑا فرق نمایاں ہے اور اسی نور شمع سے اللہ نے اپنی ذات اور
اپنے حبیب کے نور کی تمثیل دی اور اسی نور کے عاشقوں میں دو صورتیں محلیلہا
ظاہر ہیں اس مقام میں خامہ تحریر کو دست تحیر نے روک لیا اور فرط تحیر سے عجب
حال ہوا کہ ناطقہ سے ادا نہیں ہو سکتا القول تمہ بلبل بوستان شیراز ص تہ نہما
نشستم در ایں فکر + کہ حیرت گرفت آستیم کہ قم + اس حال کو اکثر صاحب حال نے
اپنی اپنی طرح سے جیسا حال اون پر وارد ہوا لکھا ہے چنانچہ کتاب رہنما ارواح
میں یون لکھا ہے ص پیدا شد در مقام معلوم + پروانہ مرا آتش آتش از موم
تحقیق برا چو موم کردند + پس نام او ظلوم کردند + آنجا التسول خورت ذلت + اینجا

پہ لقب جہول خواندست - جو بیان مقام شمع اور نور ذاتی اور نور محمدی سے ذکر ہوا
اس مضمون مجمل سے بدون تطبیق مشابہت تام کے خاطر جمعی نہ ہوئی کاتب کو یہ تردد
بڑھا کہ اس جگہہ مرسے کسکو اور نور سے کسکو اور پروانہ سے کسکو تشبیہ دیجاوے
کیونکہ یہ بیان نور محمدی کا ہے پروانہ کا کیا ذکر اور کیا مرتبہ اور تفریق دونو
مقام عشق کی بھی اسی تمثیل سے پیدا ہے پس نور محمدی کو اس مقام مین کس سے
نسبت دیا چاہیئے اور کیا کہا چاہیئے جو یہ مقدمہ سراسری نہ تھا اور کسی کتاب
کے مضمون سے کسی طرح دلجمعی نہ ہوئی اور جسکو دل ڈھونڈھتا تھا کسی کتاب مین
نہ پایا آخر کو سوا اسکے چارہ نہوا کہ اس درد دل کی دوا اسی دل سے پوچھا
چاہیئے کہ درد ہم از دست درمان ہم ز دست آن افتقار مین چند شب در دل پر انتظار
بسر کی اور رجوع دل بجانب خالق دل آخر شب بست نہم ربیع الاولی ۱۲٦٨ ہجری نبوی
کہ ثلث اخیر شب باقی ہوگی کہ خود بخود بدون فکر شعر بلا ارادہ یہ مضمون بصورت شعر موزون
دل پر وارد ہوا اور ایسا معلوم ہوا کہ کوئی شخص گوش دل مین یہ شعر بار بار پڑھتا ہے شعر
ملقاے غیبی بلا فکر و ارادہ ع نور شمع است خدا مرغ رسول مقبول + مثل پروانہ
تو باشی کہ ظلومی و جہول + اب اللہ کے بعون تمام اس مضمون کو لحاظ اور تامل
کرنا چاہیئے کہ کیسی تفریق اور تصریح اور تمثیل تام ہے اس وقت کہ طبیعت حاضر
تھی اور دل اور مقام مین دو شعر اور اسی وقت مناسب اس مقام کی سرزد ہوئے
کہ الحاق کر دیئے گئے اشعار طبعزاد فی البدیہہ ملحق ہوتے ہیں گر برین شمع سے

روشن بالکی از نور بیگانہ * وجود موم تا نور فنا ور نور از موم است * ہم باقی ہم فانی ولیکن چشم بینا نہ * اسکو اندر کی لحاظ کرنا اور سمجھنا چاہیئے کہ صفت عشق اور فدائیت کا مقتضی یہی ہے کہ بیخودی ہو جاوے اور عقل و ہوش باقی نرہے بیان تمثیل پروانہ اور مضمون ظلوم جہول سے درست ہے کہ حالت بیخودی اور مستی مین انسان مرفوع القلم ہو کر پاس ادب شرع سے باہر ہو جاتا ہے اور عقل مین شریعت مقام محمدی ہے پس شان اس عشق محمدی کی یہ ہے کہ مثل موم کی بکمال استقلال اور ہوش و حواس اور استقامت کی خندان ہمہ تن جلکر محو اور فنا ہو جاوے اور کوئی حرکت خلاف ادب شریعت دیوانون اور مستون کیطرح معاذ اللہ نہوئی آخر منصور حلاج اور شمس تبریز کا حال معلوم ہے کہ مستی عشق مین پاس و آداب شریعت نرہا اور ضبط نہوسکا آخر وہان بھی تازیانہ شرع محمدی غالب آیا اور تادیب کی کہ حکایت اسکی مشہور عام ہے اور خود ظاہر ہے کہ بیخودی اور بیہوشی مین اگر کوئی جل گیا یا اپنی جان دیدی کون بڑا کام ہے کہ دارو بیہوشی پلاکر اعضا کاٹ کر داغ دیتے ہین اور نہایت بیہوشی سے خبر بھی نہین ہوتی مگر باہمہ عقل و ہوش و حواس خندان خندان ہمہ تن مثل شمع جل جانا اور فنا ہو جانا مقام اور شان اور ہے ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ کجا بی عقلی و بیخودی و بے ادب بیہوش بیمعنی و کجا با استقامت باادب باہوش فرزانہ ۔ ملاحظہ ہو کہ وہان ظلوم و جہول سے محو ہوئے جلوہ مین یعنی منصور سے حفظ آداب شریعت اور ضبط نہوسکا کہ اَنَا الحَق کہنے لگے اور یہان باین قرب خاص ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوسَینِ اَو اَدنٰی الخ وہی پاس ادب اور حرف عَبدُہٗ وَ رَسُولُہٗ زبان پر تھا

اور کبھی فرزون کو دو چند اور سہ چند بصورت فوج اسلام نظر آکر باعث مزید رعب کے ہوتی تھی
یہاں تک کہ برعایت اسی پردہ داری عالم اسباب کے حکم ہجرت کا ہوا تا اینکہ غار مین چھپا تا اور
عنکبوت کو جالی اور کبوتر کو آشیانہ اور انڈے رکہنے کا حکم دینا محض اگر پردہ داری نہ تھی کیا
تہا بعد اسکے مثل سلاطین زمانہ بتدریج آہستہ آہستہ غارتگری او رقافلہ زنی کفار بالآخر جہاد
کہ سب حسب الحکم اور وحی جبرئیل سے واقع ہوا ملاحظہ ہو کہ بہزار تکلف اور اہتمام تمام حیلہ کا
عالم اسباب کی رعایات تھی والا ادنی اشارہ پر جبرئیل کا کافی تھا ایسی ایسی باریکیوں اور
تکلفات کی حاجت کیا تھی بخلاف اور انبیاے سابقین کے کہ جیسی مددین آسمانی اونکو حیلہ
عالم اسباب غیب سے پہونچتی تھین خود معلوم اور معروف ہے کہ اوس امداد غیبی مین کچہ پردہ عالم
اسباب کا باقی نرہتا تھا اور باعث ظہور کمال معجزہ نمایان عالم ظاہر مین ہوتا تھا کہ کسی کو مجال
انکار کی باقی نرہتی تھی پس اوسکے مقابلے مین اس پردہ داری کی وجہین اور مصلحتین اور
خوبیان اور فائدے اگر بیان کئے جاوین اصل حد سے زیادہ تر دوری ہوتی ہے اکثر
کتاب مدارج النبوت مین مذکور ہین اور کچہ اس کاتب کی قلم سے بھی بقدر مناسب آیندہ
انشاء اللہ بجاے خود مذکور ہوتے ہین یہان اصل سخن کا بیان کرنا چاہئے
کہ رعایت تمثیل نور چراغ کی اللہ تعالی نے ہر جگہ ملحوظ رکہی ہے خود معلوم اور ظاہر ہے اور
بیشتر مذکور ہو چکا ہے کہ تمام آتش ہر چند خفیف اور ضعیف ہو مگر تحریک ہوا سے بھڑک
اوٹھتی ہے اور مشتعل تر ہو جاتی ہے مگر آتش چراغ کہ ادنی باد نفس سے خاموش ہو جاتی
ہے الا وہ چراغ کہ بتی اوسکی ہر دم اور ہر وقت شعلہ مشتعل سے ملصق اور ملی رہتی ہو

پھر جب ہوا تیز ہو اور کوئی ہزار طرح پھونکے ہرگز خاموش نہیں ہوتا بلکہ دم بدم مشتعل تر
ہوتا ہے یہ نتیجہ یہی کہا صریح کلام الٰہی سے روشن ہے کہ رہتا ہے حق تعالیٰ نور
جب درخت روشن ہوا اور نور ہوا اور ہر دم ملصق ہونا مثل چراغ کا شعلہ وہاں جسکی سے آمنت
داعیہ حیلت اولیس سے کیوں خاموش ہونے لگا جبکہ اسی مضمون اور اسی تمثیل
خاص کی ہدایت اس سے واضح تر کلام الٰہی سے روشن ہے کہ رہتا ہے یُرِیْدُوْنَ
لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ یعنی ارادہ
کرتے ہیں کفار کہ خاموش کریں نور اللہ کو اپنے منہ کی پھونک سے اور اللہ تمام
کامل کرنے والا ہے اپنے نور کا گو ناگوار اور مکروہ طبع گذرے کافروں کو پس اسباب
صاف روشن ہے کہ سوائے اور چراغ کی اور کوئی آگ ہے کہ جسکا پھونک سے خاموش
ہو جانیکا احتمال ہو اور یہ بھی اس تمثیل خاص سے روشن ہے کہ تمام گھر میں ہر چند
دیکدان اور اوراک بلکہ تنور اور کلخن اور حمام جلتا ہو پھر بھی تمام گھر اندھیرا ہے جب
ایک مرتبہ ہی چراغ کی روشن کرے سارے گھر میں اوجالا ہو گیا جیسا چراغ ہو
سے دونو جہان میں اوجالا ہے پس یہ ارکیاں اور ہر طرح کا تمثیل ہا بمثیل شمس و قمر
میں کب متصور تھا جیسا کہ واضح تر بیان ہو چکا ہے اب نور اس شمع نبوت اور
اس چراغ ہدایت کی اور شان ملاحظہ ہو کہ معاملات اور مقامات اور حالات
قرب خاص سے معراج کی کہاں تک کوئی بیان کر سکتا ہے اور کسکو معلوم ہیں اور کسکے
سمجھ اور ادراک میں آسکتے ہیں کچھ تھوڑا سا بقدر سلیقہ جسکے جو لوگوں نے لکھا ہے

دفترون مین نہین سمایا ہے ازانجملہ ایک کتاب جواہر التفسیر ہے کہ اوسکی طوالت کی کچھ حد
نہین مصنف کی مدۃ العمر اوسکی لکھنے مین تمام ہوئی اور کتاب تمام نہ ہوئی کہتے ہین کہ
تا زمانہ حیات مصنف نوبت طول و بسط کی بارہ ستر تک پونہچی تھی علی ہذا کتاب معارج النبوۃ
کہ فقط بیان حال معراج مین ہے طول بسط اوسکا محتاج بیان نہین کنایہ کہ گفتگوی اوس
صحبت خاص کا کلام الہی مین اسی قدر جامع ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَاَوْحٰی اِلٰی
عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی یعنی پس وحی کی طرف بندے اپنے کے جو کچھ کہ وحی کی اسکو سمجھنا چاہیے
کہ کس پیار اور پردہ داری کا کلمہ ہے یعنی ہمنے جو چاہین اپنے بندے پیار سے باتین
کی پھر کسی کو کیا اور اون باتون اور اسرار کے کچھ شرح نہ فرمائی اس سے بہت باتون
اور راز و نیاز کا ہونا پایا گیا اور اوسکا اخفا کرنا بھی پایا کہ باتون کا ہونا تو فرمایا
اور بیان اون باتون کا نہ فرمایا اس سبب سے مفسرین محتاط کو بھی مجال سخن نہین اور
کچھ لکھہ نہین سکتے مگر جو کچھ کہ معاملات اور عبادات صوم و صلوۃ اور اجراے احکام
شریعت اور طریقت بعد معراج کی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوئے اور
جو کچھ کہ آپ نے اپنی زبان مبارک سے خبرین دی اوسی کو مفسرین نے بیان کیا ہے اور تحسین
جو احکام حدود و قصاص اور فرائض صوم و صلوۃ اور عبادات اور معاملات ظاہری کی تھی
اوسکا نام شریعت ہے وہ ارباب شریعت کو تعلیم فرماکر حکم اجراے حاکمانہ کا باعلان
تمام فرمایا کہ احکام تھے نہ اسرار احکام کا ظاہر کرنا اور حاکمانہ جاری کرنا ضرور ہوتا ہے
یہ گویا اوس چراغ نبوت سے چراغ شریعت کا روشن ہوا چونکہ شریعت اور طریقت اور حقیقت

تھا سبکو معلوم اور ظاہر ہوسکے اور اسرار حقیقت کہ بمنزلہ معانی الفاظ کے ہین سواے
ارباب معانی شناس کے کون سمجھ سکتا ہے مگر اس قدر سمجھنا مستلزم تر ہوا کہ لفظ کو ساتھ
معنی کا بھی ہونا لازم وملزوم ہے گو معنی سمجھ مین ارباب ظاہر کے نہ آوین مگر اصل
وجود معنی مین کلام کرنا نہ چاہیئے پس جس صورت مین خلفاے راشدین علیہم السلام
کو الفاظ شریعت مین ایسا کامل اور راسخ اور قوی دیکھا کہ محض بپاس حکم شریعت خلیفہ
دوم رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند دلبند ابو شحمہ علیہ الرحمہ کو حد شرع مین تامل نہ کیا
یہان تک کہ بعد مرجانے کے بھی دُرّے باقیماندہ حد شریعت نعش فرزند مردہ پر لگائے
ایسے ارباب کامل الشریعت کا مرتبہ مقامات طریقت اور معرفت اور حقیقت مین سمجھنا چاہیے
مگر چونکہ واسطے اجراے احکام شریعت کے مامور تھے لہذا سب احکام شریعت کے تکمیل کیے
اور باطن شریعت کا جو مقام طریقت اور حقیقت اور معرفت کا تھا اس سے جدا نہین ہوسکتا
کہ لفظ سے معنی کب جدا ہوسکتے ہین جب الفاظ اور عبارت درست اور صحیح ہے معنی اور مدعا
اور نفس المدعا کے درست ہونے مین کیا کلام رہا فافھم وتدبر یہ درحقیقت اوس
نور شمع نبوت سے چراغ ظاہر شریعت کا روشن ہوا اور بحکم واللّٰہ متم نورہ
تا قیامت روشن رہیگا اور جو اسرار طریقت اور معرفت اور حقیقت کی بمنزلہ معنی او
مدعا تھے اونکا کہنا نہ واجب تھا کہ اسرار تھے نہ احکام وہ بہت باریک اور نازک تر
اور اون اسرار کا ظاہر ہونا بسبب نافہمی ارباب ظاہر کے مایہ کمال فسادات اور منافی
شریعت ظاہر کی تھا اونکا لیئق اور متحمل ہر ارباب ظاہر نہین ہوسکتا تھا وہ خاص سلیقے

اس علم علیہ السلام کو تعلیم فرمائی اور بحکم مداحی بھی تھا جیسا کہ علم حدیث میں ‘‘منع ہوا ہے کوئی
اور سراج موت سے چراغ طریقت اور معرفت اور حقیقت کا روشن ہوا جیسا کہ شریعت مطہرہ
الغا ہو کے حکم ظاہر تھا مار مزیا اعلان سینہ بسینہ منتقل ہوا اور چراغ شریعت اوس وہاں سے
اسی طرح طریقت اور معرفت اور حقیقت علوم باطن تھی یہ چراغ طریقت کا سینہ بسینہ اور سلسلہ
بسلسلہ اسی شمع ولایت سے روشن ہے اور تا قیامت روشن ہوتا چلے گا یہ وہی
اسرار الٰہیت ہیں کہ بعد معراج شریف کے بیچ حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
کی جناب امیر علیہ السلام سے صحبت اسرار مخفیہ ہوا کرتی تھیں اور کسی کو خبر ہوتی
تھی یا ورست سماعت خود تجربے کر کوئی معرکہ جنگ کا تکیہ جناب السادر میں نہیں اور
مستورات میں کسی مشاہرہ صحابہ خاص یہی اللہ عنہم مقدم رہا کہ مخصوص مقدوم و کلید
كَانَ رَأْيُهُ مُوَافِقًا لِلْوَحْيِ وَالْكِتَابِ تھی اگر احکام وحی حضرت جبریل علیہ السلام
لاتے وہ بھی علانیہ لکھے جاتے تھے اور حکم اعلان عام کا ہوتا تھا واجب الاخفا
تخلیہ طلب ہوتے تھے مگر یہ خاص اسرار حقیقت اور معرفت تھے کہ جن کا ہر اہل ظاہر
میں پر ظاہر ہونا مایہ ہزار گونہ فسادات اور قبائح اور باعث گمراہی نافہماں نااہل کا
تھا اور شریعت ظاہر میں مایہ فتور تھا جیسا کہ منصور حلاج اور شمس تبریز سے مثلاً
بے اختیاری میں ایک کلمہ اَنَا الْحَق اور قُمْ بِاِذْنِی نکل گیا تھا خود جانتے کہ عالم بحال
اور شریعت ظاہر میں کیا فتور پڑ گیا جا ادھر تو ارباب شریعت نے حد شرع جاری
کی اور ادھر اون کی جان گئی اور عقائد ارباب ظاہر میں جدا فتور ہوا اسی طرح سے جو دیے

اسرار حقائق و معارف اس بحر مواج حقیقت کا امیر المومنین علی ابن ابی طالب
علیہ السلام کے سینے مین موجزن تھا اوسمین سے اگر کچھ تھوڑا
بہی ظاہر ہو جاتا خود ظاہر ہے کہ تمام ظاہر نا اہلان نافہم مین کیا فتور واقع ہوتا
وہ اسرار حقیقت کہ سینہ مبارک حضرت سے چلے آتے ہین خامہ اور ناطقہ اور سفینہ مین
کب طاقت اسکی ہین کہ کون بیان کرسکتا ہے شنفتنی و فہمیدنی ہین نہ گفتنی اور نوشتنی
الغرض بعض کلمات کہ خلاف شریعت ظاہری نہین ہین قریب سو کے محقق
دہلوی علیہ الرحمہ نے تاویلات شرعی شرح لکھی ہے مگر چونکہ شرح بہی زبان
عربی مین ہے دقیق ہے اوسکا بہی سمجھنا خالی از دقت نہین وہ بہی کلمات
اس طرح کے ہین کہ نا اہلان ظاہر کی سمجھ مین نہین آتی اور بسبب نافہمی کے بظاہر
منافی شریعت ظاہر کے معلوم ہوتے ہین شرح و بیان اوسکا مبسوط ہے یہان
اوسکا بیان کرنا اصل مدعا سے دور ہوتا ہے لہذا کتاب اسرار عشق و عقل جداگانہ لکہی
گئی اوسمین بقدر مناسب مقام کچہ اون کلمات حقیقت کا بہی مذکور ہے اور یہان ایک
بطور نظیر کے لکہا جاتا ہے تا معلوم ہو کہ بنظر سطحی ظاہر ارباب نااہل نافہم ظاہرین
کے نزدیک کیا فتور معلوم ہوتا ہے وہ یہ کلمہ ہے کہ آپ اپنے حال و مقام مین
فرماتے ہین اَنَا مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ اِنَّ اِلَیْنَا اِیَابَھُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا
حِسَابَھُمْ یا آپ نے فرمایا کہ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاِنَّ عَذَابِیْ ھُوَ الْعَذَابُ
الْاَلِیْمُ ملاحظہ ہو کہ اس قسم کے الفاظ جو نا اہلان ظاہر نافہم مین ظاہر ہون کیسے

واقع ہوے ہیں اور بہ ترتیب ظاہر شریعت مصلحت خمس تحریر کے سنت نبی کے تحت شرعی قائم
کئے گئے ہیں وہ جو امور ظاہر شریعت کے سمجھانے یا پرستش کئے گئے ہیں وہ تو صورتوں میں
ایسے اسرار حقیقت کے اشارے ہیں قناعت ظاہر سے اسی طرح ایسے ہی اعلان ظاہر کرنے
میں تھا حقیقی ظاہر میں اسی سبب سے اسکا کتمان واجب تھا اسی کتمان کا نام تقیہ ہے
تصریح اس حکم کی ہماری کے رسالہ اسرار عشق میں کتاب شرکا لی کلینی سے ہماری لکھی
گئی ہے اسی اسرار واجب الکتمان کا چھپانا ضرور تھا کہ تقیہ واجب ہوا ہے کہ معاذ اللہ احکام شریعت
کا چھپانا جناب سے کہ لَا یَخَافُ لَوْمَۃَ لَائِمٍ شان اونکی ہے کہ احکام شریعت
محض اسلئے اخفا اور اعلان کے جاتے ہیں اسرار سی خوف فساد و طاعت جناب رسالت
صلی اللہ علیہ وسلم علی رؤس الاشہاد اسکا اعلان مناسب نہیں جانتے تھے اور جناب
تمام صحبت ملک تخلیہ میں اسرار حقیقت جناب امیر علیہ السلام کو تعلیم فرماتے تھے جیسا کہ ذکر
ہو چکا ہے یہاں تک کہ ایک مرتبہ جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے استعجاب کہا کہ اب
عمر سے کیا ایسے مشورے مرد و زن میں کہ تمام نہیں ہوتے ہیں آپ نے اونکے
جواب میں فرمایا کہ میں نہیں کچھ مشورہ کرتا ملکہ خدا مشورہ کرتا ہے پس سمجھنا چاہیئے کہ
اس سے کیا بات پائی جاتی ہے فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ اب اسی مقام سے
یہ نکتہ سمجھنا چاہیئے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام پیام اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ
لَکُمْ دِیْنَکُمْ لائے اور آپ حجۃ الوداع سے فراغت کرکے مدینہ منورہ کو تشریف لاتے
راہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کس شد و مد تاکید شدید کی آیت لائے کہ یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ

بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ
مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ معنی لفظی ظاہر ہین کہ اللہ تعالی
فرماتا ہے اے رسول پوہنچاؤ اوس چیز کو کہ نازل کی گئی ہے طرف تیرے جانب رب تیرے
سے اگر تو نہین ایسا کرے گا پس گویا کہ نہین ادا کیا تو نے حق رسالت کا اور اللہ بچاویگا
تجکو آدمیون سے تحقیق کہ اللہ نہین ہدایت کرتا ہے قوم کافرون کو فقط بعد نزول اس حکم
موکد کے جو کچہ کہ اہتمام بلیغ اسکے تبلیغ اور تعمیل مین بعد حجۃ الوداع کے اثناے راہ مقام
خم غدیر مین واقع ہوا ہے خود ظاہر اور کتب فریقین مین بالاتفاق واضح اور لائح ہے
خصوصًا مولانا شاہ عبد الحق محقق علیہ الرحمہ نے کتاب مدارج النبوۃ مین بتصریح تمام
لکہا ہے شرح بیان اسکی مبسوط ہے مجمل بقدر ضرورت مقام یہہ ہے کہ آپ نے
منتظر کمال تاکید حکم موکد کی اور دفور اصرار جبریل سے عین اثناے راہ مین بمقام خم غدیر
توقف کرکے اور منبر بلند بجاوہ ہای شتران سے ترتیب دیکر جناب امیر علیہ السلام کو بالاے منبر
مرتبہ روبروے جبریل امین کے سب مہاجرین و انصار تمام لشکر جمع غفیر کو علی روس الاشہاد
مخاطب کرکے بعبارت مبسوط فرمایا کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ الخ چنانچہ
لَحْمُكَ لَحْمِي جِسْمُكَ جِسْمِي بہی اسی مقام مین فرمایا ہے کہ حدیث مبسوط
متفق علیہ فریقین ہے چونکہ اسرار حقیقت بیشتر تخلیہ مبسوطہ متواترہ مین بارہا تعلیم ہو چکی تہی یہہ گویا
اعلان عام تہا تا ہر صغیر و کبیر ظاہر ہو جاوے کہ مخصوص اسرار حقیقت اور معرفت کی جو اصل ورثہ
نبوت سے ہے وارث ہین اور کسی کو آپ کی ولایت مین کلام نہو یہہ وہ اسرار امانت مین کا اللہ

گواہی دیتا ہی اَللّٰهُ يَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ دوسرے بڑی قباحت اور فوریہ لازم آتا ہی کہ
اللہ اور جبرئیل اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے اس خلافت اور حکومت ظاہری کے اسقدر سعی اور کوشش
اور اہتمام اور پھر خلفائے راشدین کے سامنے یہ سب کوشش خدا اور رسول اور جبرئیل کی پیش نگئی اسصورتمین جو نافہم کہ بنظر
بنظر الزام وہی اصحاب نبی کی غصب خلافت کے معاذاللہ بجانب اصحاب نبی کرتے ہیں وہ
درحقیقت درپردہ الزام ہی کمال غلبہ اور تعلی اصحاب نبی کی ثابت کرتے ہیں کہ معاذاللہ
خدا اور رسول پر بھی غالب تھی کہ اونکے سبب سے کچھ اس قدر سعی وکوشش خدا اور رسول
کی پیش نہ گئی پس اس آیہ تبلیغ اور معاملہ خم غدیر سے سوائے تبلیغ اور توریث
اور تفویض اسرار حقیقت کے اور دوسرے معنی درست نہیں آسکتے ہیں كَمَا وَقَعَ
اور خود ظاہر ہے کہ ایسے نور ذاتی مخاطب لیہ لَوْلَاكَ مالک الرقاب سرور کائنات
اور مفخر موجودات کا ورثہ یہ چند بیگھہ زمین اور حکومت ظاہری زیبا ہے کہ جسکو اکثر
سلاطین ظاہری نے مثل ابراہیم ادہم کے پشت پا مار کر ترک کیا ہے یا وہ اسرار حقیقت
کے کہ مقام لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ سے خبر دیتے ہیں ورثہ ایسے نبی کا شایان ہے ایسے ہی
ورثہ متاع دنیوی کو آپ نے فرمایا ہے کہ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرِثُ الخ اور وہ جو کلام اللہ
مین آیا ہے کہ وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوٗدَ وہان بھی اس توریث سے ورثہ نبوت
مراد ہے نہ حکومت سلطنت کہ ملک و حکومت اور سلطنت حضرت سلیمان کو ورثہ پدری
سے نہین پونہچی تھی بلکہ وہبی تھی کہ رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ
بَعْدِيْ اوسی طرح سے یہان بھی کہ باب نبوت کا بند ہو چکا تھا پھر سوائے اسرار حقیقت

اور بعوث اور مرتبہ رسالت کی کیا انتہا ہو جاتے توریت ایسے خاتم الانبیا کو پیدا ہوتا اور آ
موسیٰ کا بندہ ہوا اور اس توریت سے اس رب کا کھل گیا کہ ما کہ کھلا ہوا ہے فَاَقِمْ وَتَلْ تَرْ
اس کی تحقیق اور توریت و رسالت پر بس قرآنی عبارت تمام کا حکم ہو کہ ارشاد ہوتا ہے اِنَّمَا
وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ مثبوت
تخصیص اس جماعت لات اس کی بست آیات عبارت سے جامع تصریح تر اور واضح تر کی گر اس مقام
ظاہر ہے تخصیص لفظ وَلِی اپنی اس ماسوا اپنے حبیب کے ساتھ شامل کر کے حضار اگر چہ
تخصیص ما سوی ظاہر یہ اشارہ ہے اوس مساوی کمال خود و اختیار کا کہ حالت نماز میں بحکم
رکوع انگشتری بیش بہا باشارہ انگشت حضرت آپ نے سائل کو عطا فرمائی اور اس تمثیل کو
چراغ میں ایک اور نکتہ باریک ہے کہ چراغ کو بذات خود اختیار نہیں کہ دوسرے چراغ کو
بارادہ خود روشن کرے لیکن جس کے ہاتھ میں وہ چراغ ہے اوسکو ہر حال میں اختیار ہے
کہ اوس چراغ سے جس چراغ کو چاہے روشن کرے جیسا کہ مفہوم معنی وَالَّذِیْ نَفْسِیْ
بِیَدِہٖ اس مضمون کو قوت دیتا ہے اور تصریح اس مضمون کی صاف تر اور واضح تر
خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ
يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور اسی آیہ نور میں فرماتا ہے کہ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ
يَّشَاءُ یہاں یہ سمجھا جانا چاہیے کہ معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے شخص
کی ہدایت میں بے اختیار تھے بلکہ اس سے مضمون کمال محویت اور عبدیت بلکہ محویت
کا تشریح ہے کہ آپ کا فعل عین فعل خدا تھا وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

سامعی یہان سے معلوم کرنا چاہیے کہ یہہ چراغ انوار ہدایت کسکے ہاتھہ مین ہے اور اس
چراغ سے دوسرے چراغ کو کون روشن کرتا ہے اسی مقام سے یہہ مضمون صریح
ترپیدا ہی کہ آپ نے فرمایا ہے اَنَا وَ عَلِیٌّ مِنْ نُورٍ وَاحِدٍ اس **مقام مین خامہ**
مولف سے بجاے خود قصیدہ مناظرہ مین یون برآمد ہوا ہے
کہ خود رسول ایزد ورا فرمود نُورٍ وَاحِدٍ + پس کجا فرقے بود با ذات ختم المرسلین ؎
باوجود جسمک جسمی بداند که فرق + بالیقین فرقے بود در اصل ذات آن لعین + باعث
ایجاد عالم حیدر ذو ذوالفقار + راکب دوش نبوت معجز دنیا و دین گفت چون مَنْ کُنْتُ
لِیْ تا آخر مصطفے + پس کہ باشد غیر علی مہر نبوت را نگین + چونکہ شہر عالم احمد شد علیا باب او + کی
رسی اندر سرا بر در نسائی تا جبین **قطعہ شاہد** چون برآمد از غضب قلعہ خیبر علی ، حکم شد از حضرت ایزد
بجبریل آمین کامدہ امروز شیرم در غضب یا جبرئیل + عالمی برہم خورد از ہیبت آن شاہ دین
کو بنا شد اینقدر تاب و توانت زینہار + لیک تاہم باز دارش از غضب روح الامین + جبرئیل
بازویش گرفتہ از ادب کو جبرئیل + لیک کے می آید آن شیر خدا او ہم امین + ضربتی
زد انچنان بر فرق مرحب از غضب + کز نہیبش وقعہ لرزید آن حصن حصین + الغرض
بر سرش مرحب نکردہ ذوالفقار + از پر روح الامین بگذشت تا گاو زمین
گاہ گاہے اینکہ مے لرزد زمین اکثر زخوف + ہیبتش گاو زمین
را یاد مے آید ہمین + لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ
اِلَّا ذُوالْفَقَار + آن زمان در شان او فرمود ربُّ العالمین

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ بیان
لفظ عَبْدُهٗ کا لحاظ ہو انشاء اللہ لطف اسکا بجای خود مذکور ہوگا یہ لفظ تھوڑا سراسر تحسین
ایسے مقام قرب خاص تک پہونچکر مقام عبدیت پر بدستور قایم اور مستقیم رہنا یہ
ضبط اور استقامت خاصہ اسی ذات خاص کا ہے کہ تھوڑی تجلی مین منصور اور شمس تبریز سے
ضبط نہو سکا اور مقام عبدیت اور ادب گاہ شریعت کا حفظ اور استقلال نرہا کہ اَنَا الْحَقّ
اور قُمْ بِاِذْنِیْ کہنے لگے سواے اوسکے تفسیر ملا حسین مین تین باتون اور
کے بھی شرح کی ہے ایک مضمون کلام صحبت معراج کا یہ ہے کہ اللہ تعالی
نے فرمایا ای حبیب میرے اگر ایسا نہوتا کہ مین مکالمہ تیری امت سے دوست رکھتا ہون
تو پھر آپ سب دفتر محاسبہ کا تہہ کر دیتا یعنی محاسبہ نکرتا اور بے محاسبہ بہشت مین بھیج دیتا
دوسرے یہ کہ حق تعالی نے فرمایا کہ ای مُحَمَّدُ اَنَا وَاَنْتَ وَمَا سِوٰی ذٰلِكَ
خَلَقْتُهٗ لِاَجْلِكَ یعنی ای محمد مین ہون اور تو ہی اور جو کچھ کہ سواے اسکے ہے
وہ سب مینے پیدا کیا ہے واسطے تیرے فقط اور اسکے جواب مین آپ کی زبان مبارک
سے بحکم ازلی یہ برآمد ہوا کہ یَا رَبِّ اَنْتَ وَاَنَا وَمَا سِوٰی ذٰلِكَ تَرَكْتُهٗ
لِاَجْلِكَ یعنی اے پروردگار میرے تو ہے اور مین ہون اور جو کچھ کہ سواے اسکے
ہے وہ سب ترک کیا مینے واسطے تیرے فقط اب اس سے یہ سمجھنا چاہیے کہ سب
بہشت بہشتی اور سب نعمتین بہشتون کی مثل حور قصور اور انہار اور میوجات اور سب
لذات بہشت جو کچھ ہین اون سب کا نمونہ اور نظایر دنیا مین موجود ہین فقط کمی بیشی اور خوبی

بیان شرح صحبت معراج اندرون تفسیر حسینی ملا حسین

ہوا ان کا ذوق ہے پس ملاں و آشنا ان سب نعمتوں کی علی قدر حال دنیا میں بھی حاصل
اور موجود ہیں اور اسی دنیا میں اگر سلامت روی اور پرہیزگاری اور حسن سلوک اور حسن
معاشرت سے بسر کرے اور اوامر و نواہی شریعت اور احکام عبادات و فرائض و نوافل
حکم شریعت کی بجا لائے ۔ ل ان سب کا بشرط سلامتی ایمان ہزار ہزار حصہ اضعاف
المضاعف بہشت میں ہی موجود و محسوس ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے كُلُوا وَاشْرَبُوا
هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۔ ان سب نعمتوں اور لذتوں کو دیکھا چاہئے
کہ کوئی لذت لذات جسمانی سے خالی نہیں کوئی لذت نفس شہوانی کوئی لذت کام و دہان
کا کوئی چشم کہ خود اللہ تعالی اوس کی صفت میں فرماتا ہے فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ
وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ اس سے صریح ظاہر ہے یہ سب لذتیں نفسانی اور جسمانی ہیں کہ دنیا میں بھی
حاصل اور موجود اور بہشت میں اسی دنیا کی زراعت سے اسکی ثمرات و نتائج فراوان
ہیں کہ دنیا مزرع آخرت ہے وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ
فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ مگر جان اور روح کی لذت کچھ اور ہی کہ انسان غافل ان لذات
جسمانی میں ایسا محو اور مستغرق ہو کہ اون لذات روحانی کی خبر نہیں ہے اسیر لذت تن
مانده و کرده ترا ہیچ عیبت ہا است کہ در ملک جان مہیا نیست ۔ اول لذات روحانی کی خبر
اللہ تعالی یوں فرماتا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً
بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنی نہیں جانتا ہے کوئی نفس کہ کیا چھپا رکھا ہے واسطے انکے
ان کی آنکھوں کے منظر سے خزانہ ہے اوس چیز کے جزا اعمال

ترک کرتے تھے لہذا اس سے سمجھنا چاہیے کہ یہ سب لذات جسمانی اور نفسانی دنیا
کی عبادتوں سے بہشت میں حاصل ہیں کہ مزرع عاقبت اسکا نام ہے مگر وہ لذات
جان و روح کی ان سب لذتوں کے سوا ہیں کہ وہ دنیا کی ترک میں حاصل ہیں اگر تارک دنیا
ہمت ہو لیکن جیسا کہ دنیا کی عبادتوں سے اوسکا نعم البدل اور امثال بہشت میں حاصل ہیں
دنیا و تیا کے ترک بالقصد میں خالق بہشت کا حاصل ہے کہ یہ لذت روح و جان کی
ہے جیسا کہ وہ لذت نفس و جسم کی تھی فَہِمَ مَنْ فَہِمَ اسی مقام سے آپ نے بمقام
قرب خاص صحبت شب معراج میں فرمایا کہ اَنَا وَاَنْتَ وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ تَرَكْتُهٗ
لِاَجْلِكَ اسی لذت روحانی کے شوق میں عشاق حقیقی دنیا و ما فیہا اور حور و قصور کی
طرف کچھ نظر نہیں کرتے کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى اس مقام میں بعض اوقات حالیہ
میں اسطرح قلم سے برآمد ہوا ہے ؏ تنگ است عاشقان ترا جنت برین ✤ سوی مکان
نکند عاشق مکین + اور بعض وقت اسطرح کا مضمون حالیہ سرزد ہوا کہ ؎
زاہد مبارکست ترا جنت عدن ✤ ما از طرف کوی یار جنت نمیدہیم ✤ وہان آتی تھی تو جہانا
کیا ضرور ہے کسی دربار بہ ظاہر کی نظیر میں آدمی اسی دنیا میں بلکہ لو کہ کسی خداوند مجازی یا آقا و ولی نعمت سے
جو مزید عیش اور لطف صحبت اور لذت خطاب و افتخار ہمکلامی کی کسیکو حاصل ہو جاتی ہے سب عیش اور آرام
اکل و شرب و دیگر لذات جسمانی اور خواب و خور سے مول جاتی ہے اور ایک ساعت بھی اوس لذت روحانی کو چھوڑنا اور جدا ہونا
گوارا نہیں ہوتا جیسا کہ حکایات محمود و ایاز مشہور ہیں بخلاف اون خادموں کے جیسے
فراش خدمتگار اہلکار ہر چند حاضر حضور اور مورد مراحم علی قدر مراتبہم ہیں مگر

صفات کمال انسانی کی ترقی کرکے بہشتی بانی اور لذات آسایش تن کے خواہاں اور متلذذ اور مسرور
ہوتے ہیں کہ نام اوسکا جنت ہے اور اوس کام اور صفات ظاہر کا نام شریعت ہے
یہ لذت جسمانی اور دوسری لذت روحانی کہ نام اوسکا لقاے رحمن اور رضوان ہے اولیا
صفات روحانی کا طریقت اور حقیقت اور معرفت نام ہے اور لذات اوسکی بھی روح
سے تعلق رکھتی ہیں کہ روحانی ہیں نہ مثل لذات جنت کے جسمانی ہیں فقط جسم و گوشت
اور کام و دہان سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ خاص روح سے تعلق رکھتے ہیں کہ سب
لذات کام و دہان جسم و گوشت جسمانی اوسکے آگے اس قدر مستہلک ہو جاتے ہیں کہ کسی
طرح خواہش خور اور آسایش تن کے صبر بھی نہیں رہتی جیسا کہ عشق مجازی میں اوسکا
نمونہ ظاہر ہے ؎ مجنونی است کہ ہرگز ندید آرام * وگرنہ کیست کہ آسایشی نمی خواہد
فافہم و تدبر کہ اون مصاحبان مقرب کو اوس لذات روحانی قرب خاص کو
چھوڑکر واسطے لذات جسمانی کے جنت میں جانا مرکز طبعیت اور قید کی سی ہے ایسے
مقام میں اون لوگوں کا حال و قال یہ ہے کہ ؎ دلے دارم دمکس اگر بظاہر مرغ
وگرنہ قید کہ عدت مجلس حق * پس یہاں سمجھا چاہیے جیسا کوئی وزیر مدار المہام
کارپرداز بھی مستند ہے اور مرتبہ تقرب خاص بھی درجہ کمال رکھتا ہو کہ محبوبیت کی مقام
تک پہونچا ہو کَمَا هُوَ كَانَ حَيًّا ؎ کہ کلیم اللہ موسی بن عمران روح اللہ مسیح انا علیہا
اللہ تولی محبوب العالمین * اسی مقام قرب خاص کا اشارہ ہے کہ اَبِیْتُ
عِنْدَ رَبِّیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ پس جب یہہ مرتبہ اور یہ معاملہ قرب خاص کا

پوہنچا اوسکو بہشت اور لذات بہشت پر کب نظر ہوگی کہ یک لحظہ جدائی ہزار عذاب دوزخ پر غالب ہے **؎** جزا بقدر لقاء اسم بہشت و دوزخ را + بہشت قرب تو ہجران بود عذاب النار **؎** آنکس کہ ترا شناخت جان را چکند + فرزند و عیال و خانمان را چہ کند + عاشق کنی و جملہ جہانش بخشی + دیوانہ تو ہر دو جہان را چکند + اسی مقام سے خبر دیتا ہے کہ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ فَافْہَمْ وَتَدَبَّرْ یعنی میری بات اوس خلوت خاص معراج کی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب سے فرمایا کہ امت تیری طاعت میری کرتی ہے اور گناہ بھی کرتی ہے پس طاعت امت کی میری رضا سے ہے اور گناہ اور معصیت میری قضا اور تقدیر سے ہے پس جو کچھ کہ میری رضا سے ہے اگر اندک اور ناقص اور با قصور بھی ہے قبول کرونگا کہ کریم ہوں اور جو کچھ میری قضا اور تقدیر سے تیری امت سے ظہور میں آوے اگرچہ بزرگ اور بہت ہو عفو کرونگا کہ رحیم ہوں کیونکہ جو کچھ ہوا میری تقدیر سے ہوا فقط **؎** مگر برائے حیلہ فقط توبہ از تو در کار است + کہ تا بہانہ سپے مغفرت تو اندبود + سُبْحَانَ اللّٰہِ **؎** گناہ بندہ بروز ازل تو میدیدی وپسند کردی و باعیبہاش بخریدی + کنون بعیب ہمانم تو کی بفضل ہمان + بلطف رو مکن از اکہ خود پسندیدے + **اسی مقام سے سمجھنا چاہیئے** کہ جب لوح و قلم کو اللہ تعالی نے پیدا کیا اور قلم سے حسب الامر سب انبیا کا حال تمامہ لکھا کہ جو امت گنہگار رہے دوزخ مین اور بیگناہ بہشت مین جاوے گی اسی طرح اس امت مرحومہ کا بھی حال لکھا چاہتا تھا کہ یکبارگی کمال

خامہ بر آورد و اندر کرسی خلق کرد از نسل او آن صاحب لولاک را + گر نبودے او نہ
از افلاک ہم بودے نشان + بلکہ مر پیدائش افلاک ہم تخصیص نیست خلق شد از قطرہ ہائے
نور او کون و مکان + گر شفیع حضرت آدم نبودے نور او + توبۂ آدم کجا مقبول بودی آنکہ
+ کرد استشفاع آدم نام پاکش در ازل + در آید گرد یقیناً شافع اولاد آن + یافت
مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ بگفت عیسیٰ قبل از ظہور ذات او + یا ستان فیع رجوم شکل آن نجم نیکہ آمد شد وجود از فلک
موقوف شد دخل شیاطین آن زمان + سرنگون بت خانۂ چین شد بروز مولدش + شد
تزلزل ذمۃ در مسکن نوشیروان + وحی سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ چون رسید
+ جانب اقصیٰ شد از بیت المقدس ناگہان + رتبہ اش از عرش و کرسی ملائکہ گذشتہ
قرب او تا قاب قوسین او ادنیٰ بدان فَتَدَلَّىٰ أَيْضًا تا کہ عِنْدَ مُشْتَاقٍ إِلَيْهِ
محو شد در ذات حق واصل بجانان گشت جان + کحل مَا زَاغَ الْبَصَرُ اندر چشم خود کشید
مَا طَغَىٰ بل قَدْ رَأَىٰ آيَاتِ الْكُبْرَىٰ عیان + نیست جز أَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ کسی را
زان خبر + بسکہ میسوزد پر اندیشہ ہم از وہم آن + ہست وصف ذات باری قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ
+ میم احمد رفت و یک ذات احد ماند آن زمان + فرض شد الوقت صوم و ہم صلوٰۃ + غیر ہا
اندرین امر است نایان راز موسے امتنان + لَا يَنَامُ قَلْبِي آمد قول آن شب زندہ دار
+ ہم أَبِيتُ عِنْدَ رَبِّي را بود آن میہمان لِي مَعَ اللَّهِ ہست و ہمچون حبیب اللہ را
یار کے یا بند پیش قرب او کروبیان + غیر او مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ بروز رستخیز اندر آن وقتیکہ
کرد و شان قہاری عیان + نوانش از اِلَّا بِإِذْنِهِ گشت مستثنیٰ اگر + غیر او بہر شفاعت شد

یا الٰہی کن مرا خاک درین آستان تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ است کار او مدام + هَلْ اَتٰی
در شان او فرمود رب دو جہان + ہادی مطلق بگفت اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ + کرد از
یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ اشارت سوے آن خاص شد یُسْقَوْنَ فِیْهَا تا بآخر بہر او + از سپے ملکا
کبیرا ملک آمد بہ مکان + ہست عٰلِیَهُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ مختص باو + ہم لَقّٰهُمْ نَضْرَةً
وَّسُرُوْرًا حق کردہ بیان واو دست قدرتش زور یَدُ اللّٰهِ ہست شد یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ
اَیْدِیْهِمْ مگر در شان آن + باوجود آن کہ ذُوْ مِرَّةٍ گرفتہ بازوش ذوالفقارش از شرے
بگذشت چون برق جہان + لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیْ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار + ہاتف غیبی بوصف
او ندا در دان زمان نام او نام خدا یا نام حق ہمنام شد + ہست در قرآن عَلِیٌّ والعظیم
اکثر بیان + جز علی دیگر کہ بودے لائق پیغمبری گر نبودے ختم آن بر خاتم پیغمبران چون
نبوت ختم شد بر ذات ختم المرسلین + فتح شد از ذات او باب ولایت در جہان + یا
عَلِیُّ مُرْتَضٰی لِلّٰهِ لِلّٰهِ یا عَلِیْ + کن ز رحمت یک نظر سوے ظہیر خستہ جان + + +

فائدۂ عظیم و نکتۂ باریک از ادب و تعظیم درود

اگر درود اور سلام بصیغہ مخاطب کہیں کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ضرور
ہے کہ سب حاضرین صحبت اور سامعین سرو قد تعظیماً کھڑے ہو جاوین کسواسطے
کہ جواب سلام کا فرض کفایہ ہے ایسی صحبت مین جلوہ افروز ہونا روح مقدس کا
واسطے جواب سلام کے مسلم ہے اسواسطے براے تعظیم روح مقدس کو کھڑے ہو جانا مقتضاے
ادب ہے چنانچہ اشعار بمضمون نعت و مناقب بصیغہ مخاطب لکھی جاتے ہین سامعین کو

ظہیر از منقبتہایش چہ گوید + کہ در قرآن ز وصف او بیانست اشعار بمضمون
حضوری و خطابی درچنین مقام بپاس آداب بہ تعظیم رخاستن
و درود و سلام خطابی بصیغہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول
اللہ بار بار اتکرار کردن مقتضای پاس ادب است خصوصاً در حالیکہ
مجلس خاص در بدل مولد شریف بہمین خیر الاذکار قرار داده باشند
کہ در چنین مجالس اگر بدعات تازه و موانع شرعی نباشند جلوه افروزی
روح مقدس مرجواست خصوصاً وقتیکہ صلوٰۃ و سلام
بکاف خطاب باشد کما ذکرتہ انفاً غزل حضوری و خطابی

ای امین گردگار و مہبط روح الامین + پایگاه تو بود ادنی ترین عرش برین + کیست آن نابرد
جناب تو نمیسایدہ جبین + پشت گردون ہم پئے پابوسی تو شد خمین + آیہ رحمت تو ئی رحمن
بوصفت گفتہ است + مصطفےٰ ما جاءَ اِلا رحمۃً للعالمین + ہر دو عالم خلق
شد از قطرہ ہائے نور تو + خاتم پیغمبران ہستی و ختم المرسلین + توبہ آدم ز استشفاع نورت
شد قبول + شد نجات نوح از طوفان ز نامت بالیقین + شد کلیم اللہ موسیٰ نیز روح اللہ
مسیح + ای حبیب اللہ توئی محبوب رب العالمین + بالیقین بر امت دیگر حرام آمد بہشت +
تا نگردد امت تو داخل خلد برین + للہ الحمد است و منت کاین ظہیر خستہ را + خلق کرد از
امت تو یا شفیع المذنبین اشعار دیگر ہمین وزن و قافیہ بصیغہ غایب
چنانکہ دران اشعار حضوری بہ تعظیم استادن شرط ادب بود ہمچنان

ذات او از کلام قدیم او بہ تفسیر معنی آیہ نور لقدر ادراک و حصہ خود بنجامہ سپرده شد
کہ شان احمدی در بیان نور خدا جلوه گر است کہ گفتہ اند ؎ ای نور خدا در نظر از روی
تو مارا + بگذار کہ در روی تو بینیم خدا را + اینکہ صفات ذات او از کلام او بالاجمال
ہمچنان صفات حبیب او کہ مظہر جامع ذات و صفات اوست از کلام قدیم او نیز باید دید و
شنید کہ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ کہ گفتہ
اند ؎ آنجا کہ کمال کبریائے تو بود + عالم نمی از بحر عطائے تو بود + ما را چہ حد حمد و
ثنائے تو بود + خود حمد و ثنائے تو سزائے تو بود + اگر صفت ذات او از کلام او
بود این صفت صفات او از کلام اوست آن صفت ذات او بنا بر افہام ناقص
فہمان بہ تمثیل و نظیر مبین بکنایات و اجمال و نظائر بود این را ہم از آیات بینات قرآنی
بہ تفصیل و تصریح تمام ملاحظہ کردنی است چون مقصود بالذات ازین تحریر افہام
عام است نہ عبارت آرائی و زور شاعری بامید داد سخن ازین است کہ از ابتدا الی آخر عبارت
اردوے ریختہ از خامہ ریختہ مگر اینجا کہ بیان صفات او از کلام قدیم اوست و آن
بزبان عربی است و تلمیع عربی با بندی چنان است کہ ملمع طلا بر مس و برنج و ترصیع
جواہرات بر آہن و ارزیر و در فارسی چنانست کہ ملمع طلا بر نقره و ترصیع جواہرات
بر طلا لہذا ناگزیر بیان این مضمون خاص در فارسی زیبا نمود و در حقیقت چند الفاظ
فارسی برائے ربط کلام و ترکیب آیات قرآنی است باقی ہمہ کلام اوست پس
اکنون ملاحظہ در کار است کہ ہرگاه آن نور قدیم ذاتی بدین شکل و صورت مجسم شده

تصریح می فرماید که لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ از مقطعات طٰہٰ مفسرین شرح کرده اند کہ
فِی الْاَرْضِ بِقَدَمِہٖ پیاس آداب آواز دلنوازش چنان تادیب است کہ کا
تَجْہَرُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ بجانب نفس خاص او تکلیف خاص
لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا نَفْسَکَ ازینجا ہم نکتہ است کہ کارہائے کہ از اخص الخواص
میگیرند مکلف ترا عوام را ازان تکلیف معاف میدارند کہ بہ نسبت آنها غیر
مکلف اند وَمِنَ الَّیْلِ فَتَہَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ط کنایہ ازین مقام است
از خلق عظیمش ایما میرود وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ط از صفت ہدایت و رسالت
و دین برحق او چنان حق القول است کہ اَرْسَلَہٗ بِالْہُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْہِرَہٗ
عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ الخ اکنون توان دانست کہ نوعی کہ از جمیع اعضای ظاہر جسمانی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بایہام و صراحت یک یک را یاد سفر مایند و بدین شارات
و توضیح ہمہ سراپا و حلیہ مبارکش بیان فرمود ہمچنان آنچہ منسوب بآنحضرت صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ است نیز بتصریح تمام نشان میدہد و بین تینش را بیان میکنند کہ
اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ از کتاب او ذکر می فرماید کہ اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ فِیْ کِتٰبٍ
مَّکْنُوْنٍ از مخلصان جان نثار او چنان تصریح است اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ
مِنَ الْمُہٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ و از اہلبیت طاہرین او صفت میفرماید کہ لِیُذْہِبَ
عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا ط و از نفس نفیس و
ازواج طاہرات او زیادہ ازین چہ مرتبہ تعظیم توانا بود کہ می فرماید اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی

نکات ... ثنائی ... حضرت ... علیہ السلام ... آنحضرت ...

بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ گر کسے دیگر را از صحابہ بہ نسبت
حبیب و رفاقت و مصاحبت او جان و مال و تمام جانان خود ایثار کردہ مجاہدہ
و فضائل و مراتب آنہا کہ جابجا تواتر بصراحت تمام بالاجماع بتیقن بشارات داخر
عظیم و تحسین مزید وارد و منصوص است کہ بیان آں بسبب طوالت و کثرت املال
در اینجا حصر نمود از آنجملہ علی ترتیب الخلافت مع التصریح ہم وارد است مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ
رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ
وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي
الْاِنْجِيْلِ بلا شبہ درین آیہ ترتیب بالتصریح و تخصیصات خاص است کہ ہیچگونہ بجز
خلفائے اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بجز جناب ایشاں صفات خاصہ بترتیب خلافت
صادق نمی تواند آمد اگر بچشم انصاف دیدہ شود اول در کار اول بتصریح نام
مبارک حبیب خود بصفت خاص رسالت بیان می فرماید کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
بعد ازیں بلا فصل وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ خود ظاہر کہ بجز خلیفہ اول دیگرے را چنیں
تخصیص معیت و رفاقت و مصاحبت و ہدایت کرامت نشد رضی اللہ تعالیٰ
ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ کنایہ ازیں مقام خاص است چہ کنایہ کہ صراحت
تمام است بعد بلا فصل اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ مانند لمعہ از خلیفہ ثانی حضرت عمر
کہ از وزرا اسلام ما اعلان اسلام و دین محمدی و بانگ نماز در مسجد نبوی و دیگر شعائر اللہ

محتاج بیان نبودہ است و آخرکار در زمانہ خلافت او غلبہ و تسلط و شیاع اسلام در
اقطار عالم و ظہور معنی اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ خود ذایع و شایع است بعد ازین
کہ لفظ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ وارد است بیان حال خلیفہ ثالث واضح ولایح است
کہ از غایت رحمت بر مسلمانان با ہمہ قدرت و طاقت جان دادن خود گوارا فرمود
و مقاتلہ میان مسلمانان روا نداشت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ بعد ازین ملاحظہ کہ
بچہ تصریحات و تخصیصات صفات خاصہ بیان حال جناب شاہ ولایت و ختم الخلفا
است کہ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا
الخ ملاحظہ رود کہ چہ مرتبہ و چہ شان و چہ مقام است کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْهَهٗ
ازین ترتیب واقعی گمان نتوان کرد کہ معاذ اللہ مرتبہ حضرت شاہ ولایت بعد خلفاء
ثلثہ کمتر است و اَوَّلِیَّتْ ندارد و تخصیص لفظ کرم اللہ وجہہ بدین جناب خاص از لفظ
رضی اللہ عنہ مرتبہ کمی دارد بلکہ این ہر دو مضمون منتہائے علو مرتبہ جناب ولایت
مآب است کہ نوعی کہ ختم رسالت و نبوت بر ذات خاص آنحضرت است صلی اللہ علیہ
سلم ہمچنان اختتام خلافت و افتتاح باب ولایت بذات خاص این جناب است
کما ہو ظاہر و لفظ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ کہ برائے جمیع صحابہ رین ایمان آورندگان
عام است و ایمان و اسلام این جناب ولایت مآب از بطن مادر بود این بود وجہ این
شرف و تکریم از وقت ولادت حاصل بود کہ ﷺ در کنار مصطفی شدید پرورش از
صغر سن + مولد او خاص بیت اللہ باشد بیگمان + بدینوجہ لفظ کرم اللہ وجہہ بدین جناب

تا تخصیص یافت کرد آنحضرت امام متقی الصدیقین بهارست سرترو مکرم کرامت گشت
ست بود چون اسلام او کامل بنظر آمد کرم اللّٰه وجهه شد حامی دین آتش
اراں واقعه و تدبر آمدیم بر اصل سخن که سایه دست مبارکش بیعت کرده
انحضار ملتا اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ تعبیر می فرماید یعنی النقیه
تمام و بشارت رضای خود سان می فرماید که لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ
اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ از نماز و لیه که با و تعلیم شده اشارت میرود فا
تملک مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ از آسمان مرتبه ماو که خیر الامم است تشریح می فرماید که کُنْتُمْ
خَیْرَ اُمَّةٍ کی از اتیرات مانش در حق است او حکم می فرماید که وَصَلِّ عَلَیْهِمْ
فَاِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّهُمْ از صفت قیاس می فرماید که لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ
از تلاوت کلام الله و نماز و ذکر او ذکر می فرماید که اُتْلُ مَا اُوْحِیَ مِنَ الْکِتَابِ وَ
اَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰهِ اَکْبَرُ ۔ از ترتیل
قرأتش اینست که وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا از طریق پوشش گلیم او یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ
آمد از پوشش ردای او یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ کنایتی از نور قیام او لتب قُمِ اللَّیْلَ
اِلَّا قَلِیْلًا رحمتی را می ورمانی و سنایی از نماز شب و قیام شب مخصوص اِنَّ رَبَّکَ
یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ اللَّیْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ شاهدی وار رکوع
و سجود صحابه ایشان خاص و همراهیان او به بیان رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا
مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا الی آخر الآیة سیات تر از قبل او که برای او و پیروان او فنا

فرمود بمقاو فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا اشارتے واز ملت حنیف او بمصداق
مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا بشارتی کسانیکه بیعت بدست مبارکش کردند دستش
را که دست خود فرمود بیعتش را هم بیعت خود میفرماید که اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا
يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ معصوم از معاصی که از ازل پیدا نمود بران هم چنان او را و که بشارات
فرمود لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ به تقدیم تعظیم کلام بگوش
هوش او و تعلیم و تادیب بمومنان می فرماید که يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ
الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً بحکم قیامش بشب که بمقتضای
کمال رغبت زیاده تکلیف او روا نداشته قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا فرموده بود در بیداری
روز که آنقدر تکلیف شاق نبود می فرماید اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا به تصدیق
رویاے صادقه اش گواهی میدهد لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ
وَاَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ از کتاب محکم التنزیل و حکمت خاص او تخصیص و
كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ كَبِيْرًا از فضل کبیر او تخصیصے عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ
از علوم او بیانی مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا از حکمت او نشانی
فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى باورانے ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى او و نیازی فَكَانَ قَابَ
قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى از تقرب او خبرے سُبْحٰنَ الَّذِيْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ از شب معراج جبرئیل
اثر ... اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا از مقام عالی او اشارتے فِيْ
مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ از مرتبه قرب و جلوس مبارکش بشارتے

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ای مات ناصر و صاحبی وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

از عده مسرت است و صاحوی او آيتی الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ تکمیل

دین متین برای وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي از تتمیم نعماے دنیا و عقباے وَرَضِيتُ

لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا بر شناسائی خود شهادتی فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

بحکم تبعیت و محبت خود سعادت وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ در رفعت ذکرش و قدرش و

الْعِزَّةُ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ از کمال عزش اعتنا وإِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا از فتح مبین

درسان وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا از نصرت دین او نشان خیال که نصرت خود را

تبعیت او و عزت او را عین عزت خود فرموده همیان اطاعت او را عین طاعت خود بیان

می فرماید که مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ از صفات مامور الیه خیال خبر

میدهد که وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ طریق مستقیم او را این عنوان توسیع

می فرماید إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ از فتوحات و مغانم کبیره

که باء و موالی و اعمال و حشاش مورد خیال بوده سیر ساند که وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا وَمَغَانِمَ

كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا و برای آینده وعده خیال که وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً

نصرت و امداد او که از مفهوم وَيَنصُرُكُمُ اللَّهُ علی العموم پیداست در اکثر جاها به تصریح

مقام هم وارد است که میفرماید لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ

حُنَيْنٍ و این نه همین تائید خاص که بمفاد وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ شامل عموم

مومنان علی قدر احوالهم در هر حال متعارف بوده است بلکه فرستادن جنود ملائکه از آسمان

بکوری سفر بامید وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا جنود ملایک کہ بمفاد لَمْ تَرَوْهَا مسلمانان را بنظر نمی آمدند درین ہم مصلحتی وحکمتے بود کہ ازانطرف در کفار رعب وہیبت فوج اسلام افزود وازینطرف مسلمانان را دل قوی تر میشد کہ ما بقوت بازوی خود بتائیدات غیبی فتح می کنیم ازانجا است کہ جائے بحکم يُمْدِدْكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ وبمقامی بمفاد يُمِدَّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ پس غالب آیدن ہر کس بر صد کس بجز امداد ملایک کار بشر نبوده است اگر گفته شود کہ در امدادِ غیبی حفظ تمام بنی اسرائیل ہمراہیان موسیٰ واہلاک تمام قبطیان لشکر فرعون خواه در مد دپشہ وابابیل وخسف وانقلاب ارض وطوفان وغیره حفظ ہمہ صالحان ونیکان واہل صلاح بخوبی گردیده بتخصیص مایہ اہلاک افنای اشقیا وکافران گردید اینجا کہ اینقدر فوج فوج ہزاران ملایک بامداد آمدند باری باچنین امداد قوی شہید شدن مومنان از دست کافران چہ جا واست جوابش ہمین توان فہمید کہ یکی رعایت ہمین پرده داری دوم تخصیص مرتبہ شہادت وفضائل آن برای مومنان این است کہ دگر امتہا الضیب نبود ازینجا است کہ اطلاق موت برآنہا بنص قطعی ممنوع ست کہ می فرماید وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ آپ یہان کا مرنگینی اور عبارت آرائی کا نہین اپنی زبان اردو عام فہم متعارف مین سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کو اسقدر اخفا اور پرده داری اور چوری کی کیا حاجت او کیا ضرورت اور

اور مصلحتین جبتک سمجھ مین نہ آوین البتہ خالی از تردد اور حیرت نہین اور بایہ ضعف اسلام اور منکرین کے مقابلہ مین جواب معقول سے عجز اور جوابات منقولہ سے ارباب انکار کب معقول ہوتے ہین بلکہ جواب معقول اور موجہ عقلی چاہتے ہین لہذا ہر مومن اور مسلمان کو بقدر ادراک اور تعقل ایسے مقامات مین فکر اور تامل بلیغ کر کے مصلحتین اور حکمتین سوچ اور سمجھ کر ایمان کو قوی تر اور تردد واختلاج کو دفع کرنا چاہیئے اور ایسے مقامات کو مہمل اور سرسری چھوڑنا نہ چاہیئے کہ منشا ایمان کا یہی ہے کاتب الحروف نے جو ایسے معاملات مین فکر اور تامل اور تدبر بلیغ کیا کیا کیا خوب بیان اور حکمتین و مصلحتین الٰہی کی حالاً اور معالاً ان معاملات مین پائی گئین کہ اگر بقدر سانیحہ حصے اور ادراک کے بیان کیا جاوے یہ مختصر گنجایش پذیر نہو لہذا مقدمہ کتاب اسرار حکمت مین کچھ کچھ شرح کی ہے یہان بقدر ضرورت مقام مختصراً بیان کیا جاتا ہے فاسمعوا وتدبروا **بیان اسرار حکمت و مصلحت ہای الٰہی در پنہان داشتن نور ذاتی خود در پردہ بشریت** اب معلوم کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی اگر ایسے حبیب نور ذاتی کو ایسے پردہ بشری اور حیلہ ہاے عالم اسباب مین نہ چھپاتا اور جیسا علو مرتبہ شان محمدی کا تھا دنیا مین ظاہر کر دیتا یہ انتظام احکام شریعت اور عبودیت باقی نہ رہتا اور نہایت فتور امور دین مین پڑجاتا اور تمام بندگان خدا مثل امم انبیاے سابق حالت کفر مین مبتلا ہوکر دین و دنیا سے جاتے اور بجاے کثرت امت فناے کل مثل امم انبیاے سابقین واقع ہوتے اس صورت مین شان رحمۃ للعالمین اور اطلاق امت مرحومہ کہ مصداق تھا

یعنی حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے اس حد تک گئے یا الوہیت پیش
کرنے کہ اسی سبب سے حضرت عیسیٰ و مریم علیہ السلام ورد اس خطاب کے ہوئے
ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ اور سب امت احمد
معجزات نمایاں یا الوہیت کے قائل ہو کر گمراہ ہو گئے یا اس قدر منکر ہوئے کہ مردہ
ہو گئے اور نوبت صلیب کی پہنچائی کہ اللہ تعالیٰ نے بحکم بل رفعہ اللہ الیہ ان کو
جو تک آسمان پر اوٹھا لیا یعنی مایہ فتور اتنک اوس امت میں باقی ہے کہ عقیدہ
الوہیت کو اس قدر قوت ہو گئی کہ اصلاح اوسکے بدوں نزول عیسیٰ علیہ السلام کے
دگر روے زمین اور بکار پڑھنی باتداے حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام کے اور
پھر بعد کسر و انکسار اور ہدایت بسیار اور تقویت اور تکمیل دین اسلام کی مسعود
متعارف بشری وفات پا کر تجہیز و تکفین ہونے کی خبر ممکن ہے جیسا کہ احادیث
کتب اسلامی سے بالاتفاق ثابت ہے یہاں انکے بابت یدو دل اور چشم
انصاف اس سر حکمت الٰہی کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ حضرت
امام آخر الزمان علیہ السلام منتظر واسطے رفع مساوات اور اصلاح اور ہدایت خلق کے
پیدا ہو کر جلوہ افروز ہو چکیں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی کون حاجت
تھی بالفرض اگر واسطے امداد امام علیہ السلام اور قتل و قتال کے تھا تخصیص خاص حضرت
مسیح علیہ السلام کی کیا تھی اور بھی انبیاے باستثنا اولوالعزم سے اگر اس راہ سے
تخصیص ہوئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ قالب بشری میں آسمان پر ہیں مع

موجود ہین اور انبیا کا یہ حال نہین یہ بھی مُسلّم نہین ہو سکتا ہے کہ حضرت ادریس بھی بحکم رفعناہ مکاناً علیاً زندہ بہشت مین گئے ہین اور خضر اور الیاس بھی خشکی و تری مین زندہ اور مخفی واسطے امداد خلائق کے مامور ہین پھر امداد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے قتل دجّال کی کیا تخصیص تھی مگر یہ کہ حضرت ادریس کے بہشت مین زندہ جانے سے یہ فتور عقیدہ امت مین نہوا تھا کہ لوگ الوہیت کے قائل ہوگئے ہون

اور ایک نکتہ اور قرینہ عقلی اور نقلی اس تخصیص خاص پر یہ دلالت کرتا ہے کہ قائلان الوہیت عیسوی اور منکران نبوت احمدی تا ظہور امام علیہ السلام اور نزول عیسیٰ علیہ السلام روے زمین پر باقی ہون گے اسواسطے اونکے انتباہ اور ہدایت کے واسطے تخصیص حضرت مسیح کی ضرور تر ہوئی اور اُمّت ادریس علیہ السلام کی کہ قائل الوہیت بھی نہوئی تھی اوسوقت تک باقی بھی نہوگی اونکی عود کرنے کی بہشت سے کون حاجت تھی پس یہ دلیل بقا اور قیام اور دوام امت مسیحی کے تا قیام قیامت مسلّم تر ہے اور آخر کار بسبب کمال عدالت اور رافت اور رحم دلی جبلّی اس زمرہ کے اصلاح اور ہدایت اس صنف کی بھی تخصیص مسیح علیہ السلام سے باقتداے امام علیہ السلام ثابت تر ہے خصوصاً جسقدر کہ رأفت اور مودت اور رحمت خاص اس زمرہ کو مومنین محمدیون کے ساتھ ہے قطع نظر ہدایت اور صراحت ظاہر کے نص قطعی سے بھی بتصریح تمام ثابت ہے محتاج بیان نہین کہ آخر جزو ششم رکوع یازدہم سورہ مائدہ مین وارد ہے وَلَتَجِدَنَّ

بیان وجہ اصلاح و ہدایت و انتباہ قوم مسیحی ابن مریم دلائل عقلی و نقلی

سے کوئی ایمان نہ لایا اور کیا کیا اذیتین اور تکلیفین دین اسکے مقابلے مین بسبب
رعایت اس پردۂ بشری کی ترقی دین اسلام اور کثرت امت اور حفظ جان اور نجات آخرت
بندگان خدا کی محتاج بیان نہین فافھمہ وتدبر تا وہ جہان جہان انبیا کی
دعاؤن سے عذابات شدیدہ نازل ہوئے وہان قبل نزول عذابات سب منکرین ہر
طرح طرح کی تکلیفین اور اذیتین انبیا کو پہونچایا کیے اور بعد نزول بلا وفتنہ سب
غارت اور فنا ہوگئے دونون صورتون مین امت کی کثرت اور دین کی
ترقی مفقود پائے اور سب امت حالت کفر اور انکار مین جہان سے گئے بلکہ دونون
جہان سے گئے کس واسطے کہ بعد نزول عذاب اور قہر الٰہی کے نہ مہلت توبہ کی نہ
ایمان یاس مقبول لَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیْمَانُھُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا اور نہ دفعیہ احکام
سے بھی کن فیکون کا اختیار انبیا مین باقی رہتا ہے ناگزیر سواے فناے عام
اور حرمان دنیا وعقبیٰ کی کچھ چارہ نہین رہتا اور بعض جاکہ عذابات خفیفہ محض
واسطے انتباہ اور تخویف کے مثل ملخ اور قمل اور ضفادع اور خون کی نازل
ہوئی ہنگام نزول عذابات سب ایمان لاتے تھے اور بمجرد دفع عذابات کے پھر مرتد
اور منحرف اور گمراہ ہوجاتے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کا حال
اللہ فرماتا ہے فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ
وَالدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَکْبَرُوْا وَکَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ معہذا ہر چند وہ
بدانبیا سے نزول عذابات یقینی جانتے تھے بلکہ دیکھتے تھے پھر بھی ایمان نہ لیتے

لاتے تھے بلکہ عداوت زیادہ کرتے تھے جیسے کہ تسمیں نہ مانا ایسے دعا کرنیوالوں
کو کافر جانا کیونکہ کبھی عداوتیں اور نفرتیں کرتے ہیں ایمان اور عقیدہ دلانے کا کیا حکم
ہے حالانکہ اونکی دعا کو مدد کہ یقینی مستجاب جانتے ہیں کہ ایمان نہیں لائے تھا
کہ اسے کہ جانتے تھے کہ اسکے قسمہ اختیار میں کچھ نہیں ہے دفع بلا اسکے اختیار میں نہ تھا
یہ حقدار بلا فقط گو ہی کہا جاتا ہے بغیر صورت ایمان اور رجوع لانے اور
گرویدگی کے کون تھی بلکہ بکمال عداوت اور نفرت کی صورت تھی جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے
بخلاف سلاطین کے ظاہر ہے کہ اونکی سطوت اور ہیبت سے رعب داب ہوتا تھا
کہ اگر ذرہ بھی انحراف کریں گے ایک ادنیٰ اسکے اشارے میں قتل کرنا اسکے انہماک
میں ہے اور اونکے توجہ میں حسن اور بسط حال اور دفع عذاب قہر سلطانی کا
امکان بدیہی ہے یہ سمجھکر کیسی کیسی اطاعتیں اور سرافرازیاں اور جانثاریاں سلاطین
دنیا کی کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض بکمال خوشامد سے اور بعض بکمال خوف سے
الوہیت کی نوبت پہنچا کر سجدہ کرتے تھے کہ حکایات فرعون اور نمرود کی مشہور
ہیں۔ وہ تو بھلا کیا کہتے تھے اور دعویٰ الوہیت کا کرتے تھے یہاں آداب علیہ سلاطین
تیموریہ اسلام میں ملاحظہ کیا جاوے کہ بمقام خوشامد اور خوف ظاہری کے جو کہ آداب
متعارف سلطنت میں تھی خصوصاً اکبر شاہ کی وقت میں محتاج بیان نہیں الفاظ
قدر قدرت اور حکم قضا شیم اور دریا قدر توان اور ہر کلام کو بلفظ کرامات اور اکثر
اسی قسم کی الفاظ بمنزلہ دستور العمل نہایت مستعمل اور تکیہ کلام ہو گئی تھیں اور اکبر کو معاذ الله

تیمنی اور نیز بکمال خوشامد سے قرار دیا تھا کہ نماز مین ہنگام قیام اور قعود اور سجود اور رکوع اکبر بادشاہ کا نام معاذ اللہ اول سے اللہ کی نام کے ساتھ ہر تکبیر مین شامل ہے کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ عبارت اوس سے ہے پس جس حالت مین سلطنت اور سطوت ظاہری مین بدون دعوی نبوت اور معجزات محض بمقام خوشامد رجوع اور عقیدت خلائق اسقدر ہو اور بدون سطوت اور سلطنت ظاہر باہمہ ظہور معجزات نمایان صورت انحراف اور انکار بلکہ عداوت اور نفرت خلائق کے انبیا سے اوس درجہ ہو اور آخر کو ہنگام نزول عذابات فناے عام اور خلود فی النار صریح اور حفظ عذابات نازلہ اختیار سے بھی باہر کہ تیر از کمان جستہ باز نمی آید بخلاف تحویل شمشیر اسلام کہ بمجرد اقرار کلمہ توحید کی شمشیر نیام مین کر لینا قاتل کی اختیار مین ہوتا ہے اب اس صورت مین خیال کرنا چاہیئے کہ استتار اوس نور ذاتی رحمت مجسم کا پردہ بشری اور سطوت تسلط ظاہری مین مایہ حفظ خلائق اور کثرت امت اور نجات اخروی تھا یا بالعکس اسکے اگر اظہار شان اوس نور ذاتی کا کچھ بھی بے پردہ عالم اسباب کے ہوتا تو کیسے فتورات مذکور الصدر متصور تھے پس اہل ذہن کے غور اور انصاف درکار ہے کہ اس رعایت حیلہ ہاے عالم اسباب اور پردہ بشریت مین کیسی خوبیان اور مصلحتین ظاہر ہوئین ایک تو برعایت التزام شریعت اور بشریت اور عبدیت کی گنجایش اوس پرستش الوہیت کی نرہی کہ مَآ اَنَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ خود حکم اور قوال اور افعال اور معاملات بھی اور مددو ملایک بھی جو بار ہا اسی پردہ بشری مین

سکے مرید امداد کی اسارہ ہر ملک کو لی تھا مگر اس کثرت تعداد ملائک سے ہیبت کثرت لشکر
اسلام کی کفار پر غالب کرنا منظور الٰہی تھا تا کہ ڈر جاویں لا کر امت مرعوب میں داخل
ہو کر مارے کل و بعذاب اخروی سے بچ رہیں یہ محض قتل کرنا ہے دونوں حال سے
کم و احسن کا ہے دوسرے تریں مرد ضعیف انسان کو کہ عذاب ایک لیتہ تمام رات سمرود کو کافی
تھا اوس قدر عذابات شدید دوزخ سے ڈروانا محض واسطے تخویف کے ہے
تا سدرت اور کثرت عذابات شدیدہ سے ڈر کر اعمال صالح اختیار کرکے عذابات شدیدہ
سے بچ جاویں، آلا ایک ریزہ آتش دوزخ کا احراق تمام عالم کو کافی ہے ایسے ہی کثرت
فوج ملایک محض بکمال رحمت اسکے تخویف کے تھی واسطے اعدائے کل کے
اور اسی مصلحت اور رعایت پردہ داری سے بعض مسلمانوں کی شہادت ضروری تھی
ہوئی تا پردہ امداد غیبی کھل نہ جاوے اور ساحر ہونے کی رعیت لشکر اسلام پر [illegible]
ہو جاوے اور حصول مرتبہ شہادت کا علاوہ تھا اور مسلمانوں کو جو فوج ملایک نظر
میں آتی تھی اس میں یہ مصلحت تھی کہ مسلمانوں کو اپنی ضرب دست کی گمان سے زیادہ تر
دل بڑھے اور ہمت اسلام کا حلقہ تمام ہو آلا ایک پریشہ کی تمکن فنائے کل کو
کافی تھا، آفرینند تدبیریں ہنگام نزول عذاب کافروں کو قبل نزول عذاب کے
خوف سے اپستہ کہ ڈرا دیا یاں لاویں اور فنائے کل سے بچ جاویں اور بعد نزول
عذاب کے اونکا ایمان کسی کے اختیار میں نہیں تا آنکہ مثل شمشیر عاری کفر و قبول ایمان کے
روک لیوے تا کہ بیرسوائے فنائے کل و حیطوی انشار کے چارہ نہیں رہتا ہوا اور آدمی

[illegible]

دونون جہان سے جاتا ہے اور بالفرض اگر کسی کو خوف بھی ہوا تو خوف دعاے بد اور عذاب الٰہی کا ہوا نہ خوف اور ہیبت بنی وقت کی یہ اور بھی مایہ نفرت اور انکار اور عداوت اور انحراف کا ہوتا ہے نہ عقیدت کا جیسا کہ مذکور ہوا اور شمشیر برہنہ دیکھکر جو بصورت خوف قاتل کا غالب تر ہوتا ہے اوسمین یہ سب مصلحتین متصور ہین سو پس خود تو منصف باش ای دل بین نکو یا آن نکو + دفع دخل بجواب انکار بعض منکرین اب اس صورت مین جو بعض منکرین نبوت کے کہتے تھے کہ ایمان وہ معتبر ہے جو تہ دل اور قبول خاطر سے بخوشی تمام قبول کرے نہ یہ کہ بزبردستی تمام مار مار کر قبول کروانا ایسے ایمان جبری کا اعتبار کیا کہ آخر کو اکثر مرتد ہوگئے اور نفاقانہ بسر کرتے تھے فقط اب یہان اس اعتراض کی گنجایش نرہی کہ درحقیقت یہ جبر نہ تھا بلکہ محض تخویف بنظر بکمال رحمت واسطے حفظ جان اور نجات اخروی کی تھی مثل تادیب اوستاد معلم اور پدر مہربان کی تا مار یار اور ڈر و اوڑھوا کر عذاب دائمی اور قتل سے بچاکر بزبردستی اور تخویف دوزخ سے بچاکر بہشت مین لیجاوین پس انصاف سے لحاظ کی جاوے کہ درحقیقت ظلم عام بلکہ قتل عام کی وہ صورت تھی یا یہ فقط وعظی اور تادیب پدرانہ اور مشفقانہ فَافْہَمْ وَتَدَبَّرْ بالفرض اگر بعض نافہم مرتد ہوگئے ہزارون لاکھون آدمی ایسا قائم اور مستقل ایمان پر رہے کہ روز بروز زینت آیات الٰہی ترقی اسلام اور کثرت امت اور غلبہ دین محمدی بڑہتا گیا کہ خود اللہ تعالی فرمایا ہے اَرْسَلَہٗ بِالْہُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۞

دفع دخل بجواب انکار منکرین

اگر بعض نام سے نصاینت اور بامعنی کے جو حقیقی ایمان نہ لائے اور بحر ایمان
قبول کر کے سردست تحت اسلام سے جان بچا لے گئے مگر آخر کو بتدریج وہ ثنا
اور ایمان سے قوی تر اور مستقل ایسے ہوئے کہ کارنامے اونکی تقویت دین محمدی کا
مین مشاہد میاں ہیں اس ایمان جبری کا استقلال ملاحظہ کرنا چاہیے پس اگر
یہ ایمان اور اسلام محض بجبر و تحکم بادل ناخواستہ ہوتا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے اسقدر قوت پکڑتا پس یہ خروج بالسیف اور تجویز فاقتلوہم
حیث وجدتموہم صرف انکی واسطے حفظ جان مددگاں خدا اور حفظ دین
کے معنی کمال شفقت و رافت ہے یعنی بہ ارادہ ظلم و عداوت اور نفسانیت کے سبب
رحمت الٰہی جو مجسم ہو کر پردہ بشری میں ظاہر ہوئے عذاب کے واسطے نہیں آئے
بلکہ حفظ عذاب کے واسطے آئے کہ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ط
شان اونکی ہے اور اسی رعایت سے اسکی امت کا لقب امت مرحومہ ہے اور
كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ جو واللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اُمَّةٌ مُّذْنِبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ
ازل میں خامہ قدرت لکھ چکا ہے جیسا کہ بیشتر مذکور ہوا ایسی امت مرحومہ کو پہلی
امم انبیائے سابق کی طرح صدور گناہ اگر دفعۃً فنا کر دیا دستور الٰہی ہوتا اور ایسی امت
امت مرحومہ کیوں لقب ہوتا ملاحظہ ہو کہ اس رحمت مجسم کو کیسی کیسی کا ذاتی
تکلیفیں اور اذیتیں اوٹھائیں مگر اوس رحمت عام نے برعایت پردہ بشری آخر تک
فرمانا اور خاتمین جیسا اور ہر گونہ تکلیفین گوارا کیں مگر قتل بعض اشیا کے کبھی

وعلماے بد امت کے حق مین نفرمائی تا اینکہ سجدہ مین آپ کی پشت مبارک پر اوجھڑی یعنی
تازہ شتر کی نجاست آلودہ رکھدی اور آپنے سر نہ اوٹھایا کہ اوجھڑی رکھنے والون نے
درشتگی نہو یہان تک کہ قہر الٰہی جوش مین ایا اور کوہ ابو قبیس کو مثل ابر سیاہ کے حضرت
جبرئیل لیکر آے کہ عالم تاریک ہوگیا دن کی رات ہوگئی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے چاہا
کہ یکبارگی پہاڑ کو اوپر سے چھوڑ دین کہ سب یکبارگی دفعتہً ہلاک ہوجاوین مگر آپ نے
عین اوس حالت مین منع کیا اور جبرئیل کو باز رکہا اور دعاے ہدایت اسلام امت
کے واسطے ایسی حالت مین فرمائی نہ فنا ہوجانا کہ اللہ تعالیٰ باظہار کمال رحمت امت
مرحومہ پر منت رکہتا ہے اور فرماتا ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ
فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ۵ للہ الحمد است و منت کاین خطیر حسنہ را از خلق
کرد از امتِ تو یا شفیع المذنبین ۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے لَقَدْ جَآءَكُمْ
رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ فرمایا اسپر بھی زیادہ تاکید اور ترقی ملاحظہ ہو کہ بعد اسکے
فرماتا ہے عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ
الرَّحِيْمٌ ۵ معنی لفظ عَزِيْزٌ اور رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ کے خود ظاہر ہین اسپر بھی ترقی
فرماتا ہے کہ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ کس قدر کلمہ مبالغہ کا ہے حرص کی شان یہ ہے کہ
کبھی طبیعت کو سیری نہو اب اسپر بھی زیادہ اور ترقی سنو کہ فرماتا ہے اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى
بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ یہان اپنی جان سے زیادہ تر عزیز ہونا انہین معاملات
سے ظاہر ہے کہ اپنی جان پر ایذائین اور تکلیفین اوٹھائین اور امت کے حق مین باوجود

مبارک سے خون دھوتے تھے تا قطرۂ خون مبارک زمین پر نہ گرنے پاوے اور [illegible]
[illegible] اور پیچھلیا نبی جو پتھر کرکے دور کرتے ہین اور شیطان اسیر [illegible]
گبرا ہو کر شور مچاتا ہے کہ قتل محمد یا میان تک کہ حضرت خاتون جنت کو سینہ بند
نے بھی بے اختیار روتی ہوئی نکل آئین جیسا کہ مدارج النبوت مین بتوضیح تمام محقق
علیہ الرحمہ لکھتے ہین اب ملاحظہ ہو کہ اوس حالت مین آپ دعاے ہدایت فرماتے
ہین اور کافرون کیطرف سے عذر و معذرت کرتے ہین کہ یارب انکو چشم بصیرت عطا کر
جو تیرے حبیب کو پہچانین اور ایذا رسانی سے باز رہین تیرے حبیب کو پہچانتے نہین
اس سبب کفار معذور ہین ایسے نابینا کی ہدایت کرنا چاہیے نہ فنا کرنا اس کمال قہر
رحمت کو ایسے وقت مین اور ایسی حالت مین دیکھنا چاہیے ؎ دوستان را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمنان نظر داری ۔ ایسی رحمت محض سے دعاے بد کا کفار کے حق مین مثل انبیاے
سابق کب امکان تھا آخر اوسی دعا کی تاثیر سے بعد فتح مکہ سب کفار خود بخود ایمان لاے
جسکی اللہ تعالیٰ قبل وقوع بشارت دیتا ہے کہ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ
دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا آخر اون سب بندگان خدا کے جانین بھی بچین اور کثرت امت کی
بھی ہوے اور نجات آخروی حاصل ہوئی ؎ پس خود تو منصف باش ای دل این نکو یا آن
نکوئی اور رعایت عالم اسباب اور پردہ بشریت بھی بدستور باقی رہا ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ ایسے
اوقات مین اگر مقتضاے کمال رافت اور رحمت دعاے بد کافرون کے حق مین نہ فرماتے
تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو اوسی حالت مین زندہ مثل حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اوٹھا لیتا

بخشند ۔۔ اسکی نظیرین انبیا کے اشرف حکایات اور معاملات اور روایات معشوقان
مجازی کی چشم دل ستے او اسمان نظرت تامل درکار ہے کہ انکا بتقدیم جذب عشاق
مجازی سے معشوقان مجازی خود عاشق ہوکر عشاق پر فدا ہوگئے ہین جیسا کہ مولانا
جامی فرماتے ہین ع بہ عشق آنکس کہ زد ونا مشتی کاظم بشو ستہ بآید آخرش نام +
اب اس مقام سے سمجھنا چاہئے کہ جو لوگ طالبان خدا اور عاشقان مولی بظاہر مشہور
ہین وہ در حقیقت مطلوبان او معشوقان خدا ہین کہ بتقدیم محبت اوسی طرف سے
ہے کہ اہل مقامات لکھ گئے ہین ع اَنَا الْمَطْلُوْبُ فَاطْلُبْنِیْ تَجِدْنِیْ ٭ منم مطلوب
اے طالب کجائی ٭ منم نزدیک دور از من چرائی + اب یہان معلوم کرنا چاہئے کہ اسطرح
کی گرویدگی قلبی خوف وطمع اور غرض و جبر سے نہین ہو سکتی ہے پس اگر مثل انبیاے
سابق یہان بہ تخویف عذابہائے شدید ایمان جبر سے ہوتا وہ گرویدگی اور محبت
کب ہوتی جو دل کی کشش سے ہوتی ہے اور اگر کثرت مال و خزاین اپنے حبیب کو دیتا تو
ایمان بطمع زر متصور ہوتا وہ بھی غیر معتبر تھا جیسا کہ ان زمانا اگر دو روپیہ فی کس ٹھہر جاوے
ہزارون آدمی کرستان ہو جاوین کہ درون طمع فقط خوشامد از زردار فراشن ہوتے ہین
پھر ایسے ایمان کا کیا اعتبار ہوتا اسواسطے اللہ تعالی نے اپنی حبیب کو رحمت اور رافت
اور لینت اور محبت اور مہربانی سے آراستہ اور فرمایا کہ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ
وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ
الخ یعنی اللہ نے حبیب فرماتا ہے کہ یہ کمال رحمت اللہ کی سے جو تجھ ایسا رسول رحمت

جانین بھی بچین اور ایمان بھی بدون جبر تہ دل سے کامل تر ہوا خوف ضرر اور طمع نہ رہی
نہ ٹھہرا کہ جبری یا طمعی متصور ہو جیسا کہ سورہ اِذَا جَاءَ مین مفہوم معنی یَدْخُلُوْنَ
فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا سے پیدا ہے اس خُلق عظیم اور ایمان محبت کے سامنے اوس
ایمان جبری و طمعی اور معجزہ نمائی کا کیا اعتبار ہے اسی مقام سے اللہ تعالیٰ اپنے
حبیب کی صفت فرماتا ہے کہ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ظاہر ہے کہ اس ایک صفت
خُلق عظیم مین سب صفات حمیدہ اور خصال پسندیدہ کہ جنکے بیان مین ہزاروں کتب
اخلاق کے دفتر دفتر لبریز ہین جمع ہین اس سے بھی اور زیادہ واضح تر ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ
کمال ایمان سے فقط محبت اہلبیت رسالت اور خاندان نبوت کی مراد لیتا ہے کہ فرماتا ہے
قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی اب یہ نکتہ خوب معلوم ہو چکا
کہ جان ایمان اور عبادت کی محبت دلی ہے اور محبت دلی خوف و طمع سے نہین ہوتی
کہ منحصر با جبر قہر ظاہری اور مدار طمعی ہے جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا ہے چنانچہ بجبر اور اس محبت
کی تقدیم الٰہی کا ارتباط سب سے ہے جسکا بیان ہو چکا ہے اور اس محبت کو اللہ تعالیٰ نے
منحصر کیا ہے اپنے حبیب کی پیروی اور متابعت پر کہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ
فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ پس یہ ابتدا سے جذب محبت من جانب اللہ جبھی ہوتا ہے
جب ایمان اور پیروی اوس محبوب الٰہی کے بخلوص قلب اور محبت ہو اور یہ خلوص قلب
اور محبت دلی بجبر و تحکم مار مار کر نہین ہوتے اگر ہوئی بھی تو معتبر نہین کہ آخر کو بارتداد
منتہی ہو جاتی ہے اور منافقانہ ہوتی ہے اور حقیقت کیمیا اس محبت خاص کی یہ نسبت

بعد صلح حدیبیہ اور ہجرت کے سب ہزارون اہل مکہ اور مدینہ خود بخود رجوع لائے آہستہ
آہستہ بتدریج بخوشی اور خاطر اور محبت تمام ایمان لاکر جان و مال سے شریک ہوکر
باعث تقویت اسلام ہوئی چند ... نافہم کالانعام جنکی عرب جو مکہ مین باقی سب اور ترقی
دولت اسلام باہمہ تنبیہات ان جہلا کی سمجھ مین آنا دشوار تھا کہ سر دفتر اونکا ابوجہل تھا
اونکی حفظ جان کے واسطے جو تخویفًا اور تہدیدًا حکم خروج بالسیف کا ہوکہ فاقتلوهم
حيث وجدتموهم یہ بار بار قبول گردانا نہ تھا بلکہ دھمکا دھمکا کر جان بچانا اور عذاب
اخروی سے بچانا صریح تھا کہ آخرکو وہ ایمان بہ تخویف بھی بتائید ایزدی ایسا قوی تر
ہوگیا کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزارون آدمی اسلام کی راہ مین
فدا اور شہید ہوکر باعث تقویت اور رونق اسلام کی ہوئی پس بدون عقیدت قلبی
اور محبت دلی ایمان جبری ... بات کہان ۔ بعض اعراب مصداق الاعراب
اشد کفرا ونفاقا ... طرح ایمان نہ لاتے اور مقابلہ جنگ شدید ہوا
اور برابر لڑتے اونہون نے کتنی اکثر مسلمانون کو شہید کیا اور وہ بھی قتل ہوئے
بلکہ بہ معہود شہید کرنے مسلمانون کے بھی جو رجوع اور ایمان لائے بچ گئے کہ قاتل
ایمان لائے ... وحشی قاتل حضرت حمزہ سید الشہداء عم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خود
ظاہر اور معلوم ہے پس نفقا بلا دلت و علماء سے بد اور فنا سے کل کے یہ خروج
بالسیف صرف باعث حفظ بندگان خدا محض رحمت عام تھا اور جب کفار بھی برابر لڑتے
اور باعث ... تھے زبردستی بار بار قبول کرانا کی ان قاتلوا فيه فقد ... يسئلوا

یعنی حسب بشارت اور حکم حضرت مسیح علیہ السلام کے تصدیق دین محمدی کرکے بوثوق
تمام ایمان لائے ہین اور اوسی راہ صراط المستقیم پر موافق بشارت مسیحائی کی چلے
جاتے ہین اور جو لوگ کہ اس بشارت عیسوی کے باوجود ملاحظہ کرنے اپنی کتب
آسمانی کے باہمہ معجزات بینات منکر ہین او تکذیب اور تاویل کرتے ہین ملاحظہ کیا
جاوے کہ اس صورت مین تابع حکم عیسیٰ کون اور منکر او منحرف اور تکذب حکم عیسیٰ
علیہ السلام کا کون ہے فافہم و تدبر و تامل چونکہ ظہور معجزات واسطے تصدیق
اور اثبات نبوت کے یا واسطے اسکات ظاہر بینان کے ضرور چاہیے جس حالت مین
اوسکا اثبات اور تصدیق ایسے نص قطعی اور شہادت عیسوی اور معجزات بینات
بلکہ ہر قول و فعل سے ظاہر و باہر ہے اسکے سوا جو صدہا معجزات حسب درخواست
منکرین بر وقت ظاہر ہوئے اونکے بیان مین کتب مبسوطہ دفتر و دفتر پُر ہین کہ محتاج
بیان نہین بعض منکرین نے جواز راہ طنز کہا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردے
کو زندہ کرتے تھے یہ معجزہ اس آخر الزمان مین کہان ہے اوسکے جواب مین
آپ نے فرمایا کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل اسکا امتحان ایک ادنی
ترین فقراے امت سے ہوا چکا ہے کہ شمس تبریزی کی قُمْ بِاِذْنِیْ کہنے سے قبر شق
ہوگئی اور مردہ زندہ ہوکر قبر سے نکل آیا کہ آخر کار یہان بھی حکم شریعت محمدی نافذ
آیا اور بپاداش شمس تبریز پوست کھینچا گیا کہ حکایت اسکی دراز او متعارف ہی اس
مضمون کو کسی شاعر نے یون نظم کیا ہے کہ قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہ تھا اعجاز عیسیٰ لا کلام قُمْ

پادریاں بولتے ہیں اس کمال سنگ کے علاوہ جو ان میاں معجزات و دولت مرتبہ اس
حساب کا ہے کہ ادنی ادنی اولیاے اس امت کے خوارق عادات تعداد معجزات
انبیاے اسرائیل سے کم نہیں تاہم یہاں مرتبہ قرب اور نسبت الٰہی کو دیکھا چاہئے
کہ اوس نور رسالت کو نور حقیقی سے کیا نسبت اور تقرب اور کیا معاملہ تھا جسکو خود
وہ نور حقیقی صاف و صریح فرماتا ہے کہ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ
لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ سے حدوث اور نا عیاں سے معنی نور علی نور سے بیان مرتبہ
تقرب و کمال قرب نبوت با نور حقیقی پہلے اس نکتے کو بخوبی سمجھ لینا
چاہیئے کہ اگر کسی مدار المہام وزیر اعظم مقرب خاص بادشاہ کے تعریف
اور صفات میں جاہ و حشم اور دولت و حشمت ظاہری اور جلوس سواری اور
کثرت مال و خزائن اور فیلخانہ اور شتر خانہ اور اصطبل اور عمارات ظاہر سے کل صفات
اور کثرت اور رفعت اور وسعت مکان کی شان کی یہ ادنی دولت مرتبہ شان وزارت
و تقرب کا ہے ادنی مہاجن اور تجار کا جاہ و حشم اور کثرت مال و دولت ظاہری زیادہ
تر وزیر سے ہو سکتا ہے یہ درحقیقت صفات فیلخانہ اور سلاح خانہ اور عمارات
کے ہیں یہ صفات شان وزارت کے نہیں یہاں مرتبہ قرب اور نسبت خاص کو
ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ اوس وزیر اعظم کو بادشاہ کے حضور میں کس طرح کا تقرب
اور کیا معاملہ اور راز و نیاز ہے پس اسکا حال کسکو معلوم اور کون لکھ سکتا ہے
مگر کرو میاں مقرب خاص کے بیان پر چلتے ہیں لِي مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ اسم اشارہ

اسی مقام سے ہے صحبت میان عاشق و معشوق زمرے ہست + کراما کاتبین
راہم خبر نیست اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ اسی مقام سے کنایہ ہے
جب اللہ خود اس راز و نیاز کی خبر بھی دیتا ہے اور کتمان بھی کرتا ہے کہ فَاَوْحٰی
اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی اس صورت مین ایسی صحبت اور راز و نیاز کی کسکو خبر ہوسکتی
ہے آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا پس جو کچھ کہ احکام شریعت اور
اسرار حقیقت بعد صحبت معراج کی ظاہر ہوئی خود ظاہر اور متعارف ہین اور بقدر
مناسب مقام بیان ہو چکا ہے اس سے کچھ قرب منزلت اور جادہ نبوت خاص
معلوم نہ ہوا کہ ہر نبی کے واسطے احکام شریعت اور کتب اور صحائف علی قدر حال
نازل ہوئے ہین یہان تک کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے واسطے
لکھی لکھائی صحائف زبرجد پر نازل ہوئی تھی کہ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی اشارہ
اسی مقام سے ہے آرے بیا بشنو اب اس قرب منزلت محمدی صَلَّی اللّٰه
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کا اسکے مقابلے مین فقط ایک نکتہ ملاحظہ ہو کہ موسیٰ علیہ السلام کو بان
قرب اور ہمکلامی تمنا کی دیدار کی تھی کہ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ انہے اسکے جواب مین
لَنْ تَرٰىنِیْ سنا جب بہت اصرار کیا تب سنا وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ یعنی دیکھ طرف پہاڑ
کے فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا پس جسوقت تجلی
فرمائی رب اوسکے نے طرف پہاڑ کے گردانا اوس پہاڑ کو خاک سیاہ مثل انگشت سوختہ کے
اور گرا موسیٰ صاعقہ دیکھکر فقط تصریح اس معاملہ کی تفاسیر معتبرہ مین ہین اور مشاقان

اور بھی طرح لوگوں نے نظم و نثر میں بیان کیا ہے چنانچہ اس شعر کے معنی حسب
نعت احمدی کے مقام پر لاتے ہیں کچھ ہو جاتے ہیں کہ بدوں نص قطعی بیان
سا ہو ایسے خالی نہیں پائے جاتے ہیں وہ شعر مشہور ہے کہ ع تو باین ہمہ کمال
وعلی برطور گرامی ہوا ہی نگوئید آنکس کہ گشت لن ترانی ۔ اسی طرح نعت اہل
کے تمام شعر و میں جو مشہور ہو کر شریعت کو بھی الا سے طاق رکھدیا ہے اور موسیٰ
علیہ السلام سے بھی آگے بڑھ کر رویت کی رسمی میں قائل ہو گئے ہیں اور بیان
کر گئے ہیں کہ ع ارنی نگوید آنکس کہ ترا بدیدہ باشد ۔ تو کہ باسی ہیبت ۔ کرایں
جہل ترانی است ۔ پاس ہوا تو اللہ معکم اور نحن اقرب سے ثابت ہے
مگر دیدار رحیم بشارت اللہ رسمی و بیاین منافی ہے ثابت ہے کہ نص قطعی اسکے
معارض ہے وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ
أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ط اس صورت
میں دونوں شعر کے معنی میں بظاہر تردد پایا جاتا ہے کہ پہلا سے خود درست ہے
اور شعر ثانی بظاہر خلاف نص معلوم ہوتا ہے اس مقام میں چاہیئے کہ اردو
نص قرآنی مستند ہو کر مبالغہ شاعرانہ نہ پایا جائے بیان میں واقعی کیا کم ہے
اور کون بیان کر سکتا ہے کہ طرز مبالغہ شاعرانہ کو گنجائش ہو چونکہ ایسے مضامین
دماغی نہیں ہو سکتی کہ فکر خود شاعرانہ سے ادا ہو سکیں مگر یہ کہ ادھی طرف سے
مدد غیبی ہو جیسا کہ میں باسند نص قرآنی سے مدد غیبی کہ یہی معمول خامہ کا ہے

اسطرح منصوص اور مستند ادا ہوگیا تشنو تشنو سہ ارنی تراچہ حاجت کہ تو خود
حبیب جانے + خود الم تر بگو ید کہ بگفت لن ترانی + اسکو سمجھنا چاہئیے کہ کس مقام کا
مضمون ہے حضرت موسی ع نے باآن قرب و ہمکلامی ارنی کے جواب مین لن
ترانی سنا جیسا کہ مذکور ہو چکا اور یہان بحال مرتبہ محبوبیت کو دیکھا چاہئیے کہ خود
فرماتا ہے الم تر الی ربک یعنی نہین دیکھتا ہے تو اے محمد صلعم طرف رب
اپنی کے بہ بین تفاوت رہ از کجا است تا بکجا + اسی مقام سے ہے کہ بجائے خود
لکھا گیا کہ بعد اسکے واضح تر مذکور ہوتا ہے ارنی گفت چون کلیم اللہ لن ترانی شنید خود انگاہ
رتبۂ احمدی بہ بین اینجا + کہ خدا خود الم تر گفتا گرچہ لفظ الم تر عام است در الی ربک
چہ ابہام است + پس جسکا معاملہ اور راز و نیاز یہ ہو اور نسبت قرب بمنزلت ذات باری
سے صریح ظاہر اور ثابت ہو کہ خود نور حقیقی اپنے نور ذات سے بہ تمثیل نور چراغ
واسطے افہام ہم کم فہمون کے تشبیہ دے کر بتصریح تمام اپنے کلام قدیم مین
فرماتا ہے اوسکی ثنا اور مرتبہ تقرب اور نعت نوع بشر سے کسطرح ادا ہو سکتی
ہے جو کچھ کہ انسان کی زبان سے ادا ہو وہ مرتبہ اوسکی ثنا کا ہوگا کہ قطرہ
محیط دریا نہین ہو سکتا فقط یہان تک وجہین اور مصلحتین اور خوبیان
اخفای اس نور ذاتی کی پردہ بشری اور حیلہ عالم اسباب
مین بقدر مناسب مقام بیان کی گئین اب اسکے سوا اگر کسی کو
تاب سماعت ہو بسم اللہ لہذا کیفیت ظہور اس نور خدا کی بھی بقدر یسنا عبارت تو

بیان محبوب نورانی در شان حبیب ۱۲

بیان آیات قرآنی سے بیان کی جاتے ہے ع ایست کہ دل بردہ وجان راوسی
+ بسم اللہ اگر حرز سلطنت کے را + بہت سو بستو ای نور حدار و رسل اندروست
فرمادا + نگذار کہ نصری تو سہم عدارا + قند مکرر + ای خامہ ادب کش کہ مقام ادب
این + وقت رقم حال رسول عربست این + ایجاد رسر مکی لسن تحل است ایما
مکرر شہ حولت ماسی عنصر است این + سرکش سخن مختصر از حال محمد + صلیت
علیہ وعلی آل محمد + وہ روز قیامت کا کہ بمصداق کان مقدارہ خمسین الف
سنۃ پچاس ہزار سال کا ایک دن ہوگا سب آسمان شق ہوجاویں گے کہ
اذا السماء انشقت اوسکا بیان ہے اور سب ستارے جھڑ پڑیں گے کہ واذا النجوم
انکدرت اوسکی نشان ہے اور سب آسمان اسطرح سے لپیٹ لیے جاویں گے جیسے
مکتوب کاغذ کے کطی السجل للکتب اوسکی خبر ہے اور زمین تہ وبالا ہوگی
مثل طلاطم امواج کے اذا زلزلت الارض زلزالھا اوسکا اثر ہے جسکی ہیبت
سے سب زنان حاملہ کے حمل اسقاط ہوجائیں گے اور مائیں اپنے لڑکوں کو دودھ
پلانا موقوف کرکے زمین پر پٹک دیں گی اور سب آدمی اسطرح سے بیہوش وحواس
ایک دوسرے پر گر پڑیں گے جیسے کوئی نشا پیے ہوتا ہے جسکی کیفیت اللہ تعالی
یوں بیان فرماتا ہے کہ ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم یوم ترونھا
تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملھا
وتری الناس سکاری وما ھم بسکاری ولکن عذاب اللہ شدید

اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر اڑتے پھرین گے جیسے روئی کے گالے دھنکنے مین قال
تَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ اوسکا بیان ہے اور شان قہاری اور کبریائی
و عظمت جبروت تمام جوش مین ہوگی اور فرشتے صف بصف ہر طرف استادہ اور
دوزخ بجوش و خروش تمام هَلْ مِنْ مَزِيدٍ کہتے ہوئے حاضر کی جاوے گی اور
قریب تر ہوگا کہ دوزخ خوش غیظ و غضب سے شق ہوجاوے تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ اور
سب خلائق اولین و آخرین از آدم تا آندم جن و انس طیور و حوش حاضر ہون گے او وقت
سب پردہ ہائے غفلت اوٹھ جاوینگے اور آدمی کمال حسرت سے کہین گے کہ کاش
پھر دنیا مین پیدا ہوکر تدارک اور تلافی گناہون کے کرتے اور عبادت الٰہی مین مشغول
رہتے مگر اوس وقت حسرت اور تذکر سے کیا ہوتا ہے کہ اللہ فرماتا ہے كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ
دَكًّا دَكًّا وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ
الْإِنْسَانُ وَأَنَّى لَهُ الذِّكْرَى يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ
عَذَابَهُ أَحَدٌ ط وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ الخ ایسے وقت مین خیال کیا جاوے کہ مخلوقات
مضطر و پریشان ترسان و لرزان خصوصًا بنی آدم پہلے حضرت ابو البشر کو علیہ السلام کے پاس پھر اور
سب انبیا کے پاس بترتیب جاکر اپنی شفاعت کے واسطے درخواست کرینگے اون سبکو آپ سے زیادہ مضطر اور پریشان
بحال خود مبتلا اور نادم نفسی نفسی گویان پاوینگے کہ نزدیک اون کے پیش حیرانی اور ماں باپ دوست دور دور کھڑے ہو
دور بھاگین گے کہ اللہ فرماتا ہے يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ
الخ جسکا دوستی کا گمان تھا وہ دشمن جان ہو جاوے گا یہان تک کہ عاشق اپنے

بعرصہ محشر دین گے جب وہ جمال جہان آرا محض رحمت اور رافت نور مجسم عرصہ محشر مین جلوہ افروز ہوگا اوسوقت آفتاب محشر باہمہ گرما گرمی اس فروغ نوراً علی نور کے سامنے درہم پیچیدہ ہوکر پردہ حجاب مین آجاوے گا اور مفہوم معنی اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ کا ہویدا ہوگا اوسوقت ظہور اس نور مستترہ پردہ بشری کا ہوگا اور مرتبہ قرب منزلت اور غر درجاہ اس وزیر اعظم کا بہ پیشگاہ کبریائے شہنشاہ علی الاطلاق ظاہر ہوگا کہ انبیاے اولوالعزم کو غبطہ ہوگا کاش ہم اسکی امت مرحومہ مین نہ ہوتے جیسا کہ پیشتر مذکور ہوچکا ہے ؎ کاش می بودند شان ورامت مرحومہ اش این تمنا بود ہر یک را بدل از مرسلین + بالیقین برامت دیگر حرام آمد بہشت + تا نگردد امت او داخل خلد برین + اب یہان معنی لفظ اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ کو بخوبی ذہن نشین کرنا چاہیئے کہ نکتہ بہت باریک ہے یعنے کُوِّرَتْ کے معنی درہم پیچیدن جسکی ہندی لپیٹ رکھنا اور ترجمہ اُردو مین تہہ کرنا آفتاب کا لکھا ہے پس نکتہ باریک یہان یہ ہے کہ آفتاب قیامت کی شدت حرارت منصوص اور ضرب المثل ہے کہ سوا نیزے پر ہوگا وہان لپیٹ رکھنا اور تہ کرنا آفتاب کا کیسا کہ وقت گرم بازاری آفتاب کا وہی ہے پس اسکے معنی سواے اسکے نہین ہوسکتے ہین کہ آفتاب کی حرارت ناری گرما گرم جہان سوز نمونہ دوزخ اور یہان اس نور نبوت کی روشنی کی صفت لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلٰی نُورٍ پھر نار کا وجود نور کے سامنے کہان باقی رہتا ہے اس سے اطفاے حرارت اور لپیٹ رکھنا اور سرد اور بے ضیا ہوجانا آفتاب کا

نام نادم گنہگارین سے اور ہر ناخواندہ کو استعداد ادراک مضمون اور قراءت نامہ اعمال کی
دینگے تاکہ آپ اپنے نامہ اعمال کو پڑھ کر اپنے دلمین سمجھ جاوے اور کسی پر اوسکا پردہ نہ
کہلے اور اہل عرصات کے سامنے فضیحت نہو اور اوس رحمت محض کو اپنے امت کے
گناہ سے حجاب نہو جیسا کہ اللہ فرماتا ہے اِقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ
عَلَيْكَ حَسِيبًا یعنی پڑھ اپنے نامہ اعمال کو کفایت کرتا ہے تیرا نفس آج کے روز محاسبہ
کرنیوالا فقط اب ملاحظہ ہو کہ گنہگار فاسق روسیاہ بیحیا کی پاسداری اور فراجداری
اور پردہ داری اور مروت کی کیا وجہ ہے کہ خود فرماتا ہے وَلَا تَأْخُذْكُمْ
بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ
اور رحم بیچ جاری کرنے حد شرع کے اگر ہو تم ایمان لانے والے ساتھ اللہ کے
اور روز آخرت کے اور چاہیے کہ دیکھا جاوے حد مارنا اونکا گروہ مومنین کو
الخ فقط پس جس حال مین واسطے تنبیہ اور تعذیر اور تشہیر ایک گناہ کے یہ حکم منصوص
ہوا اس قسم کے ہزارون گناہان عظیم کا ایسے روز تعذیر عام مین کہ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ
اوسکی شان ہے اسطرح پردہ اور عفو کرنا سواے روداری اور فراجداری ایسے
حبیب رحمت محض کے اور کون وجہ ہے پس ملاحظہ کیا جاوے کہ کیا قرب منزلت
اور عز و جاہ اور حفظ مراتب اور پاسداری ہے تا گناہان شیشہ امت مایہ حجاب اوس
محبوب الٰہی کی نہووین اسی مقام سے یہ مضمون مناجات کا ملاحظہ کرنا چاہیے

بیان مضمون حدیث صحیح

حدیث صحاح ستہ سے ہے کہ سو درجے اللہ کی رحمت کے ہین کہ ایک درجہ اوسمین سے سب مخلوقات ناطق مطلق اور سب ذوی الارواح کو عطا ہوا کہ اوسکی تاثیر سے سب اپنے اپنے بچون کی کس کس طرح پرورش کرتے ہین اور کمال عشق و محبت سے ایک دوسرے پر فدا ہوجاتا ہے کہ سب حکایات او رمعاملات عشاق حقیقی اور مجازی نمونہ اوسی تاثیر کا ہے اور قیامت کے دن بروز جذبہ محبت کلی کہ ننانوے درجے زیادہ ہے بحکم اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ یہ رحمت اور محبت تمام ذوی الارواح سے سلب ہوکر اوس رحمت کلی سے شامل ہوکر پورے سو درجے کامل ہوجاوین گے یہان سب ذوی الارواح مین ایک دوسرے کا جو دوست جانی تھا دشمن جانی ہوجاوے گا جیسا کہ از روے آیات قرآنی اوبر مذکور اور منصوص ہے پھر اوسوقت روز محشر مین جب اوس حلیم و صبور و قادر مطلق کو اس قدر مدت دراز کے بعد باہمہ طاقت او رقدرت حلم اور صبر کرتے کرتے یکبارگی غیظ و غضب آویگا اور شان قہاری باہزاران جلالت اور جبروت جوش مین آئے گی کہ

س بہ تہدید گر برکشد تیغ حکم + بماند کروبیان صم و بکم + اور اصل بناے اس کمال غضب کی معرکہ کربلا ہوگا کہ شرح اسکے رسالہ اسرار کربلا مین واضح تر بیان کی گئی ہے کیونکہ اس سے زیادہ تر ظلم و شقاوت عظیم تر کمتر روی زمین پر نشان دیتے ہین

س تا چرخ سلفہ بود خطاے چنین نکرد + بر ہیچ آفریدہ جفاے چنین نکرد

اوسوقت مین وہ نور ذاتی رحمت محض اون سو درجے تمام و کمال رحمت سے مجسم ہوکر جلوہ ظہور ریکر کے اپنا کام فرمائے گا جیسا کہ دل جانتا ہے کہ کام زبان کا نہین جو بیان

کرنے کی تمنا ہوئی تھی اس شام میں ماہ ولد بشان محمدی دیکھنا اور صحابہ
کرکے کا مرتبہ اور کیا مقام اور کیا خود ماہ اور قرب مسرت سے یہیں اس ہوروالی کی
ہوگا اس یہ ہے کہ اس عالم عقبات اموت میں یہ دولت ہی اور ہزاروں حجات عالم
اسباب میں دیا ہوا تھا سو لسم اللہ اگر بات نفرت کی رہ اور متعلقین اس انبیا
اسپستار کی بیشتر سماء سے ہوئی جو کہیں میں آ جو دو حقیقی بھی با مہ طور کا بد
دیدہ عبارت تاحیات عالم باموت میں مسالح مسترہے کہ تفریح اسکی در اسبہ
کتاب روتیہ الحق اور ظہیر الدارین میں واضح ترجمہ کاش سے برآمد ہوگیا ہے
ولکم فیہما آدم پر اصل جس اسقاط اس حدیث مترتب مذکورہ بالاکے یہیں
اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَمِنْهَا رَحْمَةٌ يَتَرَاحَمُ بِهَا الْخَلْقُ بَيْنَهُمْ وَ
وَتِسْعُوْنَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ اب یہاں سے اور کمال فایدہ کی بات
جو ایسے روز بکار آمد ہو سمجھنا چاہیے کہ اسی زندگی دنیا میں
اوسکا وقت ہے یہاں بونا و ثمرہ پانا یہی سبب دعا و ثناء
اور عبادات اور استغفار اور خیرات اور حسنات اور اعمال صالح کا کام اور استخفاف اور حسنات
حسنات کا آمد ہوگی دنیا تک ہر آنی واسطے اسکا نام مزرع عاقبت ہے یعنی کھیتی
دنیا البقا رسید او حیات ہر کس تخم حیات بونے کی محل ہے جب فصل روز کی باقی
رہی پھر وقت درو کرنے کے سوائے حسرت کے کیا ہے کہ اسے اموات زندگی
سے ایک فاتحہ کے محتاج ہیں خصوصاً روز قیامت میں محتاج ہرکہ کوئی فاتحہ

پڑھنے والا ابھی زندہ نہیں گا اوسوقت سواے حسرت اور افسوس تمام کے کیا ہوگا
اسی واسطے یوم التغابن اوس کا نام ہے ع ہجر تغابن و حسرت دگرچہ خواہد بود
دران زمان کہ زحسرت نمیکشاید کار چنانچہ اللہ تعالی اوس روز کی شان بیان فرماتا ہے
جیساکہ اوپر مذکور ہوچکا ہے یَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى
يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ الخ یعنی اوسوقت انسان متنبہ ہوکر نصیحت پذیر
ہوگا پھر کہاں ہے واسطے اوسکے نصیحت پذیری اور بکمال حسرت اور ندامت سے کہیگا
کہ کاش پھر میں دنیا میں زندہ ہوتا تا استغفار اور عبادات اور تلافی مافات کرتا
جو آج کے روز کام آتا افسوس اوس زندگی دنیا کی کہ فصل بونے کی تھی کچھ قدر
نہ جانی اور تمام عمر غفلت میں گزرانی اب کہ فصل کاٹنے کی نہ رہی اور درو کا وقت آیا
کیا کرسکتے ہیں پھر اوس وقت اس حسرت سے کیا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے
فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗ اَحَدٌ الخ یعنی ایسے وقت میں نہ عذاب کریگا مثل
عذاب خداکے کوئی الخ اب اسکو سمجھنا چاہیئے کہ جب اوسوقت کا حال یہ ہے اور اختیار
بندگی کی مرتے ہوے ہوجاتی ہے جیساکہ مذکور ہوچکا پھر اب سواے اسکے کیا چارہ ہے
کہ جو کچھ ہوسکے اسی زندگی دنیا میں کرلینا چاہیئے کہ ظاہر ہے اور سب جانتے ہیں اور
بقدر توفیقات الہی حسنات اور عبادات بھی تا امکان کرتے ہیں مگر مناجات ایسے
وقت خاص کے واسطے بھی کچھ چاہیئے کہ اوسکا مضمون ایسے وقت کے مناسب ہو
چونکہ اوسوقت خاص میں کچھ ساعت نہوگی کہ مشت بعد از جنگ ہے نہ مجال سخن ہوتا

کنون چہ چارہ ولی بدست اشفا
چہ چارہ کہ وعدۂ لا تقنطوا شنیدہ ام شامل
چہ در شبہ گنہم پیش رحمت غفار
بگیرند حال شود آنزمان کہ در محشر
کل یعمل علی شاکلتہ
بہ مشرکم بگنہ معترف بدل خجلم
کہ دشمن تو شود دوستِ حبیب تو بیزار
چو کامیاب و دوست دشمنت ناکام

وہم گناہ کہ مہر شفاعتم برجاست
برائے مغفرت از لا تقنطوا الہی اوار
یکی ز رضا کہ بقول نبی ز رحمت تو
عیان شود نبود و نہ بقیہ اش یکبار
کند بقول تو ہر شی عمل بشکل خویش
کریم را فقط این حیلہ ہم بود بسیار
بعفو جرم حبیب تو خویش عدو مسرور
چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

بروز حشر نباشد چگونہ یاور و یار
تو گفتہ سبقت رحمتی علی غضبی
علی العموم بدنیا است انکش آثار
مضمون شعر با استظہار شماسا کہ
بشکل تو ز تو رحمت بشکل من کردار
اگر عذاب کنی لائقم ولی دریاب
زہر دو آنچہ پسند آیدت تو ئی مختار
اس مضمون قیامت اور ظہور

نور والی کو قطعہ صراط المستقیم میں خامہ کاتب سے یوں ادا کر دیا چند اشعار اس قطعہ کے مناسب مقام کے یہاں لکھے جاتے ہیں

جلالت و عظمت کبریائے جبروت
در آن زمان کہ ہم برزند ارض و سما
در آن زمان کہ بود کل من علیہا فان
دمد بصور سرافیل نفخہ آخر را
جواب نیز کہ للہ الواحد القہار
بجز شفاعت امت نہ جرأت و یارا
جواب انبیا ہمہ نفس خاص خود حیران
الٰہی دگر کنی کار رحمت خود را

دمی کہ جلوہ کند جل شانہ ابدا
در آن زمان کہ تزلزل فتد بروح و ملک
ترا بقا و ہمہ لا تذر و لا تبقی
در آن زمان کہ زند جوش شان قہاری
بذات خویش تو گویا شوی و خود شنوا
در آن زمان کہ بگویند انبیا نفسی
یکی بہ امت خود کردہ نفس خویش فدا
در آن زمان بجناب کرا مجال سخن

در آن زمان کہ بیک نیزہ آفتاب رسد
در آن زمان کہ در آید بلرزہ عرش علا
مگر تو باز پی بعث و نشر زندہ کنی
در آن زمان لمن الملک خیزد از تو صدا
در آن زمان کہ اولو العزم را بلرزد دل
مگر یکی کہ فقط امتی بود گو یا
مگر فقط تو حبیبی و رحمتی عبدی
مگر کسی کہ بود در مقام محمود آ

حکم ہے اور سکے اجر اور ثوابات طرح طرح کے موعود اور منصوص مین مگر کسی عبادت اور
عمل کو اپنے طرف نسبت نہین کرتا ہے کہ ہم بھی یہ عبادت کرتے ہین تم بھی کرو یہان مرتبہ
درود کا ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالی اپنی طرف اور ملایک کی طرف نسبت فرماتا ہے کہ اِنَّ
اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الخ جیسا کہ پیشتر ابتدای کتاب مین بتوضیح تمام
بیان ہو چکا ہے اور یہ درود بھیجنا اللہ کا مثل درود ملایک اور انسان کے متصور نہو
بلکہ انسان اور ملایک کی طرف سے فقط دعا اور استغفار
گفتار زبانی ہو اور اللہ کی طرف کردار یعنے رحمت بھیجنا اور مغفرت
کرنا اب یہ نکتہ سمجھنا چاہیے کہ ہرگونہ رحمت الٰہی ازل سے اوس رحمت مجسم
پر ختم ہو چکی جیسا کہ منصوص اور مذکور ہے پھر ایسا رحمت محض ہم بندون گنہگار سراپا
تقصیر کی دعا کا اور طلب رحمت کا کب محتاج ہے کہ جسکے واسطے اسقدر اجر و ثوابات
اور اجر و فضائل معین اور تاکید سے حکم خدا ہے یہان تک کہ سنے تقدیم اور تاخیر درود کے
دعا کمتر قبول ہوتی ہے پس سر اس نکتہ کو اور وجہ اس قدر کثرت اجر اور تاکید کی سمجھنا
چاہیئے یہ نکتہ بدون تمثیل واضح سمجھ مین نہین آسکتا اور تمثیل یہ ہے کہ جیسا والد
مہربان تمام سب نعمت اور دولت اور فضائل اور کمالات بیحد و حساب اپنے فرزند
محبوب کو دے چکا اور جو کچھ کہ نعمت اوسکے پاس ہے سب واسطے اوسی فرزند محبوب
کے ہے کسی ادنی کے کہنے اور دعا مانگنے پر کیا موقوف ہے مگر جو کوئی کسی سکے فرزند
محبوب کے واسطے دعاے خیر کرتا ہے اور اوسکے طفیل اور تصدق مین کوئی خیر مانگتا ہے

کس قدر اوسکی والدہ مہربان کو لیسا او خوش آتا ہے اور وہ بیر مطلوب سائل کو کوئی تمام عطا
کرتا ہے سر جدا اوس والدہ کے خیر کا اوسکا درود مقام میں کہ سب سے بڑھ کر عوض اوسکو حاصل
سبب اور اگر مدد طلب حاجت کوئی کسی کی در محبوب کو دعا ہے جو صدق دل سے دیتا
اور اوسکے والد مہربان کو بھلا معلوم ہوتا ہے کو وہ سب چیزوں کی اوسکی درد کو
تمام حاصل ہیں پس حبیب حق تعالیٰ نامہ لیست ثواب اور اجر درود کے ملاحظہ ہو
حقیقی کا خوش اور راضی ہونا اسی کا نام ثواب ہے اس آیۃ سے مرتبہ محبوبیت اور مقام محمدی
کو سمجھنا چاہیے کہ جسکے دعا گو کے واسطے اجر اور مرتبہ اوسکا کیا شان اور رتبہ ہوگا اور
دعا کا قبول ہونا تسمول ہے اس راہ سے مسلم ہے کہ درود کا مقبول ہونا مسلم پس جب
دعا کے اول آخر درود ہو اور درود مارہ خوشنودی خدا کا جیسا مذکور ہو چکا پس شان
اوس کریم کی کہ مقتضی ہے کہ فقط درود اول و آخر کا قبول کر لیوے اور دعا جو وسط
میں ہے رد کیوے پس بالضرور ہمراہ درود کے دعا کا قبول ہونا مسلم ہوا جیسا لکھا ہے
قَالَ اَبُو سُلَیْمَانَ الدَّارَانِیُّ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّسْئَلَ اللّٰہَ حَاجَۃً فَلْیَبْدَءْ بِالصَّلٰوۃِ
عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ الصَّلٰوتَیْنِ وَھُوَ اَکْرَمُ
مِنْ اَنْ یَّدَعَ مَا بَیْنَھُمَا بیان جان سخن اسیجا حال جس کو سمجھنا چاہیے
کہ جب کسی مرد کے منہ سے نکلا کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ معنی اسکے ظاہر یہ کہ اے
اللہ رحمت بھیج اوپر محمد کے فقط اس دعا کا فوراً اللہ تک پہونچنا مسلم اور اللہ کو خوش
آنا اور قبول ہونا بھی مسلم پھر وانی اوس دعا کے فوراً رحمت بھیجا اور جلیسا کی سلام

تمام مراتب رحمت کی آپنے حبیب پر ختم کر چکا ہو مگر چونکہ کسی حال مین اوسکے درجات رحمت مین
کمی متصور نہین ہے جس قدر بندے کے منہ سے یہ دعا نکلتی جاے گی فوراً قبول ہو کر رحمت
خدا کی اوسکے حبیب کو پہونچتی جاے گی کہ فلان ابن فلان نے یہ دعا مانگی اور طلب
رحمت اس عبارت سے کی لہذا موافق اوسکی دعا کے رحمت خدا کی پہونچتی ہے اب اس
مرتبے کو دیکھنا اور سمجھنا چاہیے کہ اللہ کا خوش ہونا اوسقدر اور اوسکے حبیب کے پاس اوس
تحفہ درود کا مرسلہ خدا بدوش ملایک پہونچنا اس طرح بقید نام درود فرستندہ پس اس
مرتبے کو دیکھنا اور سمجھنا چاہیے بلکہ حدیث صحیح مین یہ وارد ہے کہ وہ درود خود جس طرف
کو جاتا ہے کہتا جاتا ہے کہ مین درود بھیجا ہوا فلان ابن فلان کا ہون کما قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد صلی علیّ الا خرجت الصلوة مسرعة
من فیه فلا یبقی بر ولا بحر ولا شرق ولا غرب الا وتمر به وتقول انا
صلوة فلان ابن فلان صلی علی محمد المختار خیر خلق اللہ فلا
یبقی شیء الا وصلی علیه ویخلق اللہ من تلك الصلوة طائرا له سبعون
الف جناح فی کل جناح سبعون الف ریشة فی کل ریشة سبعون
الف راس فی کل راس سبعون الف وجه فی کل وجه سبعون
الف فم فی کل فم سبعون الف لسان من کل لسان یسبح اللہ تعالی
بسبعین الف لغات ویکتب اللہ له ثواب ذلك کله
ترجمہ نہین کوئی بندہ کہ درود بھیجا اوسنے اوپر میرے مگر یہ کہ نکلا درود اوسکے منہ سے جلدی تمام

تمام نہیں باقی رہتا کوئی جنگل اور دریا اور مشرق و مغرب مگر یہ کہ پہنچتا درود وہاں
سے اور کہتا ہے درود یہ کہ میں درود ہوں فلاں ابن فلاں کی طرف سے کہ درود
بھیجا ہے اوسنے اوپر محمد مختار خیر خلق اللہ کے پس نہیں باقی رہتی ہے کوئی چیز
مگر درود بھیجی ہے سب نے اوپر درود بھیجنے والے کے اور پیدا کرتا ہے اللہ تعالی
اوس درود سے پرندہ کہ ستر ہزار اوسکے بازو ہیں اور ہر بازو میں ستر ہزار پر ہیں اور
پر میں ستر ہزار سر ہیں اور ہر سر میں ستر ہزار چہرے ہیں اور ہر چہرے میں ستر ہزار
منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبان ہیں ہر زبان سے تسبیح کرتا ہے اللہ تعالی کی
ستر ہزار لغتوں میں اور لکھتا ہے اللہ تعالی واسطے اوس درود کہنے والے کے
ثواب ان سب تسبیحات کا تمام وَعَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ
وَجْهَهٗ وَرَضِيَ اللّٰهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى
عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَعَهٗ نُوْرٌ لَوْ قُسِّمَ ذٰلِكَ
النُّوْرُ بَيْنَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ لَوَسِعَهُمْ ترجمہ منقول ہے جناب امیر المؤمنین
علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جس شخص نے درود بھیجا اوپر میرے بیچ روز جمعہ کے سو مرتبہ آویگا وہ شخص روز
قیامت میں ساتھ اوسکے نور ہوگا کہ اگر تقسیم کیا جاوے وہ نور درمیان تمام خلق کے
ہر آینہ وسیع تر ہوگا وہ نور تمام خلق وَرُوِيَ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ
قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً تَعْظِيْمًا لِحَقِّيْ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ ذٰلِكَ الْقَوْلِ

ملکاً لہ جناح بالمشرق والاخر بالمغرب ورجلاہ مقرونتان فی الارض السابعۃ السفلی وعنقہ ملتویۃ تحت العرش یقول اللہ عزو جل لہ صل علی عبدی کما صلی علی نبی محمد فھو یصلی علیہ الی یوم القیمۃ ترجمہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے درود بھیجا اوپر میرے درود تعظیم میرے حق مین پیدا کرتا ہے خدائے عزوجل اوس قول سے فرشتہ کو واسطے اوس فرشتے کے ایک بازو مشرق تک اور دوسرا بازو مغرب تک اور دونون پاون اوسکے نزدیک ساتوین زمین کی جو سب زمینون کے نیچے ہے اور گردن اوس فرشتے کی ملتوی ہے عرش تلے سے کہتا ہے اللہ تعالی اوس فرشتے سے کہ درود بھیج اوپر بندے میرے کے جیسا کہ درود بھیجا ہے اوس بندے نے اوپر نبی میرے محمد کے پس وہی فرشتہ درود بھیجتا ہے اوپر اوس بندے کے روز قیامت تک فقط یہ فقط تین حدیثین اونکے از بسیار بطور المونہ کے کتاب معتبر صحاح ستہ سے لکھے گئے ہین کہ مقدمہ دلائل الخیرات مین بھی مرقوم اور اللہ تعالی کا بھی درود بھیجنا اوس درود بھیجنے والے پر مسلم ہے کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی مرۃ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشر مرات ومن صلی عشر مرات صلی اللہ علیہ مائۃ مرۃ ومن صلی علی مائۃ صلی اللہ علیہ الف مرۃ وحرم اللہ جسدہ علی النار وثبتہ بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ عند المسئلۃ وادخلہ الجنۃ

وَجَاءَتْ صَلَوَاتُهُ عَلَيَّ نُوراً لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الصِّرَاطِ مَسِيرَةَ خَمْسِمِائَةِ
عَامٍ وَأَعْطَاهُ اللهُ بِكُلِّ صَلَوةٍ صَلَّاهَا عَلَيَّ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ قَلَّ
ذٰلِكَ أَوْ كَثُرَ ترجمہ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے
درود بھیجا اوپر میرے ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اوپر اوسکے اللہ تعالی دس مرتبہ
اور جسنے درود بھیجا اوپر میرے دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اوپر اوسکے اللہ تعالی
سو مرتبہ اور جسنے کہ درود بھیجا اوپر میرے سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اوپر اوسکے
اللہ تعالی ہزار مرتبہ اور جسنے کہ درود بھیجا اوپر میرے ہزار مرتبہ حرام کرتا ہے اللہ تعالی بدن
اوسکا اوپر آتش دوزخ کے اور ثابت کرتا ہے قول ثابت سے بیچ زندگی دنیا کے یعنی وقت نزع
میں کلمہ شہادت اور ایمان پر ثابت اور مستقل رکھتا ہے اور لامحالہ استحقاق جنت کا پیدا کر
اور ثابت رکھتا ہے اوسکو اللہ تعالی آخرت میں نزدیک سوالات کے اور داخل کرتا ہے
اوسکو جنت میں اور لائی جاتی ہے درود صلوۃ اوسکی اوپر میرے اس طرح سے کہ نور
ہوتا ہے واسطے اوسکے روز قیامت مین اوپر پل صراط کے پانچ سو برس کی راہ تک اور
عطا کرتا ہے اللہ تعالی صلوۃ بھیجنے والے کو بقدر تعداد اور شمار ہر درود کے کہ بھیجا ہے
اوپر میرے قصر بیچ جنت کے کم ہو اور یا زیادہ بقدر اوس تعداد سے جو دکھا ہو فقط
پس اس قدر فضائل درود اور ثواب بے حد و انتہا کی وجہ یہی ہے کہ بندہ اللہ تعالی بیچ
مراتب رحمت و کرم کے اوس رحمت مجسم پر ختم کر چکا وہ کسی اور بندہ کو نصیب نہ ہوگا درود کا تمام
نصیب مگر کمال مرتبہ لطف و محبت اور پیار کو اس تمام سے سمجھنا چاہئے کہ کیا معاملہ ہے محبوب

کے ساتھ ہے کہ اوسکی دعا گویون کے ساتھ یہ معاملات اور عطیات ہین فائدہ مخفی نرہے
کہ جس حالت مین سننے درود انسان کی طرف سے دعا ہے اور دعا عام ہے
ہر ایک کی دعا بقدر نسبت اور محبت اور خلت اور خصوصیت ہوا یہ نسبت اور مقام ہر ولی صاحب
نسبت کیطرف سے درود جداگانہ ہے کہ احصا اور تصریح اور علم اسکا باختیار بشر
نہین اکثر ارباب نسبت کو جداگانہ درود معینہ خاص حالیہ سے فیضان اور برکات عالی
حال پونہچے ہین کہ وہ درود و صلوۃ ماثورہ منقولہ معینہ کے سوا ہین جیساکہ درود اکبر
اور درود مشتاق اور درود اعظم درود معظم درود رویت درود محبت درود حاجت درود
کبریت احمر علی ہذا ہر درود کی اسناد اور معاملات اور امتحانات جدا ہین کہ تفصیل اوسکی
دراز اور محتاج بیان نہین خصوصاً درود تنجینا کہ ادعیہ ماثورہ مین داخل ہے اور تجربہ
اوسکا واسطے نجات جہاز طوفانی کے متفق علیہ ہے وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ
ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ اِلَّا اِيَّاهُ الغرض جو حدیث مذکورہ بالا مین صفت درود کے بلفظ
تعظیما لحقی بقید اسناد مصرحہ بالا مذکور ہے غالبا کہ درود تعظیمی بقدر حال اور نسبت اولیاء
اللہ کے اکثر ہون کہ درود اعظم اور درود معظم اسی مقام سے ہے چنانچہ کاتب الحروف
کو بھی ایک درود مختصر ایک صاحب دل سے سینہ بسینہ پونہچا ہے کہ بنظر معنی اور مضمون کے
امید خدا سے ہے کہ فوائد اسناد مذکورہ بالا اوسکی مداومت مین بخوبی حاصل ہون اور شرف
رویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم او سپر مزید الفاظ عبارت درود تعظیمی یہ ہین
اللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ بِنُورِ وَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ مَلَاَ اَرْكَانَ عَرْشِ اللّٰهِ

بیان فائدہ جلیلہ متعلقہ درود واسطے اظہار درود واسطے بشارات اعدا

کمال محبت اور تمنا سے رویت پیدا ہے وہ درود خاص یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی
سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِرَحْمَتِکَ الْعُظْمٰی جَمَالَکَ الْعَلِیّ
بِتَجَلِّیْکَ الْاَوْلٰی یَا سَیِّدِیْ اَنْتَ حَامِدٌ مَحْمُوْدٌ وَّلَا طَاقَۃَ لَنَا بِوَصْفِکَ وَلِقَائِکَ
یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ مَطْلُوْبِیْ وَمَطْلُوْبُ الْھَنَا آہ آہ حَسْرَتَنَا اَرِنِیْ جَمَالَکَ لِلّٰہِ لِلّٰہِ ط
اسی طرح سے درود نور ذاتی ہے کہ بشرط طہارت باوضو بالائی جانماز سر جانب قطب کیطرف
راست رو بقبلہ بطہارت کامل اور بقطر اگر اس درود کو پڑھتے پڑھتے سو جاوے امید خدا سے
کہ رویت جمال جہان آرا سے محروم نہ ہے وہ درود نور ذاتی یہ ہے اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النُّوْرِ الذَّاتِیِّ السَّارِیْ فِیْ جَمِیْعِ اٰثَارِ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا ط مراد ان چند درود کے لکھنے سے یہ ہے کہ اسطرح کے
بہت درود جدید و حساب سوائے درود معینہ ماثورہ کے ہیں ایک کی اسناد اور تجربہ جدا ہیں
اور سب درود معینہ کتب متداولہ حدیث میں متعارف ہیں کہ محتاج بیان نہیں خصوصاً درود
مشتاق کہ محض واسطے رویت کے خاص ہے حضرت محقق دہلوی علیہ الرحمہ اس صیغہ سے
لکھتے ہیں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِجَلَالِ وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ اَنْ تُرِیَنِیْ فِیْ مَنَامِیْ وَجْہَ
نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُؤْیَۃً تَقَرُّ بِھَا عَیْنِیْ وَتَشْرَحُ بِھَا صَدْرِیْ وَ
تَجْمَعُ بِھَا شَمْلِیْ وَتُفَرِّجُ بِھَا کُرْبَتِیْ وَتَجْمَعُ بِھَا بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
فِی الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی لَا تُفَرِّقُ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ اَبَدًا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط اس درود
کے شرف اور اسناد اور فضائل خود معنی اور مضمون سے ہویدا ہیں طریق اسکے پڑھنے کا خاص

تخصیص فرمائی ہے وہان محض درود و سلام علی النبی مراد ہے نہ نماز اور اسپر ترقی یہ ہے
کہ یہ عمل خاص اپنی طرف اور اپنے ملایک کی طرف منسوب فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ
یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الخ یہ تخصیص نماز کی واسطے کہین نہین وارد ہے پس جس جس مقامات
مین صنعت اور لفظ صلوٰۃ کی کلام اللہ مین وارد ہے وہ صنعت معناً درود کی طرف بھی
بخوبی منسوب ہو سکتی ہے مثلاً اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ یا اَقِمِ الصَّلٰوۃَ بصیغہ جمع خواہ مفرد یا
اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْفَحْشَآءِ الخ یا سوا اسکے جہان لفظ صلوٰۃ کی وارد ہو
وہان ہر چند بصراحت معنی ظاہر بھی نماز مراد ہے الا اگر مفہوم معنی درود کے وہان مراد
لیکر وہ سب صفات منسوب کیئے جاوین ملاحظہ ہو کہ کچھ فتور معنی مین نہین پیدا ہوتا ہے
بلکہ لطف عجیب پیدا ہوتا ہے کہ فَہِمَ مَنْ فَہِمَ پس یہ ہر نکتہ
رمز و کنایہ ابلغ التصریح کلام اللہ مین ہے کہ اللہ تعالی پردہ لفظ صلوٰۃ ذو معنیین مین صفت
درود و سلام علی حبیبہ فرماتا ہے ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ۔ گفتہ آید در حدیث دیگران
(یعنی جیساکہ نماز ناہی منکرات ہے مداومت درود بدرجہ اولی امتحان رسیدہ ہے بالفظ
اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ سے تاکید مداومت درود کی بھی اگر سمجھی جاوے نص قطعی اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ
یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الخ اسکو قوت دیتی ہے غرض کہ صلوٰۃ کے دونون معنی ہر جگہ پر پیدا
اور پوشیدہ مین یہ منتہاے صنعت بیان کا ہے پس جیساکہ دنیا کی ہر معاملات مادہ و بود
مین پردہ بشری اور پردہ ہاے عالم اسباب کی رعایت ملحوظ ہے وہی رعایت اس لطافت
بیان اور رمز و کنایات مین بھی ملاحظہ ہو کہ کس لطف و بیان سے ہے فَاَفْہَمْ وَتَدَبَّرْ کہ

مضمون قیامت پر دلالت قوی کرتے ہین نہ معجزہ شق القمر پر اور سب معجزات نمایان متعارفہ مثل شہادت سنگریزہ ہا اور سوسمار اور کلام شجر و حجر کہ بحید و حساب مین کسیکا کلام العدد مین مذکور ہین اسکے وجہ اور مصلحت تو بجاے خود مذکور ہوگی بالفعل اس قدر سمجہ لینا ضرور ہے کہ بعض منکرین نبوت کو نا واقفون کے دہوکا اور مغالطہ دینے کے واسطے اس مقام مین خوب حیلہ ابلہ فریب بہم پہونچتا ہے لہذا اسکی وجہ کچہ بیان کرنا ضرور ہے تا ہر نا واقف لاعلم کو عجز جواب معقول سے بجاے خود نہو اور دہوکا اور مغالطہ نہ کہاے یہ دہوکا اسطرح کا ہے کہ جیسے کوئی شخص واسطے مغالطہ عام کے فتوی پوچہے کہ مرغی اگر ذبح کی جاوے اور اسکے پیٹ مین اگر بچہ نکلے حرام ہے یا حلال اور اگر زندہ بچہ نکلے اوسکا ذبح کرنا چاہیے یا نچاہیے اسمین اگر کوئی عام نا واقف مغالطہ نہ سمجہے فتوی پوچہتا پہرے اور جو کوئی سمجہ جاوے بول اوٹہے کہ مرغی کے پیٹ مین انڈا ہوگا بچہ کیسا پس یہ بہی دہوکا اسی طرح کا بلا تشبیہ سمجہا چاہیے کہ شخص نا واقف اصل مغالطہ کو نہ سمجہے اور کلام اللہ مین معجزات نبوی ڈہونڈہتا پہرے

اب اس نکتہ کو بخوبی سمجہ لینا چاہیے کہ معجزہ کے معنے یہ ہین جسکے ادراک مین عقل انسانی عاجز ہو جاوے اور اختیار بشری سے باہر ہو پس اسکے واسطے مرتبہ کیا ہے ادنی ادنی شعبدے اور صنعت دست کاری بشری ہین کہ ایک انسان کے ہاتہ سے بنے ہین اور دوسری انسان کی عقل اوس صنعت مین عاجز اور حیران ہے طرح طرح کے اقسام پارچہ اور صنائع مثل ارگن باجہ اور گہڑی اور تار برقی اور سفینۂ بادی

اور ریل گاڑی وغیرہ خصوصاً اتاتا تا عکس صورت انسانی شیشہ آئینہ میں قید ہونا
اندر شیشہ کے بس ہوا کو یا سایہ کو قید کرنا ہے یہی یا سلائی جو سنار اور سنگ گر
سے یا صندوق کی کہ اگر پانی میں ہی ڈالی ہو پھر گر جا سکیں گی نفی اس قسم کی
ہزاروں صنعتیں ہر جدید ہو جاتے ہیں کہ لوگ بشر اسباب حس کے سامنے ہو سکیں
مگر نادان کے عقل کس قدر عاجز اور حیران ہوتی ہے ہرگز سمجھ میں نہیں آتا کہ دیکھو
کس طرح ہوا ہے پھر اس صورت میں معجزہ کی وقعت منکر کے سامنے کیا باقی رہتی
ہے یہاں تک کہ منکران ازلی میں معجزات نمایاں دیکھتے تھے اور انکار ہی کرتے
تھے حتی کہ اپنے انبیا کی بشارت بھی اور ان موت میں نہیں مانتے تھے اور تکذیب
اور انکار کرتے تھے فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ پھر ایسے
منکران مذہبی جو اصل کلام الٰہی کے منکر ہیں اور کلام ہی کہتے ہیں وہ اخبار کلام اللہ
کو بیان معجزات نبوت میں کب تسلیم کرتے ہیں اصل حقیقت اسکی یہ ہی کہ
کلام اللہ میں جو مثل انبیاء سابق کے معجزات موسیٰ کے تشریح نہیں اور اگر انبیاء
سابق کے معجزات صراحت نام بیان ہیں اسکا سبب یہ ہے کہ یہ فرقان ہی آخر الزمان
صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے آئین چار قسم کے مضامین ہیں یا قصص اور حکایات
سالفین بطور نظائر اور امثال یا احکام عبادات یا احکام حدود قصاص اور معاملات
بیع و شری اور نکاح و طلاق و عتاق وغیرہا یا بیان ثواب عقاب آخرت اور قیامت کا
اب ذکر و بیان میں جو مقام نظائر اور امثال و کرامات سابق کا سلسلہ آگیا اگر

اونکے بعض معجزات کا بھی ذکر علی سبیل الحکایت جابجا بتفاریق حسب اقتضائے سخن آگیا اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اونہین سے بیان کرنا محض تحصیل حاصل بیفایدہ
اور تطویل لاطائل تھی ہان اگر اور کوئی نبی صاحب کتاب بعد اس نبی آخر الزمان کے
پیدا ہوتا اور اوسپر کتاب آسمانی نازل ہوتی اوسمین اگر ذکر و بیان نبی آخر الزمان کا اور
معجزات کا ہونا البتہ مقام کلام تہا وَاِذْ لَيْسَ فَلَيْسَ ہان بطور اخبار پیشین گوئی کتب
سابقین مین مثل توریت اور انجیل و زبور بتصریح تمام مذکور ہے کہ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ
وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ الخ اس معنی پر شاہد عادل ہے معہذا جس حالت مین منکرین
نامنصف سب کلام اللہ کو تصنیف نبی کہتے ہین اسمین معجزات نبوی کا بیان ہونا بھی
دلیل واضح ہے اسپر کہ یہ بیشک کلام الٰہی ہے والا منکرین کو گنجایش انکار و تکذیب
کی زیادہ تر متصور تہی کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیے ہین پس جو منکر کہ معجزات
نبوی کو کلام اللہ سے چاہتا ہے اول اوس سے یہ پوچھنا چاہیے کہ آیا اصل کلام اللہ
کا مقر ہے یا منکر اگر منکر ہے اوسکے نزدیک اگر ہزار طرح کے معجزات نبوی بالفرض
اگر کلام اللہ سے بہی ثابت کر دیے کب کافی ہوسکتا ہے کہ اصل کلام اللہ کا منکر ہے یہی
کہدیگا کہ تصنیف نبی ہے جب صریح معجزات نمایان مثل شق القمر دیکھکر انکار کے اور معاذ
اللہ ساحر کہا اخبار کلام اللہ کو کب تسلیم کرتا ہے اور اگر درحقیقت اصل کلام اللہ کا مقر
ہے کہ بیشک کلام الٰہی ہے اس صورت مین اوس سے کہنا چاہیے کہ اسکو اگر کلام
الٰہی اور کتاب اللہ برحق جانتا ہے بارے یہ کتاب اللہ کسپر نازل ہوئی ہے اور کون

صریح ثابت اور ظاہر ہے بھر اس سے زیادہ بیان معجزات نبوی کلام اللہ سے
کیا ثابت ہو سکتا ہے مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی اوسکے سب معجزات
قولی کی خبر کلام اللہ مین صریح موجود ہے اور یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ اور مَا رَمَیْتَ
اِذْ رَمَیْتَ سب معجزات فعلی پر کلام اللہ ناطق ہے مگر اوسکے نزدیک جو اول اصل کلام اللہ
کا مقر ہوا اور جو شخص معاذ اللہ کلام اللہ کا منکر ہو پس ہر کہ چراغ رانہ بیند بچراغ چہ بیند پس
ایسے منکر بدیہی کے سامنے ثبوت نبوت اور معجزات نبوت اون کتابون سے چاہیے
جن کتابون کا وہ مقر اور معتقد ہے مثل توریت وانجیل وغیرہم مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ
مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ جب رسالت کا گواہ ایسا شاہد عادل مثل حضرت مسیح علیہ
السلام کے ہے بھر اثبات معجزات مین کیا کلام ہو سکتا ہے جب آفتاب کا وجود ثابت
ہوا روز روشن کا وجود ثابت تر ہے پس اہل کتاب کا جواب اوسکی کتاب سے مسلم تر ہے
اور اگر کوئی قوم ہنود مین انکار کرے اونکی کتب مثل توریت وانجیل کے ہر چند بصراحت
کلام اللہ سے نہین ثابت مگر بجاے خود اونکی کتابین اور احکام شاستر دینیات مین
مسلم ہین چنانچہ چوتھا بید پران مین جو شبسٹ من نے مہادیو کے زبانی حرف بحرف
لکھا ہے اوسمین اس تصریح سے بقید اسماے خاندان رسالت اور حکایات اور سوانح
بتخصیص سانحہ کربلا لکھا ہے کہ کمتر کسی کتاب مین اس توضیح سے ہوگا اور پران کا
اونکی زبان مین اٹھارہ نام ہے اس سبب سے اکثر مصنفین اور کاملین اس قوم کی اصل نبوت
اور رسالت خاص نبی آخر الزمان کے منکر نہین اسی سبب سے حکم فَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ

ایسے نام کفار اور مشرکین کے نہیں ہوسکتے ہیں اور ممنوع ہونا آنحضرت کا واسطے
دعاے مغفرت والدین کی بھی غالب ہے کہ اسی راہ سے کہتے ہوں کہ ہر نبی کو اپنی امت خاص
کی مغفرت اور شفاعت کے واسطے دعا مانگنا چاہیئے امم انبیاے دگر کے واسطے
کچھ کہنا نہ چاہیئے کہ ہنگام شفاعت کبرے بہ تخصیص امت خاص اُمتی اُمتی گویاں
ہوں گے اور والدین آنحضرت بسبب فات قبل بعثت داخل امت محمدی ہیں نہ ہونے
پائے شاید اس راہ سے ممنوع ہونا آنحضرت کا بیان کرتے ہوں کہ داخل امت نہ تھے
یا شاید اس راہ سے کہتے ہوں کہ کلام اللہ میں وارد ہے مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ
آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ
أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ
وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ
حَلِيمٌ ۝ اب امعان نظر در کار ہے کہ مفہوم معنی الآیۃ کریمہ سے تخصیص ممانعت دعاے
مغفرت والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پائی جاتی اول تخصیص لفظ والدین آنحضرت
اس آیہ میں پائی نہیں جاتی دوم لفظ اُولِي قُرْبَىٰ سے ہرگز تخصیص والدین کی نہیں ہوسکتی
کہ آپ کے زمانہ بعثت تک زندہ بھی نہ تھے بلکہ بعض اعمام آنحضرت مثل ابی لہب اور ابی جہل
اور ابی طالب بھی بدرجہ اولی مراد ہوسکتے ہیں کہ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ الخ
اس مفہوم کو قوت دیتا ہے کہ زمانہ بعثت تک اونکا زندہ رہنا اور ایمان نہ لانا ثابت ہے
اور آنحضرت کی غایت رحم فطری سے عبداللہ منافق کے واسطے بھی دعا مانگنا ثابت ہے

کرسکے اسے مغفرت تو موہبت الٰہی کر لا تسئل عن ... تفسیر ترا احیاء میں کم
ماتا تھا اسواسطے یہ منت جوئی ہوکر واسطے انکے اور انکی موت کے سبب حرم
مشرکی کے دعائے مغفرت نہ کرنے لگیں جیسے ابی طالب کے واسطے دعا کرتے تھے پس
اس ممانعت کے واسطے لفظ ولو کانوا اولی قربیٰ بہ نسبت والدین کے فائدہ تخصیص
کا زیادہ تر صحیح ہے اور نسبت پدر ابراہیم علیہ السلام کی ہرگز بیان صادق ہو نہیں سکتی
کہ اوسکا پدر ہمیشہ زمانہ نبوت ابراہیم علیہ السلام اور بنانا بت اور بت پرستی
بت پرستی کرنا ہر طرح کی اذیت اور تکالیف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دینا کلام اللہ
سے ثابت ہے کہ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ
وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا اور اس طرح شرک اور بت پرستی معاذ اللہ والدین آنحضرت کا اور ادبار
اور انحراف کرنا بلکہ ہر زمانہ نبوت تک ثابت ہے اور ایمان اور وحدت
تمام سے پیدا ہے مثل اس بیت کہ انبیائے سابق کی امت میں ہوں گے اور اونکا
ایمان لاتے ہوں گے وہی مثل حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ
علیہم السلام صاحب کتاب اولوالعزم تھے اونکے دین پر جو لوگ ثابت قدم تھے
اور اون پر ایمان لاتے تھے اونکی مغفرت میں کیا کلام ہے کہ کلام اللہ میں متواتر
وارد ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ
یَحْزَنُوْنَ دلالت اس پر ہے کہ نجات اخروی مسلّم اور منصوص اگر اونکا ... ثابت کرسکا

نہ ہوئی کہ زندگی کے زنہ بہشت تک داخل امت نہ ہوئے تھے حضرت کو دعاے
مغفرت کی ممانعت ہوئی ہو منافی نجات نہین ہو سکتی کہ نبی کو سوا اپنی امت خاص
کے دوسری امت کے واسطے شفاعت نہین پہونچتی وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ یا
اس راہ سے ممانعت ہوئی ہو کہ اللہ تعالی نے خاص اپنی کمال رحمت پر بے منت
شفاعت اونکی مغفرت موقوف رکھی ہو بہر حال یہ سب تاویلات اور قیاسات کی
اوسوقت حاجت ہے جب ممانعت دعاے مغفرت والدین کی بصراحت خاص ثابت
ہو وَإِذْ لَيْسَ فَلَيْسَ کہ بدانست اس بیدانست کے مومن کو عقیدہ عدم مغفرت والدین
آنحضرت کا نہ چاہیے اور ایسی مقام مین سکوت اولی تر معلوم ہوتا ہے نہ کہ معاذ اللہ
علی رؤس الاشہاد مجالس قائم کرکے باواز بلند یہی وعظ بطور رجز کے صحابا بیان
کرنا فَانْتَبِهْ وَتَأَدَّبْ ۞ باز رفتم کنون باصل بیان + تا بگیرم ز خامہ کار زبان
اب جاننا چاہیے کہ ابتداے خلقت سے اللہ تعالی اس اپنے نور ذاتی کو طرح طرح
کے حجب عزت اور عظمت اور جبروت مین چھپاتا چلا آیا یہان تک کہ اس عالم ناسوت
مین پردہ بشری اور حیلہ ہاے عالم اسباب مین مدۃ الحیات چھپایا جسکی مصلحتین اور
حکمتین بیشتر بیان ہو چکی ہین پھر اس پردہ کا حال کسطرح کوئی بیان کرسکتا ہے اگر
جھوٹ کہے تو معاذ اللہ خدا پر افترا اور بہتان ہے فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ
كَذِبًا ہان روز ظہور اوس نور ذاتی کا وہی ایک دن خاص ہے وہ کیون نہ بیان
کیا جاے کہ بیان واقعی ہے اور اللہ نے خود بیان کیا ہے اور پردہ داری نہین کی

بیان اصل سخن دیباچہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

اورزکینہ سے کندکرکے قتل اوربرچم تبیبتاد نہجا تمین چنانچہ وجہ قتل سرمد کے یہی باعث
تہی کہ کسی حالت مین سرمد کی زبان سے نکل گئی تہی رباعی از سرمد آن کو سر حقیقش
باور شد + پہنا ئیش ز سپہر پہنا ور شد + ملا گوید کہ برشد احمدؐ بفلک + سرمد گوید فلک بہ
احمدؐ در شد + اسی مضمون کو منکر معراج قرار دے کر عالمگیر بادشاہ نے حکم قتل کا دیا
کما وقع مشہور ہے کہ ہنگام قتل یا بعد قتل سرمد نے اپنے خون سے یہ رباعی
خذف ریزہ ہاے سفالین پر انگشت شہادت سے لکہے والعہدۃ علی الراوی ع سرمد
کہ خطاب سرمدی یافت + منزل بمقام احمدی یافت + ازاد نشد زتیغ جلاد + از بادہ
وصل بیخودی یافت + چنانچہ اسی طرح سے قول جناب امیر علیہ السلام کا ملاحظہ کرنا
چاہیے کہ اَنَا رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اسکو نا سمجہ اور نا اہل ارباب ظاہر کیا سمجہتے ہین کہ آی
مصلحتون سے نا اہلون سے چہپانا اور تقیہ کرنا واجب ہوا اگرچہ اسکی معنی مین اندک تامل کیا
جاے کچہ خلاف شریعت اور سوء ادب نہین کہ رَبّ اسم صفات ہے نہ اسم ذات
جیسے کسی بندہ کو باعتبار صفات کریم یا غنی یا رحیم یا جواد کہین کفر اور فتور نہین
لازم آتا ہے کہ خود اللہ تعالی نے کلام اللہ مین ریان بن ولید بادشاہ مصر کیطرف لفظ
رَبّ کی نسبت کرکے فرمایا ہے اُذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ اِرْجِعْ عِنْدَ رَبِّكَ صریح ان
دونون مقامون مین لفظ رَبّ سے بادشاہ مصر کا مراد ہے اس صورت مین لفظ
رَبّ کی نسبت باعتبار صفت اگر کسی بندے کی طرف کی جاوے کیا کفر لازم آتا ہے
ہان اللہ کہنا کہ اسم ذات ہی مگر اوس مقام مین جب خدا اللہ اپنے اسم ذات سے تعبیر کرکے

پیشتر باستناد اقوال معتبرہ بتطبیق آیات اور حدیث نبوی برعایت جانب شریعت
مدرجہ اور مدلل واضح تر بیان کیا گیا ہے اور کتاب اسرار عقل و عشق مین
اسکا بیان واضح تر ہے اور تمام بدن انسان اور اعضاے ظاہری اور حواس باطنی
مین بالاتفاق عقل شریف تر اور ممتاز ہے اور سب چیزین من حیث الاعضا اور حواس کی
کہ نطق مین بھی سب حیوانات کے شریک غالب ہو سکتے ہین مگر عقل مین کوئی حیوان
انسان کے شریک نہین ہو سکتا کہ اسی نور عقل سے نوع بشر بالاجماع سب حیوانات
پر غالب بلکہ حاکم اور مالک اور مسلط اور قابض اور شریف اور ممتاز ہے کہ اللہ
فرماتا ہے اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَا اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ
وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ اور اس جسم عالم اکبر مین اسی
نور عقل کا نام نور نبوت ہے جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا ہے از مولانا
اوحد الدین کرمانی علیہ الرحمہ ؎ حق جان جہان ست و جہان جملہ بدن +
ارواح ملایکہ حواس آن تن ۞ اجرام و عناصر و موالید اعضا + نور نبوی در وست
عقل روشن + شعر مشہورہ جامی علیہ الرحمہ راچنان شرح کردہ اند ؎ جہان
یکسر چہ ارواح و چہ اجسام ۞ بود شخصے معین عالمش نام + وزان نور نبوت عقل
و حق جان ۞ محمد نام او در شکل انسان + چو انسان عالم اصغر عیان شد + درین
پردہ ظہور او چنان شد + نفخت فیہ من روحی است سلطان + وزیر عقل نور احمدی دان + جو ہر دو نور
یکجا شد درین طور + عیان شد معنی نور اعلیٰ نور + پس این صفت کمال عقل سے ہستی پانا ۞ یکقلم خارج ہو گئی تاکہ

سے مراد ہے ہرگز کوئی نوع بشر مساہمت عالم اکبر سے نہین کرسکتا ہے کیونکہ ؎
عقل انسانی پذیرائی خطاست + آنچہ درعقلت نہ آید آن خداست + اس راہ سے ظاہرا
اس شعر کے معنی مین کچھ فتور نہین پایا جاتا کہ شان مصطفائی سے عقل کامل مراد ہے
درحقیقت وہ عقل کامل شان اوسی عقل اول کی ہے کہ جسکا نام عالم ظاہر مین محمد ﷺ کا
ہوا جو پردہ بشری مین اوس عقل کل نے آپ کو چھپایا اسواسطے برعایت پردہ بشریت
التزام لفظ عبدہٗ کا ضرور ہوا جیسا کہ مذکور ہوتا ہے مثلاً کوئی کہے کہ ہر شخص
صورت نوعی مین لقمان کی مساہمت کرسکتا ہے مگر عقل مین نہین کرسکتا ہے ہوسکتا ہے
کہ نوع بشر مین صورت نوعی مین شریک ہمدگر ہین چونکہ یہ شعر وہبی بطور معما اور پہیلے کے
مقام بلند سے وارد ہوا تھا اور ایسی تلقات وہبی مین دخل شیطان نہین ہوسکتا اور نوع
بشر اپنی فکر و غور سے قصداً ایسا مضمون ہے نہین نکال سکتا ہے کہ بادی النظر مین
ظاہر بینون کے نزدیک فی الجملہ مقام تامل ہوتا ہے لہذا اسکی شرح معانی مین برعایت
جانب شریعت بہ تمثیل واضح بہت اشعار سرزد ہوئے کہ البتہ لائق ملاحظہ اور غور و
تامل صاحبدلون کے معلوم ہوئے اسواسطے اسکا ضمن چھوڑنا روا نہوا اگر ایسے مضامین
اور اشعار کو مثلاً مضامین مولود شریف کے ہر عام و خاص نااہل کے سامنے علی العموم
پڑھنا نہ چاہیئے کہ کلموا الناس علیٰ قدر عقولہم بلکہ اسکے ارباب ور اہل کو بامعان
نظر غور و تامل درکار ہے کہ اسرار کے سمجھنے کا اور ہوتا ہے اور کہنے کا اور من فہم فہم
کہ گفتہ اند ؎ گر بگوئی با وجودش ہمہ زوست + ور بدانی با نہش ہمہ اوست + فافہم وتدبر

عبدیت چون بنده زیشت اینجا — شد انانیتی درو پیدا
یا انا الحق کسی ازو نشنفت — عبده در چنین مقام گفت
در چنین جا چو عبدیت بر جاست — این بجز مصطفی نصیب کراست
که درینجاست عبده گویان — رتبه اوست عبده و رسول
ارنی گفت چون کلیم الله — لن ترانی شنید خود از گاه
که خدا خود الم تر گفتا — گرچه لفظ الم تر عام است
اینهمه تیه اش ز عبدیت است — که دران بارگاه احدیت است
قاب قوسین ترا که او ادنی — عند ربی ابیت خود فرمود
لی مع الله نکته باریک — مقعد صدق اوست عند ملیک
بنده سان با ادب برون — کانوع بشر نباشد اختیار گر نباشد
نتواند که مصطفی گردد — هم بمعنی صاحب ست خدا
پس اگر بنده خدا گردد — حق توان شد نه مصطفی گردد
ضبط خود بیش بود مشکل — بنده خود را چو دید بنده نماند
معنی بندگی است بنده شدن — نه چو شیطان انا و من گفتن
عرف نفسه شو و پیدا — این بجز مصطفی کرا ظرف است
گر نظیرش طلب کنی مجاز — پیش محمود بین مقام بماند
عرف نفسه هویدا شد — نفس خود را به بندگی چو شناخت

قد رآنی کسی در اینجا گفت
جز محمد چنین نگفت نه شگفت
خاص شان محمدی است چنان
کی چنین ایدر از ظلوم و جهول
رتبه محمدی ببین اینجا
در الی ربک چه ابهام است
قد دنی بگفت او ادنی
خود محمد مقام هم محمود
با چنین رتبه عبده گفتن
زان بگفتم که او خدا گردد
ناخدا و خدا نظران را
بنده را چون خودی نماند بدل
کما انا بینتی بدل بنشاند
تا ان درینجا شناخت گر خود را
خاص جز همی به دیگران حرف است
خود شناسی بدل چو پیدا شد
عرف ربه علم افراخت

پردہ شرع را کہ گفتی تستر
پردہ در ملحد بد انجام ست
ذات حق آفتاب جامع کل
گر از نور فیضیاب بود
بندہ کز بندگی خدا گردد
فطر الناس را بود چو گواہ
نیک در فہم عالم اکبر
کے تواند رسید نوع بشر
مثلا گر کسی بگفت چنان
نہ بعقل و علوم روحانی
کہ شد از قید نور عقل جدا
ہمہ اطلاق چون کنند بر آن
مگر این شان شرع مصطفوی ست
نہ بان ذات مصطفی ماند
بندہ ہر گہ کہ شد فنا فی اللہ
این بقائی بود کہ بعد فناست

لیک بی پردہ محض باشد کفر
پردۂ شرع را مکن تفسیح
نور آن آفتاب ختم رسل
نور در ذرہ گر بود بالذات
از ہمین نور مصطفی گردد
گفتن این سخن روا گردد
عقل نور نبوت است مگر
زان بگفتم کہ او خدا گردد
کہ فلان بودہ است چون لقمان
ہمچنان گر بحکم فطر الناس
نام او احمد است نام خدا
پرتو حق چو جلوہ کرد برو
کہ خودی رفت و عبدیت باقیست
با شریعت طریقت است بہم
عبدیت است شد از و آنگاہ
در چنین جا ست عبدیت مشکل

تا درین پردہ است اسلام است
زانکہ بی پردہ است کفر صریح
گر چہ ہر ذرہ آفتاب بود
چون نتابد بسایۂ ظلمات
فطرت اللہ در کلام اللہ
بندہ از بندگی خدا گردد
پس ہم آن عقل عالم اکبر
نتواند کہ مصطفی گردد
میتوان شد بشکل انسانی
چون خدا بندہ گفتہ شد کایں ست
سایہ شد از پری چو بر انسان
چہ عجب گر خودی نماز درو
گو بہ نفی خودی خدا ماند
معرفت ہم برین بود لقوام
بعد ازین نام چو عبدیت برجا ست
این نشد جز بمصطفی حاصل

چون سوی ہیچ جا و ہیچ شئے از خدا خالی نیست و خدا در ہر حال و ہر مقام موجود از اینجا است کہ

چونکہ شان و صفت عبدیت ۱۲

فَاِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْن ط از اینجا اصل خلقت انسان توان رسید کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ
ضَعِیْفًا ملعقت او وَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ فطرت او وَ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ
مِّنْ تُرَابٍ تربیت او وَ فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ صورت او اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ
ھَلُوْعًا طبیعت او اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا خاصیت او وَ اِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا
عادت او وَ کَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا طبیعت او عَبْدًا مَّمْلُوْکًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ حقیقت
او اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا صفت او کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی
جبلت او اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَکَنُوْدٌ نیت او وَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ ط ماہیت او
مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَ لَآ اِلٰی هٰٓؤُلَآءِ کیفیت او وَ اِذَا قَامُوْٓا
اِلَی الصَّلٰوةِ قَامُوْا کُسَالٰی عبادت او وَ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ ط معصیت او
وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَی الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ عادت او وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ
فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْضٍ ط دعوت او اگر بر نسب فخر میکند وَ اِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ
اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ آمدہ است کہ گذشتہ اند ہیچ عز و ذلِ انسان بر نسب موقوف نیست
ابن آزر از کجا و ابن نوح است از کجا + و اگر بر مال و منال می نازد یَوْمَ لَا یَنْفَعُ
مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ط میفرماید و اگر بر علم می نازد وَ مَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا
قَلِیْلًا آمدہ است و اگر بر جاہ و حشمت و سلطنت مغرور است مَآ اَغْنٰی
عَنِّیْ مَالِیَهْ هَلَکَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ط میفرماید اول ہم خاک و آخر ہم خاک و
اکنون ہم خاک ماضی و مستقبل و حال بہر حال خاک در خاک مِنْهَا خَلَقْنٰکُمْ

که بتاریخ ششم ربیع الاول ۱۳۰۰ هجری چهارشنبه از مبدء فیضان بر دل و از دل بخامه و از خامه
بکاغذ ریخته شد ظاهر است که او تعالی شانه در مقام محبت و اصلاح نسبت به برادران دوست
که فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ حتی که اگر شاید در بعض امور دنیوی نقاری و شکررنجی در میان برادران
واقع شده باشد برای اصلاح آن نمی فرماید که وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا
عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ از اینجاست که نسبت بعض انبیا با است آنها در مقام رأفت و محبت با اهم
برادر داده است که می فرماید اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ و در نسبت هود علیه
السلام می فرماید وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا و نسبت صالح علیه السلام وارد است که وَاِلٰی
ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا و نسبت شعیب علیه السلام آمده است که وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ
شُعَیْبًا و بجانب لوط علیه السلام اینچنین است که اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿﴾
ازهمین جا مرتبه نسبت رحمت و رأفت آن رحمة للعالمین توان دید و سنجید که در مقام کمال
رأفت و عطوفت نسبت به نفس و ذات است می دهد که میفرماید وَلَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ
اَنْفُسِکُمْ از اینجا سخن توان رسید که زن و فرزند و مادر و پدر و برادر و عزیز و دوست و آشنا
هر چند از جان عزیزتر باشند مگر هرگاه که بر جان عزیز خود می افتد بجانب هیچکس نظری باشد
و از همه گرتنفر میشوند که یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ الخ
عبارت ازین است حتی که انبیا علیهم الصلوٰة والسلام هم بر خود لرزیده نَفْسِیْ نَفْسِیْ خواهند گفت
و پروای امت و عزیزان خود نخواهند کرد که زیاده از جان عزیز خود هیچکس عزیز تر نمی باشد پس
ازهمین جا توان دید که آن رحمة للعالمین را با جان و نفس شما نسبت داد نه برادر که زیاده

وقتیکه رسولان همه نفسی شده گویان ＊ وقتیکه پدر شده زپسر نیز گریزان ＊ وقتیکه زانسان تنفر
بود انسان ＊ وقتیکه اولوالعزم بود مضطر و حیران ＊ وقتیکه شود زیر و زبر عالم امکان
آنوقت کجا تاب سخن نوع بشر را + جز آنکه دهد در ره حق لخت جگر را + آنرا که چنین حق شده
ثابت بر یزدان + آنکس که فدا شد بره حق بدل و جان ＊ آنکس همه تن غرق بخون با دل
بریان ＊ پیراهن پر خون بکف والده آن + خواهد چو باین شکل بمحشر ز خداداد + یا بد تسکین
سبط پیمبر ز خداداد ＊ آن داد چه خواهد عوض اینهمه خدمت + از حضرت حق مغفرت جمله
امت + مارا ز گنه سوی زمین روی ندامت + او راز کرم دست دعا بهر شفاعت + هر یک
زیر خویش براند بخیابان وقت + او امت من گفته بخواند بخیابان وقت + مخفی مباد که این طرز
بیان برعایت مرثیه است که پیراهن پر خون بکف والده آن الخ باقی همه مضمون ملاقی
منصوص و مستند است فافهم و تدبر که مرتبه رحمت او بچه غایت است نکته مستند
و منصوص موجه و مدلل و شرف و فضیلت درود هر چند با ختلاف تقریر از خامه این سیه نامه جابجا
مناسب مقام بر آورده اند مگر این طرز بیان که بیان می شود شب ۱۷ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ هجری
بعد ادای فریضه قبل از دوگانه سنت فجر بر خاطر ریختند البته دیدنی و فهمیدنی و سنجیدنی است که
از کجاست فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ وَتَامَّلْ **باید دانست** که عبادت کردن کار عباد است که
مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ عبارت ازین است این عبادت بر سه طریق
است یکی[۱] عبادت دوم[۲] عبودیت سوم[۳] عبدیت همه احکام او را از صوم و صلوة و حج
و زکوة و بیع و شری و جمیع کارهای دنیوی موافق حکم شریعت بجا آوردن و عمل کردن

این عبادت مراست و بندگی کردن اینها که مرا اسلام امامت و وزیر سرخ ما
و معصیت و اتباع شیطان و سخن تو اول این راه عبث گویند ایها الصبیب ما گوی
حاصل او را مهلت اولیاست ای امرینت این کار بس اهم بار کثرت است که رحمت بر
ودواست که منم این را حاتم الانبیاست که عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ شان اوست واوحی
الی عبده شان اوست اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ مراد ازوست فَادْخُلِیْ
فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ را معاوضت شرح این بس دراز که هم هر کس را دراک
آن بر می [illegible] مقامات خود و کتاب طهیرالایمان و طهیرالاسلام
اسرار الصوت و سراج الصوت و فضائل الصوت و غیره باید رجوع نمود [illegible]
مقامات ارجاع این سینه نامه را آورده اند و لیسطر الیهم آمدیم بر اصل سخن
پس توان دانست که برای هر عبادت و تعمیل احکام شریعت بندگان حق قدر حالهم
حکم است و تقدیر هر عبادت احر هم موعود و مرجواست که عبادت کار عمد است (از ینجا
مرتبه شرف و فضیلت درود توان رسید که حق فرمایا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ
عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا یعنی خود الله و ملائکه
او درود میفرستند بر نبی ای مردمان که ایمان آورده اید درود بفرستید بر نبی و سلام
بتسلیم فقط البیل [illegible] کار و عمل که نسبت بذات خاص خود و ملائکه می فرماید شان [illegible]
بیچه نهایت توان ابود [illegible] نعمت خاص بندگان که کار را هم بهر و ممد فرمودن تصور
توان کرد که چه پایه دارد اکنون به نکته و معنی صلوٰة با پاسیه و تمهید کرده اید

و اسم ذات نماز صلوٰۃ است و بجز لفظ صلوٰۃ لفظے دیگر بر نام نماز در زبان عرب مستعمل نبوده است و خود معلوم است که اطلاق نام شخص بر نفس او سے باشد نہ بر صفات او که آنرا اسم ذات گویند مثلاً کسی را عبداللہ نام است دست و پا و گوش و چشم و بینی و دیگر اعضای بدنی او را عبداللہ نخواہند گفت بخلاف اسم صفات که عام است ہر که آن صفت داشته باشد بدان نام نامزد میشود که آن نام بران صفت خاص دلالت میکند مثلاً ہمان عبداللہ اگر شاعر یا منشی یا طبیب ہم بوده است این نام صفات بران صفت خاص او اطلاق تواند شد نه بر نفس و ذات او چنانکه اسم ذات ذات کبریا تعالی شانہ اللہ است و دیگر ہمه اسمای حسنیٰ اسمای صفات اند مثل کریم و رحیم و غنی و جواد و غیرہم پس ہر که ہمچو صفات بخشیده باشند او را کریم و رحیم و جواد توانند گفت مگر معاذ اللہ نتوانند گفت که اسم ذات اوست پس ازینجا توان دانست که صلوٰۃ اسم ذات خاص نماز است و درود را ہم صلوٰۃ گویند و بجز ہمین لفظ خاص بر نام درود لفظے دیگر بزبان عرب مستعمل نبوده است لاجرم صریح تر پیداست که ہمین درود عین نماز است و نماز ہمین درود که نفس نماز درود است شرح این نکته که بر دل نشیند و طبیعت قبول کند از اصل ماہیت و صورت نماز توان دانست که بیان می شود فائده در بیان ماہیت و تصویر صورت نماز باسعان نظر و دیده دل توان دید و فہمید که تصویر صورت و نقشه صحبت خاص شب معراج ہمین نماز است که ختم و تکمیل این بر درود است ازین است که ہمین نام نامزد گردیده که صلوٰۃ عبارت ازین است پس نقشه تصویر آن صحبت خاص علی التعین

فَاتُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اینہ آئین و مراتب مقامات آداب آن دربار معظم از غایت کرم
تعلیم بہ بندگان خاص است و دستور است کہ ہر گاہ بشرف حضوری دربار مشرف میشوند اول باید
تعلیم مراسم آداب آن دربار باو مقدم میباشد پس تعلیم این قوانین آداب آن دربار مخصوص
بمسلمانان و حکم مؤکد بتعمیل این گویا اجازت خاص بنابر حضوری و باریابی آن دربار اعظم
تاکید و تحکیم تمامتر است کہ شارع را تحکم و جبر بر تارک الصلوٰۃ میرسد کہ گفتہ اند ع و نشانی
بستم میستان اینجاست کہ فرق میان کافر و مؤمن ہمین صلوٰۃ را گفتہ اند و تارک بعمد را کافر
گفتہ اند کہ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ عَمَدًا فَقَدْ كَفَرَ پس این صلوٰۃ یک لفظ خاص است
کہ حفظ آداب حضوری آن دربار حقیقی مراد ازین است ہمین حفظ مراتب آداب آن دربار
حقیقی اگر بجا آورد ترجمہ اش بمحاورات اہل عجم نماز است و اگر بجانب حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم
رجوع کردنامش بزبان عجم درود است پس این فرق در تلفظ نماز و درود محض بنابر فہم
ادراک بزبان عجمیان است در عرب ہمین یک لفظ صلوٰۃ بہر دو مقام مستعمل است لاجرم در
مصحف عزیز کہ بتواتر تمامتر احکام متواتر بتاکید صلوٰۃ وارد اند پس از لفظ صلوٰۃ اگر ہر دو
معنی در ہر دو مقام مراد گرفتہ شوند بجای خود می نماید و ہیچ فساد در معنی واقع نمیشود بلکہ زیباتر و احسن
مینماید و خود صریح است کہ در التزام نماز درود لازم تر است کہ ہر دو با ہمدیگر لازم و ملزوم
اند پس از ہمین جا مرتبہ درود توان دید آمدم بپایان جان سخن اکنون واضح تر و مشروح تر
بدیدہ دل ملاحظہ درکار است تا اینجا صورت نماز بیان کردہ بودم کہ آن نمازی حاضر
دربار خاص بعد تقدیم تمام مراتب آداب دربار آخر بحکم تشریف نشستن بہ پیشگاہ جاہ و جلال

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ازین است که آنحضرت صلی الله علیه
وسلم همین صلوة را معراج مومن فرموده است که اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ ای مومن
ناقابل بجا آر کن که بطفیل آن صدرنشین مَقْعَدِ صِدْقٍ چه نعمت قرب خاص درین
هر دو صلوة یافته وا حسرتا که قدر این ندانی و بغفلت گذرانی حسب حال خود در صلوة
مردم ز مکافات گنه می ترسند؛ ما از عبادت همه خوف و خطر است؛ زیرا که گنه را چو گنه
دانستم خود توبه کنم نظر بعصیان اگر است + ور توبه نشد نصیب تا هم خبر است + یعنی که
بنده بر گناهم نظر است + لیکن ز عبادتی بغفلت که مراست + ترسم که گنه به بندگی مستتر است
إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ به بر رویم + روئے دل من مگر بسوی دگر است + بر روی خبیر هیچو
جرأت بدروغ + دیهم دانم که جمله او را خبر ست + وین طرفه غضب که طاعت این را
دانم؛ زین نیز بتر کدام عصیان دگر است + چون هیچو گناه را عبادت دانم + کی توبه کنم
که خبط دیگر بر است + این مورد عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ است + زین وَيْلٌ مصلین
بقرآن خبر ست + ای وای ظهیر گر نمازت این است + پس تا بگناهت چه رسد الحذر است

خاتمه

سبحان الله آنکه از ازل اصل فطرت و خلقت و طینت او ازین صفات جسم خاکی مذکوره
منزه و مستغنی است که همه تن نور مجسم بود چنانکه منصوص است و مذکور شد بلکه بتمثیل
نور شمع و نبودن سایه جسم نوری از روے آیه نور بنص قرآنی بمنزله مشاهده رسید او را که
برعایت پرده بشری و حفظ آداب شریعت چنان حال و قال بود که عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

بس گرد وسع لبشر را که با همه صفات لبشری مذکوره بالا رسته باشد این پایه کمال نصیب او
بیک حال دار خود رفته از دیدهٔ شریعت و لبشریت و عبادیت بر آمده خود را فراموش کرده چنانکه
می گوید و ببسط خودی تواند زیارت کرد رسالت گفتگو و بیخودی با عدالت معاف باشد مگر منه
البشریت مُحمّدٌ ای حدود و معاف تواند بود که با عدالت دیوانه باشد و با همه تا آورد آنجا جمع
قالوم و حصول رونماست چنین عشق بیخودی پروانه است و آنجا ارتبه مشهورات
نامه جدا او ستی کرده میفرماید که مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ و پیر
معنی وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ استثنا می کند لازم آن عشق رسیدن
موم با نور واضح تر است تمام ضبط و استقلال و استقامت کمال عقل و هوشیاری
و تمثیل عشق سوختن و گم شدن موم شمع مذکور شد بمال رعایت آداب شریعت است
عَبْدُهٗ رسیدن که جز از کمال عبدیت و شنیدگی سید بر ابتلا ملال کرد گر طلوع حصول
لار غایت بیخودی نسبت پروانه است او که بسبب بیخودی با خود را فراموش می کند
اَنَا الْحَقّ می گوید که دیوانه مرفوع القلم می باشد از آداب شریعت دیده و بشریت برکنار
می آید پس ع ببین تفاوت ره از کجا است تا بکجا + چنانچه شعر غیبی مذکوره بالا این
مفهوم را موضح روشن میکند که ع نور شمع است جدا موم رسول قبول + مثل پروانه
تو باشی که جلوه ی وجود وصول + شعر الحاقی ع گر بیں شمع شدی صورت پروانه نمار +
ره جدا نبر بدا نستی و هم محو رسول + هم شریعت بتو حاصل به طریقت واصل + معرفت ام
بحقیقت بود قرب وصول + چون فرق میان جمیع سی آدم از نشان عنصری ما الی

وسلم از فرق ہمین مرتبہ عشق ہویداست ولنسبت بذات خدا مرتبہ رابہ ہمین کہ ہر ذرہ
عین اوست بچشم حقیقت بین رواست بدین نظر ہم اگر معنی شعر مذکورہ بالا کہ ع بندہ
از بندگی خدا گردد ٭ نتواند کہ مصطفے گردد ٭ نظر کردہ آید قصورے بنظر نمی آید کہ اذا تم الفقر
فہو اللہ گفتہ اند چنانکہ محقق دہلوی علیہ الرحمہ جامع شریعت وطریقت کہ فقیہ
محدث مسلم الثبوت است در شرح فتوح الغیب می آرد کہ ع آنرا کہ فنا وشیوہ فقر آئین
است ٭ نے علم ویقین نہ معرفت نی دین است ٭ رفت او زمیان ہمین خدا ماند خدا اذا تم الفقر
فہو اللہ اینست ٭ شان وتفریق وتخصیص حقیقت محمدی از جملہ نوع انسان
بدون دانستن مرتبہ عقل وعشق وتفریق ہمہ گزیدہ ہمین وعقل نتواند آمد وشرح وبیان عقل
وعشق وتفریق یکدیگر بسیار لاجرم عجالہ دیگر مخصوص بشرح وبیان عقل وعشق جداگانہ
نوشتہ شد کہ اسرار عقل وعشق نام اوست البتہ دیدنی وفہمیدنی وسنجیدنی است
کہ بکمال ایجاز واختصار با ہمہ جامعیت نوشتہ شد وتصریح این کتاب ظہیر الدارین واضح تر
است چون وجود مرشد کامل کہ بخدا رساند در زمانہ حکم عنقا دارد وکتب مبسوطہ ارباب حالات و
مقامات مثل فتوحات وفصوص الحکم وعوارف واحیاء العلوم کہ بعبارت عربی بس دقیق
ودشوار فہم اند ہر چند بعضی را ترجمہ فارسی واردو ہم شدہ مثل قول الجمیل آوردہ اند الا الفاظ عبارت
ومعنی لفظی اگر بفہم ہم در آمد تا مضامین آن وتعمیل آن بر خواطر عامیان نابلد خیان دشوار تر کہ
مشکل دانستہ بتعمیل آن توجہ کمتر می کنند وآنقدر شوق ومحبت کجا کہ ہمہ دشواری ہا در طور
محبت آسان تر نماید کہ شوق در ہر دل کہ باشد رہبری در کار نیست بدین وجوہ این طریق سہل السبیل اسرار

که رهبر کامل یعنی محبت ازلی از ازل با او توام است حال آنکه چنین نیست که عمر اجل و دور افتاده
اند لاجرم سببش همین است که آن محبت مخفیه ازلی را که بر مسند چار بالش صدر رهبر مومن خفته
است بیدار نمی کنند همین که بیدار شد بمحبوب حقیقی بیکدم و بیکقدم رسید چون بحکم همان محبت
ازلی خامه این سیه نامه بدست محبت افتاد کتابی عجیب مرتب شد که نامش ظَهِیرُ الدِّین
بالا مرقوم است و ظَهِیرُ الْاِسْلَام تاریخ تصنیف اوست چون مثل کتب مذکوره سابقین
عبارت و مضامین او دشوار فهم و عسیر العمل نبوده اند هر عامی بلید الفهم که سطرے ازان
ملاحظه کند امید از خداست که بدون ملاحظه بالاستیعاب ضبط خود نتواند و بعد ملاحظه اش
که محبت خفته اش یقینی بیدار میشود تا بهر حالی که باشد امید از خداست که آنهمه مشکلهای این راه
این قدر برو آسان شود که بیکدم و بیکقدم بمنزل مقصود تواند رسید زیرا که اینهمه دشواریهای
مجاهدات تا همان زمان است که آتش محبت چون آتش در سنگ خفته و مخفیه است همین که بیدار
شد همه دشواریها آسان تر شد مجاهدات عشاق در عشق معشوقان مجازی که بدیده دیگران
بس مشقت و تعب و دشواری نماید مگر بهمین محبت بر خواطر عشاق این قدر آسان تر میباشد
که اگر هزاران کوه بلا بر آید هیچ خبر و پرواه غم ندارند بلکه ازان متلذذ و ملتذ میشوند و هر قدر که مصائب
و مشقت بطلب معشوقان مجازی زیاده تر لذت آن زیاده تر فکیف که در حقیقت که گفته اند

؎ ترا خواهم نخواهم رحمتت را امتحان خواهی ❊ در رحمت برویم بند و درهای بلا بکشا

پس اول برای سلوک این راه محبت را استوار کردن مقدم است و این بدین چنین کتاب خود
بخود حاصل بعد ازین منزل مقصود زیر قدم است و عمل کردن و فهمیدن مضامین کتب مبسوطه